www.kitabmart.in

تاریخ الاذان

از تبرکات

حضرت حجۃ اللہ الکبریٰ آیۃ اللہ العظمیٰ نعمۃ اللہ علی الاسلام والمسلمین

آقا السید علی اظہر طیب اللہ رمسہ

بانی و موسس رسالہ اصلاح بجھوا

ANJUMAN PUBLISHING HOUSE
Received
Rs. 2/50
قیمت 2/50

عکسی مطبوعہ مطبع اصلاح ضلع سرکودھا

پانچوان ایڈیشن

www.kitabmart.in

وَاذَانٌ مِنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

تاریخ الاذان

مصنفہ

حضرت ظہیر الملۃ والدین

مولانا السیّد علی اظہر طاب ثراہ

وجعل الجنۃ مثواہ

مطبوعہ اصلاح پریس کچھوا ضلع سارن (بہار)

طبع ثالث

قیمت ایک [illegible]

www.kitabmart.in

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید المرسلین محمد و آلہ الطاہرین۔ درحقیقت اذان خدا کی ایک رحمت ہے جو ٹھیک دوپہر کے وقت شدت تمازت آفتاب میں یاد خدا کے لئے چونکاتی اور شام کو دن بھر کے تھکے ماندوں کو یاد خدا کی ترغیب دلاتی ہے کہ دن تو تمھارا تمام ہوا اب بھی تو خدا کو یاد کرلو۔ صبح کے وقت بستر راحت کے سونے والوں کو بھی یہ آواز بیدار کرتی ہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر جس کا نام شارع مقدس نے اذان رکھا ہے۔

یہ آوازیں ہمارے بعض کے اُن دونوں مسجدوں سے بلند ہوتی ہیں جنھیں اہل اسلام نے اپنی قومی تفریق کے ثبوت کے لئے تعمیر کیا ہے اور اس ذریعہ سے وہ یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ہم دو علیحدہ بستیاں ہیں اس لئے ایک مسجد کا نمازی دوسری مسجد سے یہ کہہ کر نکالا جاتا ہے کہ "سگ رابا مسجد چہ کار" اور اب یہ تثنیہ بہ صورت تثلیث دکھائی دیتا ہے۔ مقلد۔ غیر مقلد۔ شیعہ۔

یہی وجہ ہے کہ دونوں فریقوں کی آوازیں بھی مختلف انداز سے نکلتی ہیں جس سے اجنبی شخص بھی سمجھ جائے کہ یہ دو فرقوں کی آوازیں ہیں مگر انہیں اسی اختلاف پر قناعت نہیں کی گئی ہے بلکہ بعض جملوں کے گھٹاؤ بڑھاؤ نے ایسا نمایاں فرق پیدا کردیا ہے کہ پھر کسی طرح سے اشتباہ نہیں رہتا کیونکہ چار مرتبہ اللہ اکبر اور دو مرتبہ اشھد ان لا الہ الا اللہ اور دو مرتبہ اشھد ان محمد رسول اللہ سے مخالفت کرنے کی تو کسی کو گنجائش ہی نہ تھی مگر اس جملہ کے بعد اشھد ان امیر المومنین و امام المتقین علیاً ولی اللہ و وصی رسول اللہ

www.kitabmart.in

وخلیفتہ بلافصل ہی وہ عقیدہ ہے جس کے محو واثبات نے ہم کو دو فریق بنایا۔

جو لوگ اس عقیدہ کے قائل نہیں وہ اہل سنت کہلاتے ہیں اُن کی اذان بھی اس جملہ سے خالی رہتی ہے اور برخلاف اس کے شیعوں کی اذان میں یہ جملہ کچھ اس جوش و خروش سے ادا ہوتا ہے کہ ہر سننے والا یہی نتیجہ نکالتا ہے کہ اس فرقہ کو اس مبارک نام سے کچھ ایسی شیفتگی ہے کہ گویا اس نام کے سنتے ہی ان کے ہر رگ وپے میں خون کو جوش ہوتا ہے اور ایسا جوش کہ پھر دنیا و مافیہا کی ان کو خبر نہیں رہتی۔

ان جملوں کے بعد حی علی الصلوٰۃ دو مرتبہ حی علی الفلاح اسی اتفاق سے ادا ہوتے ہیں جس کی ہر خیر خواہ اسلام کو تمنا رہتی ہے مگر اس کے بعد شیعوں کی اذان میں پانچوں وقت حی علیٰ خیر العمل کی دو مرتبہ پکار ہوتی ہے اور اہل سنت کے یہاں یہ جملہ کسی وقت داخل اذان نہیں ہوتا جس سے ایک گونہ اذان کا وزن ہلکا معلوم ہوتا ہے مگر صبح کے وقت الصلوٰۃ خیر من النوم سے یہ کمی پوری کر دی جاتی ہے پھر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ کے ادا میں البتہ صورت اتفاق نظر آتی ہے مگر بعض دفعہ اس میں بھی کچھ کمی سی ہو جاتی ہے۔ یہی اذان ہے جو عام مسلمانوں میں جاری ہے اور ہر نماز کے پہلے اس کی پکار ہوتی ہے۔ جس سے ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ یہ بھی ایک جزو عبادت ہے جس میں اختلاف ہونے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی یہی سبب ہے کہ ہزارہا مختلف حدیثوں میں اس کی فضیلتیں بتائی گئی ہیں اور بے حد و حساب اس کے فضائل دکھائے گئے ہیں۔ مگر ناظرین فن تاریخ جانتے ہیں کہ گزشتہ اسلاف نے اس جملہ کو بھی ملکی اور پولیٹیکل مقاصد میں داخل کر دیا

www.kitabmart.in

تھا جس سے وقتاً فوقتاً انواع و اقسام کے تغیرات و تبدلات اس میں ہوا کئے اور بہت سی خوں ریزیوں کی اس کی وجہ سے نوبت آئی جس کی تفصیلی اطلاع سے موجودہ اہل اسلام کی بہت کچھ تشفی ہو سکتی ہے اور حال کے اختلافات کو مٹا سکتے ہیں بشرطیکہ اس کی کوشش کریں۔

تحقیق لفظی

اذان بہ فتحہ ہمزہ یا تو مثل امان ہے بہ معنی ایمان یا مصدر ہے باب تفعیل کا بروزن سلام و کلام جس کے معنی اعلام و اجازت کے ہیں یعنی لوگوں کو خبر دینا اور مطلع کرنا یا اجازت دینا۔ اگر اذان بمعنی اعلام لیا جائے تو اس کا مجرد اذن ہوگا بہ معنی علم جیسا کہ قرآن شریف میں بھی آیا ہے۔ اٰذنتکم علی سواء جس کے معنی اعلمتکم کے ہے یعنی میں نے خبردار کیا تم کو اور ہم اور تم علم میں برابر ہوئے اور یہی معنی فان لم تفعلوا فاٰذنوا بحرب من اللہ ورسولہ کے بھی بعض مفسروں نے بیان کیا ہے کہ فاذنوا کے معنی فاعلموا کے ہیں کہ سود خواروں کو خبردار کر دو حرب خدا اور رسول سے اذن گوش یعنی کان کو بھی کہتے ہیں اور سننے کو بھی ان باتوں کے جن کا سننا یا اتباع کرنا مناسب ہے جیسا کہ قرآن میں ہے واذنت لربہا وحقت یعنی استماعت و اطاعت و انقادت۔ اور باب تفعیل میں لے جانے سے معنی ندا پیدا ہوتے ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے اذّن موذن ای نادی منادٍ یعنی پکارا پکارنے والے نے کیونکہ اذن کے معنی خبر دینے کے ہیں اور اذن بالتشدید کے معنی زیادہ خبر دینے کے ہیں اسی سے ہے وہ اذان جس کی یہاں بحث ہے۔ اذان دینے والے کو موذن کہتے ہیں جیسا کہ جس مینار پر کھڑے ہو کر اذان دینے والے اذان دیتے ہیں اس کو مئذنہ کہتے ہیں۔

www.kitabmart.in

اذان قبل اسلام

اگرچہ اذان کے لغوی معنی ندا کے ہیں مگر اہل اسلام کی اصطلاح میں اب یہ نام ان چند کلمات کا قرار پایا ہے جو نماز کے وقت پکارے جاتے ہیں اور دیگر انبیا کے زمانہ میں یہ کام ناقوس وغیرہ سے لیا جاتا تھا اور عرب کے لوگ کبھی آگ لگا کر کبھی کسی کلمہ کو بہ آواز بلند پکار کر یہ کام نکالتے مگر کسی خاص ندا یا صدا پر اذان کا اطلاق نہیں ہوتا تھا۔ ہاں قرآن مجید میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ندا دینے کو اس لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام نے جہاں ملت ابراہیمی کی بہت سی باتوں کی تجدید کی ہے اس سنت اذان کو بھی جاری کیا چنانچہ خداوند عالم قصۂ بنائے خانۂ کعبہ میں ان لفظوں میں حکم دیتا ہے واذن فی الناس بالحج یعنی ابراہیم تم لوگوں کو حج کے لئے پکارو جس کی تعمیل حضرت ابراہیم نے یوں کی کہ کوہ ابوقبیس پر جو مکہ کا مشہور پہاڑ ہے چڑھ کر ہر چہار سمت پھر پھر کر یہ ندا دی یا ایھا الناس کتب علیکم الحج الی البیت فاجیبوا ربکم یعنی تم لوگوں پر خانۂ کعبہ کا حج واجب کیا گیا ہے خدا کے پکار پر لبیک کہو۔ جب خدا کا یہ حکم نازل ہوا تو حضرت ابراہیمؑ کو بہ مقتضائے بشریت یہ تردد ہوا کہ ہماری آواز سب تک کیونکر پہونچے گی جس پر خداوند عالم نے اُن کی تسکین فرمائی اذن وعلی البلاغ تم پکارو تمہارے پکار کو لوگوں تک پہونچانا ہمارے ذمہ ہے۔

دوسری اذان قرآن میں بہ ذیل ذکر انبیاء علیہم السلام حضرت یوسف کے قصہ میں مذکور ہے ثم اذن موذن ایتھا العیر انکم لسارقون یعنی پکارنے والے نے آواز دی کہ اے قافلہ والو تم لوگ چور ہو۔ یہ

www.kitabmart.in

ندا اس وقت دی گئی تھی جب برادران حضرت یوسفؑ رخصت ہو کر مصر سے کنعان کو واپس جا رہے تھے غرض یہ تھی کہ وہ ٹھہر جائیں اور اُن کی تلاشی لی جائے۔

قرآن کی ایک اور اذان

اب قبل اس کے کہ ہم اسلام کی اذان کو اور اُس کی ابتدائی حالت اور اس کے تغیرات کو بیان کریں ایک اور اذان کا تذکرہ ضروری ہے جو اذان اصطلاحی سے خارج ہے مگر قرآن پاک نے اس کو بہ لفظ اذان یاد کیا ہے۔

یہ اذان سورۂ برأت کی تیسری آیۃ میں مذکور ہے۔ واذان من اللہ و رسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ فان تبتم فھو خیر لکم وان تولیتم فاعلموا انکم غیر معجزی اللہ وبشر الذین کفروا بعذاب الیم۔ یہ سورہ اگرچہ سورہ برأت کے نام سے مشہور ہے اور دوسرا نام سورۂ توبہ ہے مگر حدیث کی کتابوں میں اس کا نام فاضحہ ہے جس نے اُن منافقوں کو اچھی طرح فضیحت کیا تھا جو حضورؐ کے زمانہ میں مرتکب نفاق رہے کیونکہ نام بنام اُن منافقوں کو یاد کیا گیا تھا اسی وجہ سے وہ نام بعد کو نکال دیے گئے یا از خود نکل گئے۔

شان نزول اس کا یہ ہے کہ جناب رسول خداؐ نے کفار و مشرکین سے جو کچھ عہد و پیمان کیا تھا اکثر کفار اس میں خیانت کرتے اور مرتکب بد عہدی ہوتے لہٰذا یہ حکم نازل ہوا کہ اُن کو خبردار کر دو کہ ہمارے تمہارے درمیان جو عہد و پیمان تھے اس کی ذمہ داری سے اب ہم دستبردار ہوتے ہیں اور چار مہینہ کی مہلت دیتے ہیں مگر جو کفار پابند عہد و پیمان رہے ہیں وہ لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اُن کا

www.kitabmart.in

عہد و پیمان اس زمانہ تک باقی رہے گا جو زمانہ مقرر کیا گیا تھا۔

اب اس میں اختلاف ہے کہ جس چار مہینہ کی مہلت دی گئی تھی اس کی ابتدا کب سے ہے خاندان رسالتؐ کی اکثر حدیثوں میں تو نہم ذی الحجہ سے دہم ربیع الثانی تک کی مہلت تھی مگر اور روایتوں میں اول شوال سے ابتدا قرار پائی اور بعض روایتوں میں دہم ذی قعدہ سے اس کی ابتدا تھی کیونکہ اس سال کفار کا حج اسی تاریخ کو ہوا تھا بہ قاعدہ نسیئی۔

پھر حج اکبر میں بھی اختلاف ہے مگر خاندان رسالتؐ کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر حج حج اکبر ہے کیونکہ اس کے مقابلہ میں حج اصغر عمرہ ہے جس کے ارکان بہ نسبت ارکان حج خفیف ہیں اسی لئے عمرہ کو حج اصغر اور حج کو حج اکبر کہتے ہیں۔

لیکن دوسرے مفسرین نے روز عرفہ کو حج اکبر کہا ہے اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ مخصوص اسی سال کے حج کو حج اکبر کہتے ہیں جس میں کفار و اہل اسلام نے بالاتفاق حج کیا تھا اور اس کے بعد کفار کی ممانعت نازل ہوئی مگر اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ جب یہ سورہ نازل ہوا تو حضرت رسولؐ خدا نے خلیفہ اول کو اور بہ روایت شاہ ولی اللہ صاحب خلیفہ اول و دوم دونوں کو یہ سورہ عنایت فرمایا کہ جا کر مکہ میں بہ زمانۂ حج اس حکم کی تبلیغ کریں۔ شیخین کچھ دور گئے تھے کہ حکم خدا نازل ہوا کہ اس کام کو یا تم انجام دو یا علی ابن ابی طالبؑ۔ تب پیغمبرؐ نے اپنے ناقہ عضباء پر سوار کر کے بہ سرعت تمام علی مرتضیٰؑ کو روانہ کیا کہ ابوبکر سے اس سورہ کو لے لو اور جا کر مکہ میں اس کی تبلیغ کرو۔ خلیفہ اول منزل ذی الخلیفہ تک پہونچے تھے یا بہ روایت دیگر منزل روحا تک کہ علی مرتضیٰؑ ناقہ رسولؐ پر سوار پہونچے اور خلیفہ اول سے سورۂ برات کی آیتیں لے لیں شیخین روتے ہوئے حضرتؐ

www.kitabmart.in

کی خدمت میں واپس آئے اور معزولی کی وجہ دریافت کی کہ کیا کوئی آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا جبریل امین یہ حکم لائے کہ اس کام کو یا تم انجام دو یا وہ شخص جو تم سے ہو علیؑ چونکہ مجھ سے تھے جن کے سوا دوسرا کوئی تبلیغ رسالت نہیں کر سکتا تھا اس لئے علیؑ کو روانہ کیا۔

جناب امیرؑ نے ان آیات کی تبلیغ اس طرح فرمائی کہ بہ روز عرفہ عرفات میں اور شب عید کو مشعر الحرام میں اور روز عید منیٰ میں کے پاس اور بقیہ ایام تشریق یعنی ۱۳-۱۴-۱۵ ماہ ذی الحجہ ان دس آیتوں کو بہ آواز بلند ہر جگہ گھوم گھوم کر سنایا اور اس وقت حضرتؐ کے ہاتھ میں شمشیر برہنہ تھی۔ خود حضرت علیؑ مرتضیٰ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے چار حکم کی تبلیغ کے لئے روانہ کیا تھا ایک یہ کہ خانہ کعبہ میں اب کفار نہ داخل ہوں دوسرے یہ کہ طواف خانہ کعبہ کوئی برہنہ نہ کرے تیسرے یہ کہ مومن و کافر مسجد الحرام میں مجتمع نہ ہوں چوتھے یہ کہ جس کسی سے مقررہ مدت تک رسول اللہؐ کا معاہدہ ہے وہ عہد و پیمان اس مدت تک اپنی جگہ قائم رہے گا۔ یہی سبب ہے کہ جناب امیرؑ کا نام قرآن میں اذان قرار پایا ہے۔ کیونکہ حضرتؐ ہی اس حکم کی تعمیل کرنے والے تھے اور فریقین کی روایت سے دوسرا نام حضرت امیر المومنینؑ کا قرآن میں اذن واعیہ بھی ہے جو آیہ تعیھا اذن واعیہ میں مذکور ہے۔

ابتدائے اذان اسلام

مولوی شبلی صاحب لکھتے ہیں:۔

"مدینہ میں پہونچ کر اس بات کا وقت آیا کہ اسلام کے فرائض اور ارکان محدود اور معین کئے جائیں کیونکہ مکہ معظمہ میں جان کی حفاظت ہی

www.kitabmart.in

سب سے بڑا فرض تھا یہی وجہ تھی کہ اب تک روزہ زکواۃ نماز جمعہ نماز عید صدقہ فطرہ کوئی چیز وجود میں نہیں آئی تھی نمازوں میں بھی یہ اختصار تھا کہ مغرب کے سوا باقی نمازوں میں صرف دو دو رکعتیں تھیں یہاں تک کہ نماز کے اعلان کا طریقہ بھی نہیں معین ہوا تھا چنانچہ سب سے پہلے آں حضرتؐ کو اس کا انتظام کرنا پڑا۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے ہاں نماز کے اعلان کے لئے بوق اور ناقوس کا رواج تھا اس لئے صحابہ نے یہی رائے دی۔ ابن ہشام نے روایت کی ہے کہ یہ خود آں حضرتؐ کی تجویز تھی۔ بہر حال مسئلہ زیر بحث تھا اور کوئی رائے قرار نہیں پاتی تھی کہ حضرت عمرؓ آنکلے اور انھوں نے کہا کہ ایک آدمی اعلان کرنے کے لئے کیوں نہ مقرر کیا جائے۔ رسول اللہ صلعم نے اسی وقت حضرت بلالؓ کو اذان کا حکم دیا۔ یہ بات لحاظ کے قابل ہے کہ اذان نماز کا دیباچہ اور اسلام کا ایک بڑا شعار ہے۔ حضرت عمرؓ کے لئے اس سے زیادہ کیا فخر کی بات ہو سکتی ہے کہ یہ شعار اعظم ان ہی کی رائے کے موافق قائم ہوا۔ (الفاروق ص۔۔۔)

مگر محدثین کے سب سے زیادہ معتبر بزرگ امام بخاری نے چند روایتیں لکھی ہیں:۔

(۱) عن انس قال ذکروا النار والناقوس فذکروا الیھود والنصاری فامر بلال ان یشفع الاذان وان یوتر الاقامۃ۔

جناب انس بیان کرتے تھے کہ لوگوں نے نماز کا اعلان کرنے کے لئے آگ اور ناقوس کی رائے دی پھر یہود و نصاریٰ کا ذکر ہوا تو آنحضرتؐ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ اذان میں دو دو مرتبہ اور اقامت میں ایک ایک دفعہ کہیں (صحیح بخاری پ۳ صفحہ ۳۳۴ کتاب الاذان) اس روایت میں حضرت عمرؓ کا نام نہیں ہے

www.kitabmart.in

خود حضرت رسول صلعم کا ذکر ہے کہ حضور ہی نے اذان کا طریقہ مقرر کیا۔
(۲) دوسری وہی جسے مولوی شبلی صاحب نے لکھا ہے۔
(۳) تیسری روایت یہ ہے عن انس قال امر بلال ان یشفع الاذان وان یوتر الاقامۃ الا الاقامۃ جناب انس بیان کرتے تھے کہ حضرت رسول خدا نے بلال کو حکم دیا کہ اذان کے کلمے دو دو مرتبہ اور اقامۃ میں ایک ایک بار کہیں سوائے قد قامت الصلوٰۃ کے۔
(۴) چوتھی روایت یہ ہے۔ عن انس قال لما کثر الناس قال ذکروا ان یعلموا وقت الصلوۃ بشیٔ یعرفونہ فذکروا ان یورواناراً او یضربوا ناقوساً فامر بلال ان یشفع الاذان وان یوتر الاقامۃ جناب انس بیان کرتے تھے کہ جب لوگوں کی تعداد بڑھی لوگوں نے اس بات کا تذکرہ کیا کہ نماز کا وقت ایسی چیز سے واضح کیا جائے جس سے لوگوں کو خبر ہو جایا کرے تو کچھ لوگوں نے رائے دی کہ آگ روشن کر دی جایا کرے کچھ نے کہا ناقوس بجایا جائے مگر حضرت رسول خدا صلعم نے بلال کو حکم دیا کہ اذان کہیں اذان میں دو دو بار کلمے کہیں اور اقامۃ میں ایک ایک بار (صحیح بخاری ج ۳ ص ۳۳۶ کتاب الاذان)

کتنی حیرت کی بات ہے کہ صحیح بخاری میں اذان کے متعلق چار روایتیں ہیں جن میں سے تین کا مضمون یہ ہے کہ خود حضرت رسول خدا صلعم نے اذان دینے کا حکم دیا اور ان تینوں روایتوں میں حضرت عمر کا نام تک نہیں ہے صرف ایک روایت میں آپ کا ذکر ہے مگر مولوی شبلی صاحب کو حضرت عمر کے مفاخر بیان کرنے کی اتنی فکر تھی کہ جن تین روایتوں میں حضرت رسول خدا کے

www.kitabmart.in

حکم دینے کا ذکر تھا ان سب کو نظر انداز کر دیا اور جس ایک اور صرف ایک روایت میں حضرت عمر کا بیان تھا اس کو اس زور و شور سے بیان کیا کہ معلوم ہوتا ہے سیکڑوں روایتیں صرف اسی مضمون کی ہیں۔ اس امر میں مولوی صاحب نے اس قدر اہتمام کیا کہ الفاروق لکھنے کے مدت بعد سیرۃ النبی لکھی اس میں بھی اس بات پر زور دیا کہ اذان حضرت عمر ہی کی ایجاد ہے۔ ممدوح کی عبارت پڑھو:۔

"نماز جماعت کا کوئی انتظام نہ تھا لوگ آگے پیچھے آتے اور جو جس وقت آتا نماز پڑھ لیتا آنحضرتؐ کو یہ پسند نہ تھا۔ آپ نے ارادہ کیا کہ کچھ لوگ مقرر کر دیے جائیں جو وقت پر لوگوں کو گھروں سے بلا لائیں لیکن اس میں زحمت تھی صحابہ کو بلا کر مشورہ کیا لوگوں نے مختلف رائیں دیں کسی نے کہا نماز کے وقت مسجد پر ایک علم کھڑا کر دیا جائے لوگ دیکھ دیکھ کر آتے جائیں گے آپ نے یہ طریقہ ناپسند فرمایا۔ عیسائیوں اور یہودیوں کے ہاں اعلان نماز کے جو طریقے ہیں وہ بھی آپ کی خدمت میں عرض کئے گئے لیکن آپ نے حضرت عمر کی رائے پسند کی اور حضرت بلال رضؓ کو حکم دیا کہ اذان دیں اس سے ایک طرف تو نماز کی اطلاع عام ہو جاتی تھی۔ دوسری طرف دن میں پانچ دفعہ دعوت اسلام کا اعلان ہو جاتا تھا۔ صحاح ستہ کی بعض کتابوں میں ہے کہ اذان کی تجویز عبداللہؓ بن زید نے پیش کی جو انھوں نے خواب میں دیکھی تھی ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمر کو بھی خواب میں وارد ہوا لیکن صحیح بخاری کی روایت کے مقابلہ میں کسی روایت کو ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ بخاری میں صاف تصریح ہے کہ آنحضرتؐ کے سامنے بوق اور ناقوس

www.kitabmart.in

کی تجویزیں پیش کی گئیں لیکن حضرت عمر نے اذان کی تجویز پیش کی اور آپ نے اس کے موافق حضرت بلال رضؓ کو بلا کر اذان کا حکم دیا۔ خواب کا ذکر نہیں۔ (سیرۃ النبی جلد ۱ صفحہ ۲۰۷)

مولوی شبلی صاحب سے سوال کیا جا سکتا ہے کہ اسی صحیح بخاری میں اگر ایک جگہ تین روایتیں بتائیں کہ اذان کی تجویز حضرت رسول خدا نے خود کی اور صرف ایک روایت بتائے کہ حضرت عمر نے اس کی رائے دی تو اجماع کس طرف سمجھا جائے گا اور کس قول کو اختیار کرنا مناسب ہے اس کے ساتھ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ حضرت عمر کی رائے دینے کی روایت صرف آپ کے فرزند عبداللہ کی ہے کسی اور صحابی نے اس کو نہیں بیان کیا (دیکھو صحیح بخاری) برخلاف اس کے حضرت رسول خدا کے اپنی تجویز سے بلال رضؓ کو حکم دینے کی روایت جناب انس سے ہے جو حضرت رسول خدا کے بیٹے نہیں تھے اور جن کو کوئی وجہ نہیں تھی کہ حضرت عمر کی فضیلت کو چھپائیں اب ہر شخص خود فیصلہ کر لے کہ اذان کی ایجاد واقعاً حضرت عمر کی رائے سے ہوئی یا حضرت رسول خدا کی تجویز سے اگر اب بھی دقت ہو تو اسی صحیح بخاری کی شرح سے اس مشکل کو حل کرو اول من اذن بالصلوٰۃ جبرئیل فی السماء الدنیا سب سے پہلے نماز کی اذان دنیا کے آسمان میں جناب جبریل نے دی۔ عن طریق سالم بن عبداللہ بن عمر عن ابیہ قال لما اسری بالنبی اوحی اللہ الیہ الاذان فنزل بہ فعلمہ بلالا۔ حضرت عمر کے بیٹے عبداللہ کے فرزند سالم کے طریق سے یہ روایت ہے کہ حضرت رسول خدا کو معراج ہوئی تو خدا ہی نے حضرتؐ کو وحی کے ذریعہ سے اذان کا طریقہ بتایا۔ حضرتؐ یہ حکم لے کر معراج سے

www.kitabmart.in

واپس تشریف لائے تو بلالؓ کو اذان سکھائی۔ من حدیث انس ان جبریل امر النبی بالاذان حین فرضت الصلوٰۃ جناب انس کی حدیث میں ہے کہ جناب جبریل نے حضرت رسول خداؐ کو اذان کا حکم دیا جب نماز فرض ہوئی۔ من حدیث علی قال لما اراد اللہ ان یعلم رسولہ الاذان اتاہ جبریل بدابۃ یقال لھا البراق فرکبھا فذکر الحدیث حضرت علیؑ کی حدیث میں ہے کہ جب خدا نے ارادہ کیا کہ اپنے رسولؐ کو اذان کی تعلیم کرے تو حضرتؐ کے پاس جبریل براق لائے حضرت اس پر سوار ہو کر معراج میں تشریف لے گئے اور وہاں خدا نے آپ کو اذان کی تعلیم دی۔ (صحیح بخاری مع شرح فتح الباری مطبوعہ دہلی پ۳ ص۳۳ کتاب الاذان)

اور علامہ احمد بن خطیب قسطلانی نے اپنی کتاب مواھب لدنیہ میں اس کی تحقیقات بڑی فراخ حوصلگی سے کی ہے اس وجہ سے اس عبارت کا ترجمہ بھی درج کر دینا مناسب ہے لکھتے ہیں "ابتداء اذان کے بارے میں علماء نے بہت کچھ اختلاف کیا ہے بعضوں کا یہ قول ہے کہ ہجرت کے پہلے سال میں اذان کا حکم جاری ہوا تھا اور بعض اس کے مدعی ہیں کہ ۳ھ میں اس کی ابتدا ہے بعض کا یہ قول ہے کہ چونکہ اوقات نماز معین تھے اس لئے نماز پڑھنے والے اپنے وقت پر خود ہی بغیر کسی طرح بلائے پہونچ جاتے تھے۔ مگر ابن سعد یہ روایت کرتے ہیں کہ جناب بلال الصلوٰۃ جامعۃ کی صدا بلند کرتے کہ یہی اس وقت کی اذان تھی جناب رسول خداؐ نے ۲ھ میں اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ نماز میں لوگوں کے یکجا کرنے کے لئے کون سی تدبیر اختیار کی جائے اس پر تین تجویزیں پیش ہوئیں (۱) مثل نصاریٰ ناقوس پھونکی جائے (۲) یہود کی طرح بوق بنائے جائیں۔ (۳) ہر نماز کے لئے

www.kitabmart.in

آگ روشن کی جائے جس کو دیکھ کر مجمع فراہم ہو جایا کرے مگر ابھی تک کوئی رائے نہیں قائم ہوئی تھی کہ عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدربہ نے جو صحابی تھے خواب میں دیکھا کہ کسی نے یہ طریقہ اذان کا تعلیم کیا اور انھیں نے خدمت رسولؐ میں آکر عرض کیا۔

امام احمد بن حنبل نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ خواب دیکھنے والے معاذ بن جبل ہیں اُن کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا اور اگر کہوں کہ وہ خواب نہیں تھا تو سچ ہوگا کہ ایک شخص جس پر دو سبز کپڑے پڑے ہیں قبلہ رُخ ہوا اور کھڑے ہو کر اس نے دو دو مرتبہ اللہ اکبر کہا جس طرح اذان کہی جاتی ہے اس پر حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ خواب سچ ہے جاؤ بلالؓ کو تعلیم کرو کہ اذان کہیں کیونکہ اُن کی آواز تمھاری آواز سے زیادہ پاٹ دار ہے۔ معاذ بن جبل کہتے تھے کہ میں بلالؓ کو اذان سکھا رہا تھا اور وہ بہ آواز بلند کہتے جاتے تھے کہ حضرت عمر نے اس کو اپنے گھر میں سن لیا وہ وہاں سے ردا کھینچتے ہوئے نکلے اور قسم کھا کر کہتے تھے کہ ہم نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔

امام طبرانی نے اوسط میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر نے بھی بیان کیا کہ میں نے یہی خواب دیکھا ہے۔ اور امام غزالی وسیط میں لکھتے ہیں کہ دس آدمیوں سے زیادہ لوگوں نے اس کا دعویٰ کیا کہ ہم نے بھی یہی خواب دیکھا ہے اور عبارت جیلی شرح تنبیہ میں یہ ہے کہ چودہ آدمی اس کے مدعی ہوئے تھے مگر ابن صلاح اور امام نووی اس کے منکر ہیں اور سیرۃ مغلطائی میں ہے کہ انصار سے سات آدمیوں نے اس کا دعویٰ کیا۔ اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی تحقیق سے صرف عبداللہ بن زید کی روایت ثابت ہے اور قصہ حضرت عمر بعض طرق میں آیا ہے۔

علامہ سہیلی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں کون سی مصلحت تھی جو اذان

www.kitabmart.in

کی صورت بعض مسلمانوں کو دکھائی گئی اور بہ طور وحی یہ حکم نہ آیا جیسا دوسرے شرعی احکام میں وحی نازل ہوا کرتی تھی پھر اس میں کیا مصلحت تھی کہ حضرتؐ نے اس خواب کو رویائے حق قرار دیا اور اسی پر اذان کی بنا ہوئی۔ تیسرا اعتراض یہ ہے کہ اذان کا اجرا بذریعہ وحی ہوا یا اور کسی طرح۔ پھر ان اعتراضات کے خود ہی جوابات دیے ہیں کہ حضرتؐ نے شب معراج اذان ابتداء اس طرح پر ملاحظہ فرمائی تھی کہ حضرت علیؑ مرتضیٰ سے روایت ہے کہ جب براق پر سوار ہو کر حضرتؐ تشریف لے گئے اور قریب حجاب پہنچے تو ایک فرشتہ حجاب قدرت سے نکلا اس نے پوچھا اے جبریل یہ کون شخص ہے جناب جبریل نے بہ قسم بیان کیا کہ ہم نے اس فرشتہ کو کبھی نہیں دیکھا۔ اسی فرشتہ نے حضرت رسولؐ کو دیکھ کر کہا اللہ اکبر اللہ اکبر تب حجاب قدرت سے آواز آئی سچ کہا میرے بندے نے میں اکبر ہوں میں اکبر ہوں اور بقیہ اذان بھی اسی طرح سنائی دی۔

علامہ سہیلی کہتے ہیں یہ اقویٰ ہے وحی سے اور جب حکم اذان میں مدینہ پہنچنے تک تاخیر ہوئی اور یہ منظور ہوا کہ لوگوں کو اوقات نماز سے اطلاع دے دی جایا کرے تو وحی اس وقت تک رک گئی کہ عبداللہؓ نے وہ خواب دیکھا یہ خواب اس کے موافق ہوا جس کو حضرتؐ رسول خدا دیکھ چکے تھے اسی سبب سے آپ نے فرمایا انشاء اللہ یہ رویائے صادقہ ہے اور اسی وقت معلوم ہوا کہ خدا نے آسمان پر جو کچھ دکھایا تھا اس سے یہی منظور تھا کہ زمین میں بھی یہ سنت جاری ہو۔

مگر فتح الباری میں یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ حکم اذان کا انشاء اللہ بن زید کے خواب سے درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ پیغمبروں کے خواب

www.kitabmart.in

اور کسی شخص کے خواب سے حکم شرعی ثابت نہیں ہو سکتا مگر اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ اس خواب کے ساتھ وحی بھی نازل ہوئی چنانچہ ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے جب اذان کو خواب میں دیکھا تو آکر حضرت صلعم کو خبر دینی چاہی مگر یہاں آکر انھیں معلوم ہوا کہ وحی اس کے قبل ہی آچکی ہے کیونکہ آپ نے بلال رضؓ کو اذان کہتے سنا اور حضرتؐ نے فرما بھی دیا کہ تمھارے خواب کے پہلے ہی مجھ پر اس کی وحی نازل ہو چکی ہے یہی زیادہ صحیح ہے اس سے جو داؤد ہی نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر کے خواب سے آٹھ روز پہلے جناب جبریل وحی کا حکم اس اذان کے بارے میں آنحضرتؐ پر لا چکے تھے عبداللہ بن زید کا خواب بہ روایت ابن اسحاق یوں ہے کہ انھوں نے دیکھا کوئی شخص ناقوس لئے جاتا ہے انھوں نے پوچھا کیا اس کو بیچو گے؟ اس نے جواب دیا تم ناقوس کیا کرو گے؟ عبداللہ نے کہا لوگوں کو نماز کے لئے بلائیں گے۔ اس شخص نے جواب دیا میں اس سے بہتر چیز تم لوگوں کو بتاتا ہوں کہ نماز کے وقت اللہ اکبر اللہ اکبر کہا کرو آخر جملہ اقامت تک۔ اس کو ابو داؤد نے باسناد صحیح روایت کیا ہے۔

مسند حارث میں ہے کہ آسمان دنیا میں اول اذان دینے والے جبریل ہیں جب کو حضرت عمر اور بلال رضؓ نے سنا جب بلال رضؓ نے جا کر اس کی خبر دی تو حضرتؐ نے فرمایا تم سے پہلے عمر خبر دے گئے ہیں۔ اور بہت سی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اذان کی ابتداء مکہ ہی میں ہو چکی تھی کہ حضرت صلعم نے معراج میں دیکھا اور بلال رضؓ کو اس کی تعلیم فرمائی۔ اور دار قطنی کی یہ روایت ہے کہ جبریل نے اس کا حکم دیا تھا جس وقت نماز کی تعلیم کی تھی۔ (مواہب لدنیہ جلد ۱ صد ۷۲ مطبوعہ مصر)

www.kitabmart.in

ایک اور قوی دلیل اس امر کی کہ اذان کی ایجاد میں حضرت عمر کی رائے وغیرہ کو کوئی دخل نہیں ہوا یہ بھی ہے کہ مورخین نے حضرت عمر کی اولیات میں (ان باتوں میں جن کے وہی بانی ہوئے) اور امور کو لکھا مگر اذان کی رائے و مشورہ کو نہیں ذکر کیا۔ مثلاً علامہ سیوطی نے حضرت عمر کے فضائل میں بہ کثرت چیزیں بھر دی ہیں اور آپ کے اولیات میں بہت سی باتیں لکھیں یہاں تک کہ پہلے پہل متعہ حرام کرنے کا فخر بھی تحریر کر دیا تراویح کو بھی ذکر کیا امیر المومنین کا نام اول دفعہ اختیار کرنے کو بھی لکھا لیکن اذان کے متعلق ایک حرف بھی تحریر نہیں کیا (دیکھو تاریخ الخلفا ص ۹۳ فصل فی اولیات عمر) حالانکہ حضرت عمر کے حالات کتاب تاریخ الخلفاء میں خاص اہتمام سے جمع کئے گئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ سیوطی وغیرہ نے بھی اس روایت کو کہ حضرت عمر کی رائے سے اذان کی ایجاد کی گئی بالکل غلط اور ناقابل التفات سمجھا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی بہت بڑے مصنف گزرے ہیں انھوں نے صحابہ کے حالات میں سب سے زیادہ جامع کتاب اصابہ لکھی ہے اس میں حضرت عمر کے حالات بھی لکھے ہیں مگر اذان کے متعلق کوئی جملہ نہیں لکھا اسی طرح دوسرے علماء فن تاریخ و سیرۃ و رجال وغیرہ نے بھی اس سے سکوت ہی کیا ہے ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینیؒ نے کافی میں ابتدائے اذان کے متعلق دو روایتیں لکھی ہیں۔

(۱) عن ابی جعفر قال لما اسری برسول اللہ الی السماء فبلغ البیت المعمور وحضرت الصلوۃ فاذن جبرئیل واقام فتقدم رسول اللہ وصف الملائکۃ والنبیون خلف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جب رسول شب معراج کو بیت المعمور

www.kitabmart.in

تک پہونچے تو وقت نماز آچکا تھا وہاں حضرت جبریلؑ نے اذان و اقامت کہی اور رسولؐ نے نماز جماعت پڑھائی جس کی اقتدا ملائکہ اور انبیاءؑ نے کی کہ حضرت کے پیچھے صف باندھے کھڑے تھے۔

(۲) عن ابی عبداللہ قال لما ھبط جبرئیل بالاذان علی رسول اللہ کان راسہ فی حجر علی فاذن جبرئیل فلما التبہ رسول اللہ قال سمعت قال نعم قال حفظت قال نعم قال ادع بلالا فعلمہ فدعا علیؑ بلالاً فعلمہ۔

(فروع کافی جلد ۲ صـ ۱۷۵)

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ جب حضرت جبریل حکم اذان لے کر رسول اللہؐ پر نازل ہوئے تو اس وقت حضرتؐ کا سر مبارک آغوش جناب امیرؑ میں تھا حضرت جبریل نے اذان و اقامت کی جب رسول اللہؐ بیدار ہوئے تو پوچھا یا علیؑ تم نے بھی سنا۔ عرض کیا ہاں۔ پوچھا یاد بھی کر لیا ہے۔ عرض کیا ہاں۔ تو فرمایا اچھا بلالؓ کو بلاؤ اور اس کی تعلیم دو۔ چنانچہ جناب امیرؑ نے بلالؓ کو بلا کر تعلیم فرمایا۔

اگرچہ عام مسلمانوں نے ہمیشہ اس قسم کی روایتوں سے چشم پوشی کی ہے مگر اس سبب سے نہیں کہ اس میں کوئی راوی ضعیف ہے یا مجہول یا کذاب ہے یا مفتری۔ بلکہ اس وجہ سے کہ ہمارے حافظہ یا ہماری سوسائٹی کی یہ روایت نہیں ہے یا اس وجہ سے کہ یہ روایتیں ان ذوات مقدسہ سے لی گئی ہیں جن کا استیصال کرنا سواد اعظم نے اپنا نصب العین بنا رکھا تھا جن کے نام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے ہمیشہ درپے رہے پھر ان کے ذریعہ کیونکر کوئی روایت قبول کی جا سکتی ہے جس سے خواہی نخواہی اُن کا نام لینا پڑے اور لوگوں کے

www.kitabmart.in

دماغ و قلب ان کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

ہم یہاں اُن خصوصیتوں کو بیان کرتے ہیں جن سے عام نگاہیں ان روایتوں کی تصدیق و قبول پر مجبور ہو جائیں اور وہی درجہ ان روایتوں کو حاصل ہو جس کی وہ مستحق ہیں۔

(۱) یہ دونوں روایتیں مع اسناد ایک ہی جگہ پر مرقوم ہیں جس سے معلوم ہوا کہ دو واقعہ کو بہ ترتیب تقدم و تاخر بیان کیا ہے کہ پہلی اطلاع اس کی حضرتؐ کو شب معراج ہوئی تھی اور دوسری اطلاع زمین پر جس کے بعد سے اس کا نفاذ شروع ہوا نہ یہ کہ دو مختلف روایتیں ہوں جیسا کہ روایات سابقہ کی شان تھی۔

(۲) ان دونوں روایتوں کے سوا اور کوئی روایت اس کتاب میں نہیں مذکور ہے جس سے معلوم ہوا کہ محدث مذکور کے نزدیک یہ مسئلہ بلا اختلاف ثابت تھا جو ہر صورت میں اختلافی حکایتوں سے افضل ہوگا۔

(۳) ان روایتوں میں بھی وہی بات دکھائی گئی ہے کہ نزول حکم اذان بذریعہ رویا یعنی خواب تھا مگر اس خواب کے دیکھنے والے خود رسولؐ اللہ تھے نہ کہ کوئی اور خواہ وہ جناب امیرؑ ہی کیوں نہ ہوں اگرچہ جناب امیرؑ بھی اس اذان سے مطلع ہوئے مگر خواب وغیرہ کے ذریعہ نہیں بلکہ جبریل نے پیغمبرؐ خدا کے سامنے اذان کہی تھی جسے جناب امیرؑ نے بھی سنا اور یاد کر لیا۔ تو ان روایتوں کے ذریعہ علامہ سہیلی کے وہ تین اعتراضات بھی اُٹھ گئے جو بعض صحابہ کے خواب سے اذان پر انھوں نے نہایت شد و مد سے وارد کئے تھے اور کوئی جواب معقول آج تک اُن کا نہ ہو سکا۔

(۴) ان دونوں روایتوں سے وہ سب خرابیاں بھی دفع ہو گئیں جو مذکورہ بالا روایت سے پیدا ہوتی تھیں کہ حضرت عمر بلال کو اذان کہتے سن کر قسم کھا بیٹھے کہ واللہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے کیونکہ ان روایتوں سے اچھی طرح ان راویوں

www.kitabmart.in

کی دروغ گوئی ثابت ہو جاتی ہے جنھوں نے حضرت عمر پر ایسا اتہام رکھا تھا۔ اس اتہام کی حقیقت یوں بھی کھل جاتی ہے کہ خود ان راویوں نے اس کے بارے میں چند طرح سے اختلاف کیا ہے۔

(۱) خواب دیکھنے والوں میں عمر انصاری کا نام بھی لیا گیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ محض لفظ عمر کے مشترک ہونے کی وجہ سے حضرت عمر کی طرف بھی نسبت دے دی گئی۔

(۲) بہ قول علامہ قسطلانی حضرت عمر کا خواب ہی نہ معلوم ہوا کیا تھا کیونکہ ان روایتوں میں صرف اسی قدر دعویٰ کیا گیا ہے کہ حضرت عمر نے کہا ہم نے بھی ایسا ہی دیکھا ہے۔

(۳) یہ بھی تذبذب ہے کہ حضرت عمر نے خواب دیکھا تھا یا بیداری میں جو یقیناً لوازم نبوت سے ہے۔

(۴) حافظ ابن حجر عسقلانی نے صرف عبداللہ بن زید کی روایت کو ثابت کیا ہے روایت حضرت عمر کے اثبات کا دعویٰ نہیں کیا۔

(۵) بروایت ابوداؤد جب حضرت عمر نے اس کا دعویٰ کیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ آٹھ روز پہلے اس کی وحی آچکی ہے۔

(۶) انھیں بیانات سے وہ اتہام بھی باطل ہو گیا جو اس اذان کی نسبت میں حضرت ابوبکر کی طرف کی گئی کیونکہ علامہ ابن حجر نے صاف لکھ دیا ہے کہ روایت عبداللہ بن زید ثابت ہے اور روایت عمر بعض طرق میں آئی ہے۔

غرض ان مجموعی روایتوں کی حالت صاف طور پر بتا رہی ہے کہ واضعین روایات نے چاہا کسی طرح اور لوگوں کو بھی شریک منصب رسالت بنائیں تاکہ عوام پر ان کی ایسی عظمت ثابت ہو جس سے اُن کے ساتھ حسن عقیدت میں اضافہ ہو مگر علمائے اسلام اُن کی اصلی تہ کو بخوبی سمجھ گئے اور اچھی طرح بتا دیا کہ سوائے نبیؐ کے

www.kitabmart.in

اور کسی کا خواب کبھی معتبر نہیں ہو سکتا۔

یہ منصب شرکت فی الرسالت کا عطا کرنا کچھ اسی واقعہ سے مخصوص نہیں صدہا واقعات آپ کو ایسے ملیں گے جن میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ پبلک کو رسول اللہ کی غلطیاں دکھائی جائیں اور آپ کے مقابلہ میں دوسروں کا عمدہ رائے رکھنا بلکہ حضرت کی غلطیوں کی اصلاح کرنا اور قرآن کا اُن کی خواہش کے مطابق نازل ہونا دکھایا جائے جس سے ایک سچا مسلمان کانپ اُٹھتا ہے اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کیونکہ اس قسم کے دشمن ان علانیہ دشمنوں سے بھی بدتر ہیں جو مخالف اسلام ہیں۔

الغرض فریقین کی جتنی روایتیں یہاں نقل کی گئی ہیں اُن سے اچھی طرح ثابت ہوا کہ اذان کا حکم رسول اللہ پر نازل ہوا تھا اور حضرت ہی کے حکم سے اُس نے اشاعت پائی نہ کہ کسی صحابی کے خواب یا بیداری میں دیکھنے سے خواہ وہ اذان سننے کا اسی روز یا اسی وقت مدعی ہوا ہو یا اس کے آٹھ روز بعد اور خواہ اس کے مدعی ایک صحابی ہوں یا سات انصاری یا دس صحابی یا بیس صحابی جو محض غلط ہے اور بجز تقسیم منصب رسالت اس کا اور کوئی نتیجہ نہیں جو کسی طرح ممکن نہیں۔

اذان رسول اللہ

مورخین و محدثین اسلام نے ایک یہ مسئلہ بھی اختلافی بنا دیا ہے کہ رسول اللہ نے کبھی خود اذان کہی یا نہیں۔ روایتیں دونوں قسم کی پیش کی گئی ہیں۔ مگر ہم کو کوئی ایسی روایت نہیں ملتی جو قابل وثوق و اعتماد ہو۔ صحیح ترمذی میں جو حدیث کی مشہور کتاب ہے اس کی روایت ہے کہ حضرت نے سفر میں اذان و اقامت کہی بعدہ بہ اشارہ نماز پڑھی مگر علماء نے اس حدیث کی رد کی ہے کیونکہ دارقطنی

www.kitabmart.in

نے اس روایت کو بہ ایں مضمون نقل کیا ہے کہ حضرتؐ نے بلالؓ کو حکم اذان دیا۔
جو لوگ اذان رسول اللہؐ کے منکر ہیں وہ اس کی چار وجہیں بیان کرتے ہیں۔
(۱) اگر حضرتؐ اذان دیتے تو آپ کے حی علی الصلوٰۃ فرمانے پر سب پر واجب ہو جاتا کہ نماز کے لئے آموجود ہوں اور یہ موجب حرج ہے۔
مگر اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ اس ندا سے مقصود اعلان و اطلاع ہے نہ کہ حکم حضوری۔
(۲) حضرتؐ کا خود اپنی زبان سے اشھد ان محمدا رسول اللہ کہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔
اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جب بغرض افتخار ہو تب مذموم ہے اور اگر بغرض شکر نعمت باری ہو تو مستحسن ہے واما بنعمۃ ربک فحدث۔
(۳) اگر حضرت اذان دیتے تو اس سے گمان ہوتا وہ محمدؐ دوسرے ہیں جن کی رسالتؐ پر شہادت دی جاتی ہے لہذا آپؐ نے اذان نہ دی۔
اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اس بنا پر چاہیئے تھا حضرت تشہد میں بھی اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ نہ فرماتے حالانکہ یہ کلمہ تشہد میں آپ کا زبان مبارک سے فرمانا یقینی طور پر ثابت ہے اسی طرح السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا بھی ثابت ہے۔
شاید اسی اعتراض کے دفعیہ کے لئے یہ حدیث بنائی گئی ہے کہ حضرت تشہد میں اشھد انی رسول اللہ فرماتے جس پر ابن حجر کہتے ہیں کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ کہنا بہ تواتر ثابت ہے۔
(۴) حضرتؐ کی عادت تھی جب کوئی عمل کرتے تو اس کی پابندی بھی کرتے

www.kitabmart.in

پس اگر اذان پابندی سے دیے ہوتے تو اُن اُمور میں خلل آتا جن کے لئے حضرت مبعوث ہوئے اور وہ اعمال جیسے جہاد و فیصلہ مقدمات و ہدایت ناس وغیرہ اس سے بہ مدارج افضل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خلفاء راشدین نے بھی اذان کی پابندی اختیار نہ کی۔

مگر اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ہر عمل کا التزام کرنا ضروری نہیں کیونکہ بہت سے اعمال ایسے بھی ہیں جن کا حضرتؐ نے التزام نہیں کیا اور دوسرے اعمال کا افضل ہونا کچھ اس کو مستلزم نہیں ہے کہ حضرتؐ نے اس کو نہ کیا ہو۔

مولوی عبدالحی صاحب رسالہ خیر الخبر فی اذان خیر البشر میں اس کا یوں فیصلہ کرتے ہیں کہ حضرتؐ کا اذان کہنا مولود کے کان میں یقیناً ثابت ہے کیونکہ بہ روایت ابوداؤد و ترمذی و احمد بن حنبل حضرات حسنین علیہم السلام کے کان میں بہ وقت ولادت اذان فرمائی تھی باقی رہی نماز تو ہم کو اس میں توقف ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ پیغمبر خدا کے اذان کہنے یا نہ کہنے میں جو اختلاف کیا گیا ہے وہ صرف اس غرض سے تا کہ خلفاء راشدین کے اذان نہ دینے پر کسی کو کچھ کہنے کی گنجائش نہ رہے اُن کا یہ طریقہ پیغمبرؐ کے طرز عمل سے موید ہو جائے[1] حالانکہ اس کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ خود حضرت عمر فرماتے ہیں لولا الخلافۃ لاذنت اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو اذان دیتا جس سے معلوم ہوا کہ خلفاء کا اذان نہ کہنا بہ خیال حفظ مراتب خلافت تھا نہ بہ تاسی فعل رسول اللہؐ پھر صحیح ترمذی میں صاف روایت اس کی موجود ہے کہ حضرتؐ نے اذان فرمائی اور علامہ سیوطی شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ ہم کو ایک حدیث مرسل ملی ہے بہ اخراج سعد بن منصور کہ حضرتؐ نے

---

[1] دیکھو خیر الخبر صفحہ ۳

www.kitabmart.in

بلال رضؓ کو خرید لو۔ عباس بلال رضؓ کی مالکہ کے پاس پہنچے اور پوچھا تم اپنے اس غلام کو بیچنے پر تیار ہو قبل اس کے کہ اس کی بھلائیاں جاتی رہیں اور تم اس کی قیمت سے محروم ہو جاؤ اس عورت نے کہا اس غلام کو لے کر تم کیا کرو گے وہ بہت خبیث ہے۔ پھر عباس دوبارہ اس عورت سے ملے اور وہی بات دہرائی اور بلال رضؓ کو خرید لیا خرید کر ابو بکر کے پاس بھیجا ابو بکر نے بلال رضؓ کو آزاد کر دیا بلال رضؓ برابر پیغمبر صؐ کے لئے اذان دیا کئے جب پیغمبر خدا صؐ کی رحلت ہو گئی تو بلال رضؓ نے چاہا کہ شام چلے جائیں ابو بکر نے کہا تم میرے ہی پاس رہو بلال رضؓ نے کہا اگر آپ نے مجھے اپنے نفس کے لئے آزاد کیا تھا تو آپ روک سکتے ہیں اور اگر خدا کے لئے آزاد کیا تھا تو مجھے جانے دیجئے ابو بکر نے کہا تم جا سکتے ہو چنانچہ بلال رضؓ شام روانہ ہو گئے وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ اُن کا انتقال ہو گیا۔ (استیعاب جلد ۱ صـ۵۹)

محقق دہلوی شیخ عبدالحق مدارج النبوۃ جلد دوئم میں لکھتے ہیں:۔

"روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ پیغمبر خدا ابو بکر سے ملے اور فرمایا اگر ہمارے پاس مال ہوتا تو ہم بلال رضؓ کو خرید لیتے ہوتے ابو بکر عباس بن عبدالمطلب سے ملے اور کہا میرے واسطے بلال رضؓ کو خرید لیجئے عباس امیہ بن خلف کی بیوی کے پاس گئے کہ وہی بلال رضؓ کی مالکہ تھی اور کہا تم اپنے اس غلام بلال رضؓ کو بیچنا چاہتی ہو قبل اس کے کہ وہ تمھارے ہاتھ سے نکل جائے اور تم اس کی قیمت سے محروم ہو جاؤ۔ اس عورت نے کہا تم بلال رضؓ کو لے کر کیا کرو گے وہ خبیث ہے کسی کام نہیں آئے گا۔ عباس دوبارہ اس عورت سے ملے اور یہی بات دہرائی۔ آخر عباس نے بلال رضؓ کو خرید لیا اور ابو بکر کے پاس بھیج دیا یعنی انھیں بخش دیا ابو بکر نے بلال رضؓ کو آزاد کر دیا۔ (مدارج النبوۃ طبع دوم صـ۶۷۲)

www.kitabmart.in

ان دونوں روایتوں سے بصراحت تمام ظاہر ہے کہ عباس عم پیغمبرؐ نے اپنے مال سے خریدا اور خرید کر ابوبکر کو بخش دیا پھر نہ معلوم اس میں حضرت ابوبکر کی کیا فضیلت نکلتی ہے۔ ان دونوں روایتوں میں یہی مرقوم ہے کہ حضرت عباس نے خرید کر حضرت ابوبکر کو بخشا مگر ہر صاحب عقل سمجھ سکتا ہے کہ جب حضرت عباس کو اپنے ہی مال سے خریدنا تھا تو خود رسول اللہؐ کو کیوں نہ دیا جو ابوبکر کو بخش دیا لہٰذا معلوم ہوتا ہے یہاں بھی حرفت کی گئی ہے کہ اتنی ہی سہی حضرت ابوبکر کو فضیلت مل جائے ورنہ شیعوں کی کتب رجال میں ان کو مولیٰ رسول اللہ لکھا ہے یعنی رسول اللہؐ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

اس حرفت کا پتہ اس سے بخوبی مل سکتا ہے کہ راویوں نے اس کے متعلق کتنی روایتیں اور کس کس قسم کی بنائی ہیں پہلے تو قیمت میں تین قول ہے۔ (۱) پانچ اوقیہ کو خریدا (۲) سات اوقیہ کو خریدا۔ (۳) نو اوقیہ کو خریدا (۴) چوتھا قول یہ ہے کہ ایک غلام حبشی اس کے عوض میں دیا (۵) پانچواں قول یہ ہے کہ ابوبکر نے اُس وقت ان کو خریدا کہ کافروں نے ان کو پتھر کے نیچے دبا دیا تھا۔

یہ اختلاف بیان بجائے خود بڑی دلیل اس کی ہے کہ اصلیت کے خلاف باتیں بنائی گئی ہیں اور اصلی واقعہ چھپایا گیا ہے۔ حضرات اہل سنت نے صرف اسی بیان پر اکتفا نہیں کی بلکہ یہاں تک ترقی کی کہ قبل از اظہار نبوت آنحضرتؐ ابوبکر کو بلال کا مالک بنایا اور اس مضمون کی روایت ڈھالی کہ جب حضرتؐ نے اپنے عم معظم ابوطالبؑ کے ساتھ سفر شام کیا ہے اور راہب نے حضرت ابوطالبؑ کو خوف دلایا کہ یہود و نصاریٰ سے آپ کی حفاظت کرنی چاہیئے تو حضرت ابوطالبؑ نے راہ سے معاودت کی اور مال اپنا بصریٰ میں بیچ کر مکہ چلے آئے مگر بعض روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابوطالب نے کچھ لوگوں کو ساتھ کر کے حضرتؐ کو مکہ بھیج دیا اس کے

www.kitabmart.in

ساتھ یہ بھی جوڑ دیا کہ اس وقت حضرت ابوبکر نے بھی بلال کو حضرتؐ کے ساتھ کر دیا جس پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:۔

"در بعض طرق وارد شدہ کہ فرستاد ابوبکر بلال را ہمراہ آنحضرت بمکہ و ایں درست نمی آید زیرا کہ ابوبکر دریں سفر ہمراہ نہ بود و بلال را ہنوز نخریدہ بود و ابوبکر خورد تر از حضرت بود و آنحضرتؐ دوازدہ سالہ بود۔

(مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۳۳)

بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر نے بلال کو حضرت کے مکہ واپس جاتے وقت ساتھ کیا مگر یہ ٹھیک نہیں اس لئے کہ ابوبکر اس سفر میں آنحضرتؐ کے ہمراہ نہ تھے اور نہ انھوں نے اب تک بلال کو خریدا تھا نیز ابوبکر پیغمبرؐ سے بہت چھوٹے تھے اور پیغمبرؐ کی عمر بارہ سال کی تھی۔

اس روایت کے گڑھنے والے نے دو تین فضیلتیں حضرت ابوبکر کی ثابت کرنے کی کوشش کی تھی ایک یہ کہ ابوبکر اس سفر میں پیغمبرؐ کے ساتھ تھے جس کی رد شیخ صاحب نے یوں کی کہ "ابوبکر دریں سفر ہمراہ نہ بود" ابوبکر اس سفر میں پیغمبرؐ کے ہمراہ نہ تھے۔

یاروں نے ایک اور قصہ بھی یہاں بنایا ہے کہ بحیرا راہب نے ابوبکر ہی سے دریافت کیا تھا یہ کون مرد اس درخت کے نیچے بیٹھا ہے جس پر ابوبکر نے کہا۔ محمد بن عبداللہؐ ہیں تو راہب نے کہا۔ یہ پیغمبر آخر الزماں ہیں۔ جب حضرت مبعوث برسالتؐ ہوئے تو ابوبکر ہی نے بنیاد پر اسلام لائے اس پر شیخ عبدالحق لکھتے ہیں۔

"شیخ ابن حجر گفتہ کہ اگر صحیح است ایں قصہ پس سفرے دیگر خواہد بود غیر سفر ابی طالب"

(مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۳۴)

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اگر یہ قصہ صحیح مان لیا جائے تو یہ کوئی اور سفر ہوگا۔ جناب ابوطالب کے سفر کے علاوہ۔ اس قول سے بھی معلوم ہوا کہ خود ابن حجر کو اس کی

www.kitabmart.in

صحت میں تردد ہے اور شروع روایت میں خود شیخ عبدالحق نے بھی کہا ہے۔

"از ابن عباس بستہ ضعیف روایت کردہ است"

بہت ضعیف واسطوں سے ابن عباس سے روایت کی ہے۔

دوسری فضیلت یہ کہ ابوبکر بلال کے مالک تھے۔

اس کے متعلق شیخ عبدالحق فرماتے ہیں۔

"بلال را ہنوز نہ خریدہ بود" ابوبکر نے بلال کو ابھی تک نہیں خریدا تھا۔

تیسری فضیلت کہ ابوبکر نے از راہ کمال شفقت جس طرح حضرت ابوطالب نے لوگوں کو ساتھ کیا تھا اسی طرح ابوبکر نے بلال کو ساتھ کیا۔ اس کے متعلق شیخ عبدالحق تحریر فرماتے ہیں۔

"ابوبکر خورد تر بود بدو سال" ابوبکر پیغمبرؐ سے دو سال چھوٹے تھے۔

پس جب شروع سے اہل سنت نے اس طرح کی روایتیں وضع کرنی شروع کی ہیں تو اور بھی اس روایت کی عدم صحت نمایاں ہوئی کہ حضرت عباس نے بلال کو خرید کر کے حوالہ ابوبکر کیا۔

شاہ ولی اللہ صاحب چونکہ اثبات خلافت شیخین میں مجبور ہیں کہ جہاں تک ہو سکے وضعی روایتوں کا سہارا لیں اس لئے بلال کے مذکورہ قصہ میں لکھتے ہیں:۔

"وانچہ بعض اناس بہ سبب صغر سن صدیق دراں وقت وعدم اشتراء بلال الا بعد الاسلام استبعاد می کنند مجرد وہم است زیرا کہ ممکن آنست از اہل کیاست مثل ایں چیز ہا کہ در صغر سن ظاہر شوند وجائز است کہ بلال را بطریق اجارہ یا عاریت بہر اہ گرفتہ باشند۔ واللہ اعلم"

(قرۃ العینین ص ۱۰۶)

اور یہ جو بعض لوگوں نے اس وقت حضرت ابوبکر کے کم سن ہونے کی وجہ سے

www.kitabmart.in

اس واقعہ کو بعید از عقل سمجھا ہے اور کہا ہے کہ بلال کو انھوں نے اسلام لانے کے بعد ہی خریدا ہوگا یہ محض وہم ہے اس لئے کہ دور بین و دور اندیش افراد سے ایسی باتیں کم سنی میں بھی ظاہر ہونا ممکن ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بلال کو انھوں نے خریدا نہ ہو بلکہ کرایہ پر یا بہ طور عاریت اپنے ساتھ لے لیا ہو۔ واللہ اعلم

اسی جگہ مولوی نور الحسن صاحب نے جن کی تصحیح سے قرۃ العینین شائع ہوئی ہے جو حاشیہ لکھا ہے وہ بھی قابل دید ہے لکھتے ہیں:۔

"می گوید بندہ خاکسار کہ ہر گاہ وفات بلال در سال بست ہجری باشد و او شصت و سہ سالہ مردہ باشد پس لامحالہ او بہ سال خورد از آنحضرت باشد و چوں سفر شام دوازدہم از سنین عمر شریف واقع شد ناگزیر بلال دریں ایام طفل دو سالہ باشد اجارہ و استعارہ او چہ معنی داشتہ باشد و اگر عمر بلال را ہفتاد سالہ فرض کردہ آید پس از آنجناب سہ سال کم باشد و در ایام سفر شام نہ سالہ باشد باز ہم اجارہ گرفتن یا استعارہ او خالی از بعد نیست فتامل۔"

(قرۃ العینین مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۰۶)

یہ بندہ خاکسار کہتا ہے کہ جبکہ بلال کا انتقال ۲۰ھ میں ہوا اور وہ ۶۳ سال کی عمر میں مرے لہذا وہ لامحالہ دس سال عمر میں پیغمبر خدا سے چھوٹے تھے اور چونکہ سفر شام کے وقت آنحضرتؐ کی عمر بارہ سال کی تھی لہذا لازم آتا ہے کہ اس وقت بلال کی عمر دو سال کی رہی ہو اس صورت میں مزدوری یا بطور عاریت بلال کے ساتھ ہونے کے کیا معنی؟ اور اگر فرض کر لیا جائے کہ بلال ۷۰ سال کی عمر میں مرے تو وہ پیغمبر خداؐ

www.kitabmart.in

سے عمر میں تین سال چھوٹے تھے اور سفر شام میں وہ نو سال کے رہے ہوں گے۔ اس صورت میں بھی مزدور کی حیثیت سے یا بطور عاریت اُن کو ساتھ لینا بعید از عقل ہے۔

اس عبارت سے شاہ صاحب کے کلام کی قلعی کھل گئی کہ حضرتؐ کے سفر شام کے وقت بلال کی عمر دو برس کی ہوتی ہے یا دوسرے قول کی بنا پر جو بے حد ضعیف قول ہے نو سال کی تو کس کی عقل میں یہ بات آ سکتی ہے کہ حضرت ابوبکر جو خود اس وقت ۹ یا ۱۰ سال کے تھے وہ دو سالہ یا ۹ سالہ لڑکے کو حضرتؐ کی حفاظت کے لئے ساتھ کر دیں۔

عبدالرحمان بن غزوان جو راوی ہے اس حدیث کا کہ حضرت ابوبکر شام میں پیغمبرؐ کے ہمراہ تھے اور انھوں نے بلال کو پیغمبرؐ کی حفاظت کے لئے ساتھ کیا کے متعلق علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں۔

"یہ جو روایت اس نے قصہ سفر شام میں بیان کی ہے کہ ابوبکر نے بلال کو ساتھ کیا یہ باطل ہے کیونکہ بلال اس وقت تک پیدا بھی نہ ہوئے تھے اور خود ابوبکر اس وقت کم سن تھے۔ (میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

اور علامہ ابن القیم زاد المعاد میں لکھتے ہیں۔

وقع فی کتاب الترمذی وغیرہ انہ بعث معہ ابوبکر بلالا وھو من الغلط الواضح فان بلالا ان ذاک لم یکن موجودا وان کان فلم یکن مع عمہ ولا مع ابی بکر۔

کتاب ترمذی وغیرہ میں جو یہ روایت آتی ہے کہ ابوبکر نے حضرت پیغمبرؐ کے ساتھ بلال کو بھیجا صریحی طور پر غلط ہے۔ کیونکہ بلال تو اس وقت شاید پیدا بھی نہ ہوئے ہوں گے اور اگر پیدا ہو چکے تھے تو وہ نہ حضرتؐ

www.kitabmart.in

ابو طالب کے ساتھ تھے نہ ابوبکر کے ساتھ۔

اور تاریخ خمیس میں ہے۔

قال الحافظ الدمیاطی و فی الحدیث وھم فی قولہ وبعث معہ ابوبکر بلالا از لم یکونا معہ ولم یکن بلال اسلم ولا ملکہ ابوبکر بل کان ابوبکر حینئذٍ لم یبلغ عشر سنین ولم یملک ابوبکر بلالا الا بعد ذالک باکثر من ثلاثین وکذا ضعفہ الذھبی قال ابن حجر رجال ھذا الحدیث ثقاۃ ولیس فیہ منکر سوی قولہ وبعث معہ ابوبکر۔

حافظ دمیاطی کا بیان ہے کہ حدیث میں یہ فقرہ جو ہے کہ ابوبکر نے پیغمبرؐ کے ساتھ بلال کو بھیجا یہ وہم ہے اس لئے کہ اس سفر میں نہ ابوبکر پیغمبرؐ کے ہمراہ تھے نہ بلال۔ نہ بلال مسلمان ہی ہوئے تھے نہ ابوبکر ان کے مالک بنے تھے۔ ابوبکر تو اس وقت دس برس کے بھی نہ ہو پائے تھے ابوبکر تیس برس سے زیادہ کی عمر کو پہونچ کر بلال کے مالک ہوئے اسی طرح ذہبی نے بھی اس حدیث کے راوی کو ضعیف لکھا ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس حدیث کے رجال سب کے سب ثقہ ہیں اور اس میں کوئی ٹکڑا غلط نہیں سوا اس فقرہ کے کہ ابوبکر نے آپ کے ہمراہ بلال کو بھیجا۔

افسوس ہے کہ علمائے اہل سنت نے اپنے خلفاء کی محبت میں صحیح صحیح حدیثوں کو اس طرح غارت کیا ہے کہ خدا کی پناہ۔ پیغمبرؐ کے سفر شام، بحیرا راہب کی ملاقات اور اس راہب کے بشارت دینے کا واقعہ کتنا پاکیزہ اور حقانیت اسلام کی کتنی روشن دلیل ہے مگر جب مخالفین اسلام اہل سنت کی نظروں سے یہ من گڑھت حدیثیں گذریں گی اور وہ دیکھیں گے کہ خود صحیح ترمذی میں ایسی غلط روایت موجود ہے جو

www.kitabmart.in

علمائے اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق غلط اور موضوع ہے تو اصل واقعہ ان کی نظروں میں کس قدر مشکوک ہو جائے گا۔ تنقید بخاری میں اس کی پوری وضاحت کی جا چکی ہے کہ حضرت کے بعثت کا واقعہ بھی جو صحیح بخاری اور دیگر روایات فریقین میں بہ کثرت موجود ہے۔ اہل سنت کی کارروائیوں سے محفوظ نہ رہ سکا۔ وہاں بھی حضرت ابوبکر پہونچائے گئے اور صحیح روایت غارت کی گئی۔

یہی وجہ ہے کہ جس قدر اہل سنت کی کتابیں ملک میں شائع ہو رہی ہیں اسلام کی مخالفت بڑھتی جا رہی ہے۔ کیونکہ عیسائی اور آریہ دونوں ان کتابوں کو دیکھتے ہیں اور انھیں وضعی روایتوں پر اعتراضات کی ایسی بوچھار کرتے ہیں کہ صحیح روایتیں بھی متزلزل ہو جاتی ہیں اور اہل سنت سے کچھ جواب نہیں بن پڑتا۔

بہرحال جب معلوم ہو چکا کہ حضرت بلال ابوبکر کے مال سے نہیں خریدے گئے بلکہ حضرت عباس نے خریدا تھا تو اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ حضرت عباس نے ابوبکر ہی کو ہبہ کیا نہ رسول اللہ کو تب بھی کوئی فضیلت حضرت ابوبکر کی نہیں نکلتی کیونکہ یہ جو کچھ ہے وہ حضرت عباس کی خیرات ہے۔

اب پھر اس میں اختلاف ہے کہ حضرت بلال نے اور کسی خلیفہ کے لئے اذان دی یا نہیں اہل سنت نے یہ روایت بھی بنائی ہے کہ بعد وفات پیغمبرؐ وہ بہ زمانہ ابی بکر بھی اذان دیتے تھے عمر نے اپنی خلافت میں چاہا کہ بلال اذان دیں تو بلال نے جواب دیا۔

"من اذان گفتم برائے رسول خدا و اذان گفتم برائے ابوبکر کہ ولی نعمت من بود؟"

میں نے پیغمبر خدا کے لئے اذان کہی اور ابوبکر کے لئے جو میرے ولی نعمت تھے۔

شیخ عبدالحق اس روایت کو لکھ کر لکھتے ہیں:۔

www.kitabmart.in

ایں روایت خلاف شہور است؛ یہ روایت مشہور کے خلاف ہے۔

اس روایت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ بلال نے عہد ابوبکر میں موذنی نہیں قبول کی وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر درحقیقت ابوبکر ہی اُن کے مالک ہوتے اور بلال ان کو خلیفہ برحق سمجھتے تو کبھی ترک رفاقت نہ کرتے اور اُن کو چھوڑ کر ملک شام نہ چلے جاتے۔

یہ روایت محض اس لئے بنائی گئی ہے کہ کسی طرح ابوبکر کی کوئی حقیت مالکانہ حضرت بلال پر قائم کریں۔ لہذا اُن کے عہد میں اُن کے اذان دینے کا قصہ بنایا گیا حالانکہ باتفاق اہل سنت یہ غلط ہے۔

کتب رجال شیعہ سے اس واقعہ کی اصلیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ بلال نے بعد پیغمبر اذان دینا ترک کر دیا تھا۔ یہ ابوبکر کی خلافت پر راضی نہ تھے حضرت عمر نے ان کو مجبور کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ جس کو رسول اللہ نے اپنا خلیفہ نہیں بنایا ہم اس کی بیعت نہ کریں گے۔ کیونکہ حضرتؐ نے جسے اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا اس کی بیعت ابھی ہماری گردنوں میں ہے اور قیامت تک رہے گی۔ اس پر عمر نے ان کو گالی دی اور کہا کہ تم ہمارے شہر سے چلے جاؤ لہذا حضرت بلال نے سفر شام اختیار کیا۔

یہ روایت کتب رجال شیعہ میں ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس قدر تو یقینی ہے کہ بعد وفات پیغمبرؐ انھوں نے اذان کہنا چھوڑ دیا تھا اور شام چلے گئے تھے۔ ناظرین کتب تاریخ کو معلوم ہے کہ ملک شام اس وقت تک ملک کفر تھا کیونکہ وفات رسولؐ کے بہت دنوں بعد وہاں جنگ شروع ہوئی خالد بن ولید پھر ابوعبیدہ بن الجراح وغیرہ بھیجے گئے اور ایک عرصہ کے بعد شام کا علاقہ فتح ہوا تو قبل اس کے کہ وہاں اسلام کا تسلط ہو حضرت بلال کا وہاں جانا ضرور کسی خاص وجہ سے تھا اور پھر وہیں مدۃ العمر رہنا اور مدینہ منورہ نہ آنا جو حضرت کا دار الہجرۃ تھا اور تمام مسلمانوں کو اس کی تمنا ہوتی ہے کہ وہاں جا کر قیام پذیر ہوں اس کی خبر دیتا ہے کہ

www.kitabmart.in

یہ سفر حضرت بلال کا کسی خاص وجہ سے تھا کہ وہ مدینہ سے رنجیدہ ہو کر گئے تھے۔
اور تائید اس کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو حضرت بلال کے مدینہ آنے اور اذان کہنے کے بارے میں شیخ عبدالحق دہلوی لکھتے ہیں:۔

"چوں بلال رضی اللہ عنہ بہ شام رسید بعد از شش ماہ حضرت رسول را بخواب دید کہ می فرمایند یا بلال ما ھذہ الجفاء ولا تزورنا پس بلال ہماں ساعت متوجہ مدینہ شد و چوں نزدیک رسید از احوال فاطمہ و حسن و حسین سلام اللہ علیہم اجمعین پرسید گفتند فاطمہ بہ جنت خرامید و حسن حسین باقی اند و چوں بہ مدینہ در آمد خواستند مردم کہ برائے ایشاں اذان گوید ہیچکس را مجال آں نہ شد کہ بہ بلال آں سخن بگوید گفتند از حسینؓ التماس باید کرد کہ بہ بلال امر فرمایند کہ اذان بگوید کہ اورا از فرمودہ ایشاں چارہ نخواہد بود پس امام حسینؓ امر فرمود و بلال بہ اذان گفتن در آں موضعے کہ در حضور شریف حضرت علیہ السلام میگفت بر آمد چوں گفت اللہ اکبر بہ تصور و تذکار ایام حیات رسالتؐ شورشے و گریہ بر مردم راہ یافت و چوں گفت اشھد ان لا الہ الا اللہ آں شورش و گریہ زیادہ شد و چوں گفت اشھد ان محمدا رسول اللہ زلزلہ در شہر و فتاد و گریہ و نالہ در گرفت گویا امر فرد حلت آنحضرتؐ است پس بلال را مجال اذان گفتن نشد و نہ مردم را طاقت شنیدن ماند" (ص ۶۷۵)

"جب بلالؓ شام پہونچ گئے تو چھ مہینہ کے بعد پیغمبرؐ خدا کو خواب میں دیکھا آپ فرما رہے تھے بلالؓ یہ بے مروتی کیسی تم ہماری زیارت کو نہیں آتے یہ خواب دیکھ کر بلالؓ اسی وقت مدینہ روانہ ہو گئے جب مدینہ کے قریب پہونچے تو لوگوں نے حضرت فاطمہؓ اور حسنؓ و حسینؓ کا حال دریافت

www.kitabmart.in

کیا لوگوں نے بتایا کہ فاطمہؑ تو دنیا سے انتقال کر گئیں حسنؑ و حسینؑ زندہ ہیں جب مدینہ میں داخل ہوئے تو وہاں کے لوگوں نے چاہا کہ بلالؓ اذان کہیں کسی کو یہ ہمت نہ ہوئی کہ بلالؓ سے یہ بات کہے ان لوگوں نے کہا کہ حسینؑ سے فرمائش کرنا چاہیے کہ وہ بلال کو اذان دینے کے لئے کہیں حسینؑ کی بات بلالؓ ٹال نہ سکیں گے امام حسینؑ نے بلالؓ سے اذان کی فرمائش کی بلالؓ اس جگہ اذان دینے کے لئے کھڑے ہوئے جس جگہ زمانۂ پیغمبرؐ میں اذان دیا کرتے تھے جیسے ہی انھوں نے اللہ اکبر کہا زمانۂ پیغمبر کی یاد اور تصور سے ایک شور برپا ہوا اور تمام لوگوں کے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے جب بلالؓ نے اشہد ان لا الہ الا اللہ کہا تو یہ شور و گریہ زیادہ ہوا جب انھوں نے اشہد ان محمد رسول اللہؐ کہا تو شہر میں ایک زلزلہ سا آ گیا اور شور گریہ و نالہ برپا ہوا جیسے آج ہی کے دن پیغمبرؐ خدا کی رحلت ہوئی ہو پس بلالؓ کو نہ اذان کہنے کا یارا باقی رہا نہ لوگوں میں سننے کی طاقت باقی رہی۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ بلالؓ کا مدینہ آنا ایک خواب کے سبب تھا انھوں نے شام جانے کے چھ مہینے کے بعد پیغمبرؐ کو خواب میں دیکھا پیغمبرؐ نے شکایت کی کہ تم مدینہ کیوں نہیں آتے یہ دلیل ہے کہ بلالؓ بعد رحلت جناب رسالتمآبؐ اور قبل وفات جناب سیدہؑ شام چلے گئے تھے اور بنا بر روایات اہل سنت جناب سیدہؑ کی وفات پیغمبرؐ خدا کی رحلت کے چھ ماہ بعد ہوئی جس سے اور بھی اس کی تائید ہوئی کہ پیغمبرؐ کے انتقال کے فوراً ہی بعد بلال شام چلے گئے تھے تو اب یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت بلالؓ خلافت کی طرف سے یا معتوب تھے یا خلافت نے اس وفات جناب سیدہؑ کو ابن قابل نہ سمجھا کہ ان اصحاب کو جو دور دراز مقامات پر مقیم تھے اطلاع دیں خواہ اس خیال سے

www.kitabmart.in

کہ عام مسلمانوں کو نہ معلوم ہو کہ رسول اللہ کا کوئی وارث بھی ہے خواہ اس خیال سے کہ یہ واقعہ کوئی شان نہیں رکھتا جس سے کسی کو اطلاع دی جائے۔

بہر حال حضرت بلال رضؓ کے استفسار احوال اہلبیت طاہرین اور پھر کسی کی جرأت نہ کرنا اس پر کہ اذان کی فرمائش کرے اور جناب سید الشہداؓ کی فرمائش پر اذان دینا ان تمام باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ جو کچھ خصوصیت تھی اُن کو خاندان رسالت سے تھی نہ ابوبکر کی خریداری سے تھی نہ ان کے مال سے وفات ان کی ۲۰ھ میں ہوئی یا ۱۸ھ میں ۶۳ برس کی عمر میں اور بعض لوگ ۷۰ برس لکھتے ہیں اور باب صغیر دمشق میں مدفون ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۲) ابن ام مکتوم

بعض علماء نے ان کا نام عمرو لکھا ہے اور بعض عبداللہ اور بعض عبدالعزیز یہ پیدائشی نابینا تھے ان کی اذان کے بارے میں بروایت صحیح بخاری ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا ماہ مبارک میں بلال کی اذان صبح کے بعد کھا سکتے ہو مگر جب ابن مکتوم اذان دیں تو ترک کر دو۔ مگر حضرت عائشہ اس روایت کو غلط بتاتی ہیں جیسا کہ سنن بیہقی میں ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا عبداللہ بن عمر نے اس روایت میں غلطی کی ہے کیونکہ حضرتؐ نے یہ فرمایا تھا کہ ابن مکتوم کی اذان تک اجازت کھانے کی ہے کیونکہ وہ نابینا ہیں جو وقت صبح نہیں پہچانتے بخلاف بلال رضؓ کے جو وقت کو پہچانتے ہیں پس اُن کی اذان کے بعد کھانا پینا چھوڑ دینا چاہیئے۔ افسوس ہے کہ راویوں نے بلکہ خود صحابہ کبار نے کس کس طرح حدیثوں کو اُلٹا ہے حضرت عائشہ کی اس قسم کی تکذیب کرنے والے عبداللہ بن عمر۔ ابوہریرہ ابودرداء وغیرہ خصوصیت کے ساتھ نشانہ تھے جن کی حدیثیں صحاح ستہ میں زیادہ لی گئی ہیں علامہ سیوطی نے ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے جس کا نام

www.kitabmart.in

عین الاصابۃ فیما ادرکتہ عائشۃ علی الصحابہ ہے جس میں بہت سے صحابہ کی غلط گوئیاں دکھائی گئی ہیں اور حضرت عمر کی روایتوں پر حضرت عائشہ نے جو اعتراضات کئے ہیں اس کا پتہ تو صحیح بخاری وغیرہ سے بھی ملتا ہے۔ ابن مکتوم کی وفات جنگ قادسیہ میں ہوئی بعہد خلافت حضرت عمر۔

(۳) سعد قرظ

حضرت عمار بن یاسر کے غلام تھے جو آزاد کر دیے گئے تھے رسول اللہ نے ان کو مسجد قبا کا موذن مقرر کیا تھا مگر خلیفۂ اول نے اپنے عہد خلافت میں بعد بلال رض ان کو مسجد نبوی کا موذن مقرر کیا جو بعد کو اُن کا خاندانی منصب قرار پایا بعہد حکومت حجاج ۷۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

(۴) ابو محذورہ

ان کا نام اوس یا سمرہ یا سلمان یا عبد العزیز یا معیر تھا انھوں نے بحکم رسول اللہ مکہ میں اذان دی تھی ان کا نام آئندہ واقعات میں بھی آئے گا ان کی وفات ۵۹ھ میں ہوئی۔

(۵) زیاد بن حارث صدائی

انھوں نے حضرت کے زمانہ میں سفر میں ایک دن اذان دی تھی جس پر حضرت بلال رض نے چاہا کہ ہم اقامت کہیں تو حضرت نے فرمایا کہ نہیں جس نے اذان دی ہے وہی اقامت کہے۔ سن وفات ان کا نہیں معلوم ہو سکا۔

ان حالات سے ہر بافہم سمجھ سکتا ہے کہ اصل موذن دو ہی تھے ایک بلال دوسرے

www.kitabmart.in

ابن مکتوم جیسا کہ ابن عمر کی مذکورہ بالا روایت بھی بتاتی ہے۔ سعد ابو محذورہ اور زیاد تو زبردستی موذن بنائے گئے ہیں جس کے اغراض آیندہ واقعات سے معلوم ہوں گے۔

صورت اذان

یہاں ہم فریقین کی کتب فقہیہ سے ایک مختصر تصویر اذان کی کھینچتے ہیں تاکہ ناظرین رسالہ کو کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہے۔

(۱) اذان پنج وقتہ نماز اور جمعہ کے لئے سنت ہے مگر امام محمد بن حسن (شاگرد صحابی امام ابو حنیفہ) اس کو واجب جانتے ہیں بشرط اجتماع۔

(۲) ترجیع یعنی آواز میں گھٹاؤ بڑھاؤ نہ ہو مگر امام شافعی اس کا حکم دیتے ہیں۔

(۳) اذان کے فقرات ٹھہر ٹھہر کے کہنا چاہیئے۔ بخلاف اقامت کے۔

(۴) اذان کہتے وقت قبلہ رو ہونا لازمی نہیں۔

(۵) حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح کہتے وقت دائیں بائیں منہ پھراتا جائے۔

(۶) اگر اذان دینے والا اذان دینے کی جگہ پر گھوم گھوم کر چکر لگائے[۱] تو اور بھی بہتر ہے۔

---

[۱] مولوی عبدالحی صاحب نے یہاں ایک روایت سنن ابوداؤد سے نقل کی ہے جس میں راوی بیان کرتا ہے کہ بلال رضؓ گھومتے نہ تھے صرف حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح کہتے وقت گردن پھیر دیا کرتے تھے پھر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ دوسرے محدثوں نے اس قسم کی روایت کی ہے جس سے گھومنا چکر لگانا نکلتا ہے دیکھئے سیاحۃ الفکر صفحہ ۔

www.kitabmart.in

(۷) اگر اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالے رہے تو افضل[۵۲] ہے اور اگر نہ کرے تو حسن ہے۔

(۸) اذان صبح میں لوگوں کو خبردار کرنے کے لئے حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح دو مرتبہ کہنا درمیان اذان و اقامت کے بہتر ہے۔

(۹) دوسرے اوقات میں مکروہ ہے مگر امام ابو یوسف کہتے ہیں حکام کے لئے السلام علیک ایھا الامیر و رحمۃ اللہ و برکاتہ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح رحمک اللہ کہنا اولیٰ ہے مگر امام محمد اس سے تعجب کرتے ہیں کیونکہ امیر غریب نماز میں سب برابر ہیں۔

(۱۰) درمیان اذان و اقامہ کے بیٹھ جانا چاہیے کہ فصل ہو جائے بہ استثنا مغرب مگر ابو حنیفہ کے دونوں شاگرد و صاحبی ابو یوسف اور محمد بن حسن اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

یہ مختصر احکام ہم نے کتاب ہدایہ صفحہ پر سے نقل کئے ہیں جو فقہ اہل سنت کی

---

[۵۲] اصل عبارت ھدایہ کی یہ ہے الافضل للمؤذن ان یجعل اصبعیہ فی اذنیہ وان لم یفعل فحسن لسنۃ اصلیۃ مؤذن کے لئے افضل یہ ہے کہ اپنی انگلیاں کانوں میں دے لے اور اگر ایسا نہ کرے تو حسن ہے۔ اس میں شارحوں کو بہت کچھ دقت پڑی ہے کہ اس کے کیا مطلب ہیں آخر اس کی کوئی صحیح توجیہ نہ کر سکا کیونکہ جب انگلیاں کان میں دینا افضل ہے تو نہ دینا حسن کیونکر ہوگا رہا یہ امر کہ وہ سنت اصلیہ نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بہت سی روایتوں میں یہ حکم صاف صاف موجود ہے کہ حضرت نے اس کا حکم دیا سنن ابن ماجہ اور مستدرک امام حاکم میں موجود ہے کہ حضرت نے بلال کو حکم دیا کہ کان میں انگلیاں دیا کرو اور ابن حبان اور ابو بکر بن خزیمہ نے بھی اس کی روایت کی ہے اسی وجہ سے بہت سے علماء نے اس کلام کو کلام واہی بتایا ہے لیکن اصلیت اس کی یہ ہے کہ چونکہ حجاج کے مؤذن نے اس کی ایجاد کی تھی لہذا صاحب ہدایہ نے اس کو بھی سنت بنا دیا دیکھئے سیاحۃ الفکر صفحہ ۸۲ و ۸۵

www.kitabmart.in

نہایت مستند کتاب ہے۔

(۱۱) اور فقہ رحمانی میں ہے جو حنفی فقہ کی کتاب ہے۔

"فی کتاب السعادات فی معرفۃ العبادات چوں اشہد ان محمدا رسول اللہ بشنود گوید صلی اللہ علیک یا رسول اللہ چوں دویم بار بشنود بگوید قرۃ عینی یا رسول اللہ و دو زانگشت را بر چشم مالد و این دعا بخواند اللھم متعنی بالسمع والبصر"

کتاب السعادات فی معرفۃ العبادات میں ہے کہ جب اشہد ان محمدا رسول اللہ سُنے تو کہے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور جب دوسری بار سنے تو کہے قرۃ عینی یا رسول اللہ اور اپنے دونوں انگوٹھے آنکھوں پر ملے اور یہ دعا پڑھے اللھم متعنی بالسمع والبصر۔

(۱) فقہ شیعہ میں بلا اختلاف پنج وقتہ نماز کے واسطے خواہ ادا نماز ہو یا قضا فرادیٰ ہو یا بجماعت نماز پڑھنے والا مرد ہو یا عورت اذان و اقامت کہنا سنت ہے مگر عورت آہستہ اذان کہے گی۔

(۲) ترجیع مکروہ بلکہ حرام ہے۔

۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ سے شیعوں کو کوئی تعلق نہیں نہ گھومنا ہے نہ چکر لگانا دائیں بائیں پھرنے سے کوئی سروکار نہیں صرف قبلہ رو کھڑا ہو کر باآواز بلند کہے اور فقرات اذان میں وقفہ دیتا جائے یہی اصل اذان رسول اللہ ہے۔

اور آخری ترکیب جو فقہ رحمانی سے لکھی گئی وہ خود دوسرے فرقہ کے نزدیک بھی بے اصل محض ہے۔

www.kitabmart.in

گلدستہ اذان

صومعہ۔ منارہ

ہدایہ میں یہ حکم لکھا ہے کہ موذن اگر صومعہ میں چکر لگائے تو بہتر ہے اس پر حاشیہ چڑھایا گیا ہے کہ صومعہ اصل میں رہبانوں کے عبادت خانوں کو کہتے ہیں جہاں راہب لوگ رہا کرتے ہیں۔ مسلمانوں میں نہیں بلکہ حنفیوں نے یہ نام اپنی اس جگہ کے لئے انتخاب کیا ہے جو اذان دینے کے واسطے مینار بنایا جاتا ہے اور اس پر ایک جگہ بنادی جاتی ہے جس پر اذان دی جائے۔

عہد رسول اللہ میں بلکہ خلفائے ثلثہ کے زمانہ تک نہ یہ منارہ تھا نہ یہ صومعہ بلکہ مسجد کے دروازہ پر یا صحن مسجد میں یا خاص مسجد میں اذان دی جاتی تھی۔

ابن سعد، ماور زید بن ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ جب تک مسجد بنی نہ تھی اس وقت تک بلال ہمارے مکان میں اذان دیتے تھے جو مسجد سے متصل اور بلند تھا جب مسجد تیار ہوئی تو اس کی چھت پر بلال نے اذان دینا شروع کیا۔

ولید بن عبدالملک نے جب مسجد نبوی کی نئے سرے سے تعمیر کی تو اسی وقت یہ اضافہ بھی کیا گیا کہ مسجد کے ساتھ ایک صومعہ بھی بنایا گیا جس پر اذان دی جانے لگی۔

اس منارہ کا بننا تھا کہ روایتوں کا انبار بھی ہونے لگا کہ منارہ پر اذان دینا مسنون ہے۔

(۱) ابن عمر اور ابو بردہ اسلمی سے روایت ہے کہ منارہ پر اذان کہنا سنت ہے۔

(۲) بلال جو حضرت کے زمانہ میں اذان دیتے تھے تو ایک اسطوانہ پر دیتے تھے جو عبداللہ بن عمر کے مکان میں تھا اور مسجد نبوی سے قبلہ رو۔

(۳) ابن زبالہ نے بھی اس قسم کی روایت لکھی ہے اور اس منارہ کا نام بھی بتایا

www.kitabmart.in

کہ مطمار تھا۔

(۴) یہ اسطوانہ حضرت حفصہ کے مکان میں تھا جو مسجد کے قریب تھا اسی پر بلال اذان دیا کرتے تھے۔

ان روایتوں کو نقل کرکے علامہ سمہودی لکھتے ہیں ان سب جگہوں کو اسطوانہ کہنا مجازاً ہے اور راوی اس کا کثیر الغلط ہے کہ اس کی کتابیں جل گئی تھیں لہذا اپنے حافظہ کے اعتماد پر حدیثیں بیان کرتا تھا اور ظاہر یہ ہے کہ عمر یا عثمان نے اذان کے لئے کوئی مینار نہیں بنوایا تھا ورنہ علماء اس کو بیان کرتے۔

اور علامہ سیوطی کتاب الاوائل میں لکھتے ہیں کہ "سب سے پہلے جو منارہ مصر پر چڑھا وہ شرجیل بن عامر ہے اور مسلمہ نے چند مینار بنوائے اذان کے لئے اور اس کی بنا بحکم معاویہ تھی" (یہ پوری عبارت حاشیہ ہدایہ سے لی گئی ہے جو مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی کی تصنیفات سے ہے۔ دیکھو صفحہ ۷۶)

علامہ سیوطی حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ میں لکھتے ہیں کہ

"مسلمہ نے جو عمرو عاص کے بعد معاویہ کی طرف سے مصر کا حاکم ہوا ان سب عمارتوں کو گرادیا جو عمرو عاص نے اس مسجد کے متعلق بنوائی تھی پھر نئے سرے سے اس مسجد کی تعمیر کی اور پورب کی طرف اس مسجد میں اضافہ کیا۔ اسی تعمیر میں مسلمہ نے چار صومعہ (گلدستہ اذان) بنوایا تھا ہر چہار طرف اذان دینے کے لئے۔ اس مسجد اور کل عمارت کو عبدالعزیز بن مروان نے سنہ ۷۹ھ میں توڑ دیا اور پچھم کی طرف بڑھا کر نئے سرے سے تعمیر کیا۔

پھر سنہ ۸۹ھ میں بحکم ولید اس میں ترمیم کی گئی۔

پھر سنہ ۹۲ھ میں قرہ بن شریک نے بحکم ولید توڑ کر بنوایا۔

اور سنہ ۹۵ھ میں محراب بھی اسی مسجد میں قائم کی گئی اور سمت قبلہ کچھ داہنی جانب کو

www.kitabmart.in

کیا گیا کیونکہ لیث بن سعد اور عبداللہ بن ربیعہ جو بڑے درجہ کے عالم تھے اُن کا یہ مذہب تھا کہ قبلہ کے داہنی جانب کچھ منحرف ہو کر نماز پڑھی جائے۔

محراب

شروع شروع مسجدیں بالکل سادہ ہوا کرتیں جن میں نہ کوئی زینت کی جاتی تھی نہ نقش و نگار تھے نہ محراب تھا نہ مینار ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں جب مسجد رسولؐ بہ اہتمام عمر بن عبدالعزیز تعمیر ہونے لگی (جو مدینہ کے گورنر تھے اور خلیفہ وقت کے بھتیجے تو انھوں نے یہ اضافہ کیا کہ مسجد نبوی میں محراب بجوف بنایا اور اس کے بعد اس کی تقلید تمام مسجدوں میں ہونے لگی (حسن المحاضرہ صـ ۱۳۵)

غرض محراب اور مینار جو بہ نام صومعہ نامزد ہے بنی امیہ کے اضافات سے ہے جو ملک شام سے تحفہ لائے ہیں اور تمام اہل اسلام میں اس کی تقسیم کی۔ یہاں تک مختصر طور پر صورت اذان اور گلدستہ و مینار و محراب کی آپ نے زیارت فرمائی تفصیلی حالات کچھ آئندہ بھی ظاہر ہوں گے اب دوسری رنگ آمیزیاں ملاحظہ فرمایئے زمانہ کے انقلاب نے کس کس قسم کا انقلاب خاص اس اذان کے متعلق دکھایا ہے

تغیرات اذان

اس اذان کا سلسلہ جس عنوان سے شروع ہوا تھا تا عہد جناب رسالتمآبؐ ایک حالت پر قائم رہا مگر بعد وفات رسالتمآبؐ جیسا کہ اور احکام فرائض سنن میں انقلاب آیا مسئلہ اذان بھی اسی طوفان کی زد میں آگیا۔

پہلا تغیر

اسی روز شروع ہوا جو اسلامی انقلاب کا پہلا روز ہے یعنی وفات رسولؐ

www.kitabmart.in

کے دو ایک روز قبل یا اسی روز یہ تغیر دیا گیا کہ قاتلان اسود عنسی نے جو بعہد پیغمبرؐ مدعی نبوت ہوا تھا اس کے قتل پر صبح کی اذان میں اشہد ان محمد ارسول اللہ کے بعد یہ اضافہ کیا اشہد ان عبہلہ کذاب۔

مختصر تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ یمن کا بادشاہ مسلمان ہوا تو اس کے ساتھ اور رعایائے یمن بھی اسلام لائے جن میں یہ اسود عنسی بھی شامل تھا اس کا نام عبہلہ بن کعب تھا اور ذوالخمار بھی کہتے ہیں شعبدہ بازی اور کہانت میں ید طولیٰ رکھتا تھا باذان بادشاہ کے مرنے پر جناب رسالتمآبؐ نے ملک یمن کو چند حصوں پر تقسیم کیا اور ہر حصہ پر ایک ایک صحابی کو عامل مقرر کیا اور معاذ بن جبل کو بہ طور سفیر مبلغ مقرر کیا کہ ہر جگہ دورہ کریں اور احکام دینی کی تعلیم کرتے رہیں جب آنحضرتؐ علیل ہوئے اور آپ کی ناسازی مزاج کی خبر مشتہر ہوئی تو اس عبہلہ نے ملک یمن میں جہاں اس کی سکونت تھی دعوائے نبوت کیا اور اپنے شعبدہ و کہانت کے زور سے بہت سے لوگوں کو بہکایا یہاں تک کہ قیس بن عبد یغوث بھی جو رؤسائے نامدار سے تھے اسلام سے منحرف ہو کر اس کا سپہ سالار بنا۔

اسلام کی طرف سے بادشاہ یمن باذان کا بیٹا شہر نام صف آرا ہوا جس میں فتح اسود عنسی کو حاصل ہوئی اور معاذ بن جبل نے فرار میں مصلحت دیکھی مگر ملک یمن سے باہر نہ گئے بلکہ وہیں روپوش ہو گئے۔

آنحضرتؐ کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے چند افسروں کو معین کیا اس میں فیروز دیلمی بھی تھے انھوں نے اس ملعون کا قصہ اس کی زوجہ کے ساتھ سازش کر کے تمام کیا اور اسی کے قلعہ پر صبح کی اذان دی گئی جس میں بہ آواز بلند اشہد ان عبہلہ کذاب کی صدا بلند ہوئی۔ اسود عنسی کا تسلط یمن میں تین مہینہ رہا اور اس کے قتل کی خبر حضرتؐ نے آخر ایام حیات میں بذریعہ وحی دی تھی مگر ظاہر کی خبر دی

www.kitabmart.in

فتح و فیروزی کی زمانہ خلافت خلیفہ اول میں آئی جو ایک طرح کا مبارک شگون سمجھا گیا۔

یہ تغیر اذان کا محض صبح کے وقت ہوا تھا جو درحقیقت کوئی تغیر نہ تھا بلکہ ایک نعرہ خوشی تھا۔ اسود عنسی کے ساتھی اور پیرو قلعہ کی حفاظت سے دست بردار ہوئے اور یہ قلعہ مع لواحق و توابع ممالک محروسہ اسلام میں داخل ہوا۔

عہد خلافت خلیفہ اوّل

اس خلافت کا زمانہ چونکہ بہت ہی قلیل ہے کہ دو ڈھائی برس میں طے ہو گیا لہٰذا احکام شریعت پر اس کا اثر کم پڑا۔ تاہم اذان ایسی چیز تھی کہ اس کے اثر سے خالی نہ رہی۔

دوسرا تغیر

تا عہد رسول اللہ یہ قاعدہ تھا کہ بلال جب اذان سے فارغ ہوتے تو خدمت رسول اللہ میں آکر عرض کرتے السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الصلوٰۃ یرحمک اللہ مگر حضرت ابوبکر کے عہد میں یہ قاعدہ اس صورت سے بدلا کہ موذن بعد اذان آکر عرض کرنے لگا السلام علیک یا خلیفہ رسول اللہ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح سیرۃ حلبیہ میں ہے کہ بعض علماء نے کہا ہے یہ بھی بدعت ہے کہ درمیان اذان و اقامت کے موذن دروازہ امیر پر آئے اور کہے حی علی الصلوٰۃ اور بعض علماء قائل ہیں کہ یہ عمل عہد عثمان کا احداث معاویہ ہے

تیسرا تغیر

اسی عہد خلافت میں یہ ہوا کہ مطابق قانون اسلام جس بستی میں اذان سنائی دے

www.kitabmart.in

یہ اذان اس کے اسلام کی علامت تھی اس بستی پر اسلام کا حکم طاری ہو جاتا۔ بستی والوں کی جان و مال اُن کے اہل و عیال سب امان میں رہتے اور ان سے جنگ نہ کی جاتی مگر خالد بن ولید نے جو خلیفہ اول کے سپہ سالار تھے اس قانون کو توڑ دیا جس بستی سے اذان سن چکے تھے اور جن مسلمانوں کو نماز پڑھتے دیکھ چکے تھے اپنی ہوس پوری کرنے کے لئے ان مسلمانوں کو قتل کر ڈالا۔

تفصیل اس کی بالا جمال یہ ہے کہ خلافت خلیفہ اول کے دسویں روز اس بنیاد پر تمام عرب میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی کہ جب خاندان رسالت سے خلافت نکال لی گئی ہے تو ہم لوگوں کے رہتے یہ کیونکر خلیفہ ہو سکتے ہیں حالانکہ ہمارا خاندان ہمیشہ معزز رہتا چلا آیا ہے اسی بنیاد پر اکثر قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور اطاعت خلیفہ اول سے منحرف ہو گئے۔

اس بغاوت کے فرو کرنے کے لئے خالد بن ولید نامزد ہوئے خلیفہ نے ان کو وصیت کی کہ جہاں اذان کی آواز سننا وہاں کے لوگوں کو امان دینا ان سے معترض نہ ہونا مگر خالد بن ولید نے ہزاروں مسلمانوں کو قتل اور اُن کی عورتوں بچوں کو قید کیا بہتوں کو زندہ جلوا دیا تاکہ رعب سلطنت پوری طرح بیٹھ جائے۔

حکم اذان کی پابندی میں بالخصوص مالک بن نویرہ کا نام لیا جاتا ہے جس کے متعلق ابو قتادہ انصاری اور عبداللہ بن عمر نے خود گواہی دی تھی کہ میں نے ان لوگوں کو اذان دیتے سنا ہے مگر خالد چونکہ ابتدا سے زوجہ مالک بن نویرہ پر عاشق تھا ان سب گواہوں کو بالائے طاق رکھ کر مالک کی گردن زدنی کا حکم دیدیا اور اسی سبب کو مالک بن نویرہ کی زوجہ پر متصرف ہوا جو کسی طرح جائز نہ تھا۔ یہ واقعہ حضرت ابوبکر کی خلافت کا بہت افسوسناک واقعہ ہے اور

www.kitabmart.in

اُن کے دامن پر ایسا بدنما دھبہ ہے جو مٹائے نہیں مٹ سکتا۔ حضرت عمر نے بخیال حقانیت خواہ بلحاظ دوستی مالک بن نویرہ، بہت کچھ زور مارا کہ خلیفہ اول کسی طرح مالک کے قصاص میں خالد کو قتل کریں یا جرم زنا کی بنا پر سنگسار کریں یا بلحاظ مصالح ملکی موقوفی پر قناعت کریں مگر خلیفہ اول نے ایک نہ سنی اور خالد بن ولید کو ترقی پر ترقی دیتے رہے یہاں تک کہ خلیفہ دوم کی خلافت کا زمانہ آیا آپ نے پہلا کام یہی کیا کہ خالد کو سپہ سالاری ملک روم و شام سے معزول کیا اور جن قیدیوں کو خالد اسیر کر لائے تھے واپس کیا یہاں تک کہ وہ عورتیں جنھیں لونڈیوں کی طرح مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا اُن عورتوں کو بھی ایک ایک کر کے اُن کے والدین اور سابق شوہروں کو واپس کیا گیا۔

چوتھا تغیر

یہ ہے کہ اس دور خلافت سے بروایت کنز العمال الصلوٰۃ خیر من النوم کی ابتدا ہوئی مگر اس روایت میں حضرت ابوبکر کا کوئی ذکر نہیں لہٰذا اس کی تفصیل دور خلافت دوم میں مذکور ہو گی۔

دور خلافت دوم

یہ دور جس طرح بہت سے عجیب و غریب واقعات کے لحاظ سے یادگار مانا جاتا ہے اسی طرح ترمیم و تنسیخ احکام شریعت نبوی میں بھی خصوصی طور پر مشہور روزگار ہے کیونکہ ابواب فقہ سے کوئی باب ایسا نہ ملے گا جس میں حضرت فاروق کی رائے نے بہ مقابلہ حکم خدا و رسولؐ اثر نہ کیا ہو خصوصاً اذان میں تو وہ جدتیں ہوئیں کہ آج تک یادگار ہیں۔

www.kitabmart.in

پانچواں تغیر

جو دو برس پیشتر سے جاری تھا کہ موذن بعد اذان دربار خلافت میں آکر السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح عرض کرتا تھا اس میں حضرت فاروق نے لقب امیر المومنین اختیار کرنے کے بعد یہ اضافہ کیا کہ یرحمک اللہ بھی کہا کرے مگر بعض کہتے ہیں کہ یرحمک اللہ کا اضافہ حضرت عثمان کے زمانہ میں ہوا اس وقت سے یہ دستور خلفائے بنی امیہ و بنی عباس تک جاری رہا۔

یہاں ایک دوسری روایت بھی ملتی ہے جو بالکل اس کے مناقض ہے در المناحبث میں مذکور ہے کہ حضرت عمر جب وارد مکہ ہوئے تو موذن نے آکر کہا الصلوۃ یا امیر المومنین حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح جس پر خلیفہ نے فرمایا "وائے ہو تجھ پر کیا تو مجنون ہے؟ کیا جو تو نے اذان دی تھی وہ اس کے لئے کافی نہیں تھی" اس سے اس پر استدلال کیا جاتا ہے کہ یہ فعل مسنون نہیں۔ (تحقیق عجیب صـ۶)

تیسری روایت یہ بھی ہے کہ السلام یا امیر المومنین یرحمک اللہ کی ایجاد معاویہ نے کی مگر مذکورہ بالا روایات کچھ زیادہ موثق سمجھی جاتی ہیں۔

چھٹا تغیر

یہ ہوا کہ حی علی خیر العمل کا کلمہ اذان سے نکال دیا گیا چنانچہ علامہ شمس صفہانی تشئید القواعد میں لکھتے ہیں۔

وفیہ صعد المنبر وقال ایھا الناس ثلث کن فی عھد رسول اللہ وانا انھی عنھن واحرمھن واعاقب علیھن وھی متعۃ النساء ومتعۃ الحج وحی علی خیر العمل۔

www.kitabmart.in

خلیفۂ دوم نے بالائے منبر فرمایا تین باتیں عہد رسول اللہ میں جاری تھیں میں ان کو حرام کرتا ہوں جو ان باتوں کو کرے گا میں اسے سخت سزا دوں گا ایک متعۃ النساء، دوسرے متعۃ الحج، تیسرے حی علی خیر العمل۔

اس حکم کے بعد اگرچہ تمام اسلامی رعایا نے اذان میں حی علی خیر العمل کہنا ترک کر دیا تھا مگر خود حضرت عمر کے بڑے صاحبزادے عبداللہ بن عمر اکثر اوقات اذان میں یہ جملہ کہہ دیا کرتے تھے مگر کتابوں میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں کہ عبداللہ کی یہ جرأت اپنے باپ حضرت عمر کے زمانہ میں تھی یا حضرت عمر کے مرنے کے بعد انھوں نے ایسی جرأت کی جبکہ خوف کا سبب باقی نہ تھا۔

اور دیگر صحابہ و تابعین میں بقول علامہ ابن حزم ابو امامہ بن سہل بن حنیف کا بھی نام لیا جاتا ہے اور بروایت سیرۃ حلبیہ جناب امام زین العابدینؑ بھی اذان میں حی علی خیر العمل فرماتے تھے چند روایتوں کا مجموعہ مولوی عبدالحی صاحب نے بھی بصورت سوال و جواب یہاں لکھا ہے۔

(۱) بیہقی نے بلال سے روایت کی ہے کہ وہ صبح کی اذان میں حی علی خیر العمل کہتے تھے تو حضرت نے حکم دیا اس کی جگہ الصلوۃ خیر من النوم کہا کرو۔

(۲) یہی روایت بعینہٖ ابو الشیخ اصبہانی نے بھی کتاب الاذان میں نقل کی ہے۔

(۳) امام بیہقی عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل بھی کبھی کبھی کہتے تھے۔

(۴) یہی روایت امام محمد نے بھی موطا میں نقل کی ہے۔

یہ تمام روایتیں دلالت کرتی ہیں اس پر کہ اس جملہ حی علی خیر العمل کی کچھ نہ کچھ اصلیت ضرور ہے لہٰذا امام نووی کا یہ کہنا کہ اذان میں حی علی خیر العمل کہنا مکروہ ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

www.kitabmart.in

اس کے جواب میں مولوی عبد الحی صاحب فرماتے ہیں کہ اذان کی روایتیں صحاح ستہ اور سنن و مسانید میں موجود ہیں مگر کسی نے اس جملہ حی علی خیر العمل کو نہیں لکھا بلال کے اذان میں یہ فقرہ بھی ہوتا تو جس طرح الصلوۃ خیر من النوم کا اضافہ روایتوں میں ملتا ہے حی علی خیر العمل کا اضافہ بھی ملتا اور علامہ بیہقی نے لکھا ہے کہ کوئی روایت نہیں بتاتی کہ پیغمبر خدا نے بلال یا ابو محذورہ کو اذان میں حی علی خیر العمل کہنے کا حکم دیا ہو اور ابن عمر کے متعلق جو منقول ہے کہ وہ اذان میں حی علی خیر العمل کہتے تھے تو وہ برابر پابندی سے نہیں کہتے تھے بلکہ کبھی کبھی کہہ دیا کرتے تھے۔ دوسرے کسی بھی صحابی کے متعلق نہیں ملتا کہ اس نے اذان میں حی علی خیر العمل کہا۔ مزید براں یہ کہ ہم حی علی خیر العمل کہنے کو حرام نہیں جانتے بلکہ مکروہ جانتے ہیں۔ (تحقیق عجیب ص۱۰)

یہ ایسا استدلال ہے جس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے کیونکہ حی علی خیر العمل والی روایات کا کسی کتاب میں درج ہونا ہی تعجب خیز ہے نہ کہ علماء اعلام علماء و محدثین کو اسکی اجازت کب تھی کہ وہ اس قسم کی روایتیں اپنی کتابوں میں درج کریں۔ صحاح ستہ اور سنن و مسانید کی حالت اب کسی پر مخفی نہیں کہ ان کتابوں میں عمداً صحیح روایتیں نکالکر ان کی جگہ صدہا غلط اور وضعی روایتیں بھر دی گئی ہیں اور اسی واسطے ان کا نام صحیح رکھ دیا گیا ہے تاکہ آنے والی نسلیں بلا مزید تحقیقات قبول کر لیں دوسرے یہ کہ جن کتابوں میں یہ روایتیں موجود ہیں وہ بھی تو سنن و مسانید میں داخل ہیں جیسے سنن بیہقی اور ابو الشیخ کی کتاب الاذان اور امام محمد کی موطا جن سے آپ نے یہ سب روایتیں نقل کی ہیں۔ اس کے علاوہ تشیید القواعد شمس الدین اصفہانی۔ شرح تجرید علامہ قوشجی تلویح شرح صحیح بخاری اور انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون میں بھی حی علی خیر العمل والی روایتیں موجود ہیں لہذا یہ

www.kitabmart.in

سب وہ کتابیں ہیں جن کے مقابلہ میں صحاح ستہ کی ہزاروں روایتیں رد کردی جاتی ہیں پھر یہ روایتیں کیوں نہیں قبول کی جاتیں۔

تیسرے یہ کہ جب حی علی خیر العمل کا اذان میں کہا جانا اتنی کتابوں سے ثابت ہے تو یہ کہنا کہ "اگر بلال کی اذان میں یہ اضافہ ہوتا تو جس طرح الصلوٰۃ خیر من النوم کا اضافہ روایتوں میں ملتا ہے حی علی خیر العمل کا اضافہ بھی ملتا" کیونکر درست رہ سکتا ہے حالانکہ کنز العمال میں صاف صاف یہ روایت موجود ہے عن بلال کان یؤذن بالصبح فیقول حی علی خیر العمل اور کتاب الغایہ شرح الہدایہ میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ چوتھے یہ کہ آپ بیہقی کی روایت بھی نقل کرتے ہیں اور پھر یہ بھی کہ اس کی روایت ثابت نہیں۔ نہیں معلوم دونوں میں کون سا جملہ صحیح ہے۔ پانچویں یہ کہ جب کہ اتنی سی روایتوں میں صاف صاف موجود ہے کہ عبداللہ بن عمر کہا کرتے تھے اذان میں یہ جملہ فرمایا کرتے تھے تو آپ کا یہ لکھنا کہ ابن عمر نے کبھی نہ کہا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

چھٹے یہ بھی کہنا صحیح نہیں کہ دوسرے صحابی سے منقول نہیں کیونکہ بروایت ابن حزم، ابو امامہ بھی اذان میں حی علی خیر العمل کہا کرتے جو صحابی تھے اور خود بلال نے یہ فقرہ کہا اور حضرت امام زین العابدینؒ بھی حی علی خیر العمل کہتے تھے جن کی نسبت فرمایا کرتے یہی اذان اول ہے یہ سب روایتیں آپ ہی کے یہاں کی ہیں نہ کسی دوسرے فریق کی پس اگرچہ امام زین العابدینؒ صحابی نہ تھے مگر تابعین سے تو ہیں جن کا قول مقبول ہے۔

ساتویں یہ کہ حرام نہ جاننا اور مکروہ جاننا بھی بے قاعدہ ہے کیونکہ حرمت کے متعلق تو آپ کہہ بھی سکتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حی علی خیر العمل سے ممانعت کی تھی بخلاف کراہت کے اس کی کوئی دلیل آپ نہیں لا سکتے نہ رخصت والی کوئی ثبوت

www.kitabmart.in

میں پیش کر سکتے ہیں نہ حدیث رسولؐ نہ کسی صحابی کا قول۔ صرف نووی کے قول سے کیا ہو سکتا ہے جو ایک معمولی درجہ کے عالم تھے۔

اگرچہ یہ مسئلہ اس قبیل سے ہے کہ فریقین کے درمیان اس پر بڑی زبردست مناظرانہ بحثیں ہوئیں اور آگے چل کر معلوم ہوگا کہ بحیثیت عمل بھی اس جملہ پر بہت سی خونریزیاں ہوئیں کیونکہ یہ جملہ خاص فرقہ ہونے کی علامت قرار پائی ہو مگر ہم کو بحیثیت مورخ یہاں اسی قدر لکھنا کافی ہے کہ اس اختلاف فریقین کی بنیاد اسی وقت سے قرار پائی جب کہ خلیفہ دوم نے فرمایا یہ تین چیزیں عہد رسولؐ میں جاری تھیں اب میں ان کو حرام کرتا ہوں متعۃ النساء۔ متعۃ الحج۔ حی علی خیر العمل۔

اس جملہ کی خوبی اور معنی خیزی اس وجہ اور سبب کی طرف بھی نشاندہی کرتی ہے جس کی بنا پر خلیفہ دوم اس جملہ کے دشمن ہو گئے اور اس کی عام مناہی کر دی درحقیقت وہ سیاسی مصالح تھے جن کی بنا پر حضرت عمر نے اس جملہ حی علی خیر العمل پر پابندی لگانا ضروری سمجھا کیونکہ خم غدیر میں جب رسولؐ اللہ نے حضرت علی ابن ابیطالبؑ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا تو بحکم رسولؐ بلال موذن رسولؐ نے اسی جملہ سے سب کو ندا دی تھی کہ حی علی خیر العمل بہترین عمل پر آمادہ ہو جاؤ (دیکھئے جیب السیر) جس سے معلوم ہوا اذان میں یہ فقرہ اس واقعہ کا یاد دلانے والا ہے جس کے مٹانے کی کوشش اس کے فریق مخالف پر لازم ہے اسی وجہ سے اس جملہ کی تبدیلی ایک الہامی جملہ سے کی گئی جس سے وہ جملہ بالکل محو و سہو ہو جائے۔

ساتواں نقیض

یہ ہے کہ حضرت عمر نے صبح کی اذان میں کلمہ الصلوٰۃ خیر من النوم کا اضافہ کیا ہے امام مالک کی موطا میں یہ روایت ہے کہ موذن حضرت عمر کو نماز کے لئے جگانے آیا اس کو خواب پا کر کہا الصلوٰۃ خیر من النوم اس پر حضرت عمر نے حکم دیا کہ اس جملہ کو

www.kitabmart.in

صبح کی اذان میں داخل کر دو۔ (تحقیق عجیب ص۱۰)

اسی روایت کو شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی مذہب فاروقی میں داخل کیا ہے مشکوۃ وغیرہ میں بھی یہی روایت لی گئی ہے یہانتک کہ خود حضرت عمر نے اس کو لفظ بدعت و احداث سے بھی یاد کیا ہے۔ کنز العمال میں اس کے بارے میں متعدد روایتیں ہیں۔

"ابن جریج سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ عمر ابن حفص نے بیان کیا کہ سب سے پہلے سعد نے حضرت عمر کے عہد خلافت میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہا حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ بدعت ہے سعد نے کہنا چھوڑ دیا کیونکہ بلال نے کبھی بزمانہ عمر اذان نہیں کہی تھی۔"

"ابن جریج سے روایت ہے وہ کہتے ہیں مجھ سے مسلم نے بیان کیا کہ ایک شخص نے طاؤس سے پوچھا الصلوۃ خیر من النوم کی کب سے ابتدا ہوئی طاؤس نے کہا بزمانہ پیغمبر تو ہرگز یہ جملہ نہیں کہا گیا مگر بزمانہ ابوبکر ایک شخص نے جو موذن نہ تھا اس نے یہ جملہ کہا بلال نے سیکھ لیا اور اپنے اذان میں کہنا شروع کیا۔ ابوبکر زیادہ دن نہ جیے جب عمر خلیفہ ہوئے تو کہا کاش ہم بلال کو اس جملہ سے روک سکتے جو ایجاد ہے مگر شاید حضرت عمر بھول گئے اور بلال کو منع کرنا یاد نہ رہا جس کے بعد سے یہ جملہ آج تک جاری ہے"

یہ روایتیں صرف اس غرض سے بنائی گئی ہیں کہ کسی طرح الصلوۃ خیر من النوم کو بلال کے زمانہ سے ثابت ہو جائے اور دنیا یہ یقین کر لے کہ سب سے پہلے بلال ہی نے اذان میں یہ فقرہ کہا چاہے بعد وفات رسول اللہ ہی کیوں نہیں مگر اس مقصد میں کامیابی کی وجہ سے نہیں ہو سکتی کہ تمام محدثین و مورخین نے بیان کیا ہے کہ بلال نے کسی خلیفہ کے زمانہ میں اذان نہیں کہی لہٰذا اس جملہ کی نسبت ان کی طرف کیونکر دی جا سکتی ہے

www.kitabmart.in

تب اس پر یہ ترقی کی گئی کہ الصلوۃ خیر من النوم کی اجازت خود رسول اللہ کی طرف منسوب کردی گئی چنانچہ طبرانی۔ ابو الشیخ ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ وغیرہ اسی مفہوم کی روایتیں بیان کرتے ہیں کہ بلال نے یا سعد نے حضرت پیغمبر خدا کو وقت صبح محو خواب پاکر یہ جملہ کہا جس پر حضرتؐ نے فرمایا یہ اچھا فقرہ ہے اے بلال اسکو اذان میں داخل کردو اسی جملے سے صاحب قمر الرائق اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ یہ زیادتی مستحب ہے۔

امام نسائی نے جب ان روایتوں میں گڑبڑ دیکھی تو حدیث نکالی کہ ابو محذورہ بیان کرتے تھے ہم جو رسول اللہؐ کے زمانہ میں اذان دیتے تھے تو صبح کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد الصلوۃ خیر من النوم کہا کرتے تھے۔ اور ابو داؤد نے تو یہ روایت پیش کی ہے کہ خود رسول اللہؐ نے تعلیم دی تھی کہ صبح کی اذان میں الصلوۃ خیر من النوم کہا جائے۔

ان روایتوں کی ضرورت شاید اس سبب سے پیدا ہوئی کہ بلال والی سابق روایت کو امام بیہقی نے مرسل قرار دیا ہے اور شیخ تقی الدین اس کے راویوں کی بابت یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ مسلمان نہ تھے تو وہ مجہول ہوئے۔

یہ سب تمہیدیں اگرچہ ایک حد تک مطمئن کرنے والی تھیں کہ اس بندوبست سے یہ جملہ بھی اذان میں بحکم رسول اللہؐ داخل قرار ہو جائے مگر امام مالک والی روایت جو شروع میں لکھی گئی چونکہ ان سب خس و خاشاک پر آتش سوزاں کا کام دیتی تھی اور اس کے مقابلہ میں ان من گڑھت روایتوں کی قلعی کھل جاتی تھی اس لئے عجب طرح کی کھل بلی پیدا ہوئی کیونکہ موطا کی عظمت و جلالت صحاح ستہ سے بھی بڑھ کر ہے نہ اس کو غیر معتمد کہنے کی کوئی ہمت کر سکتا ہے اور نہ اس کی کمزوری ثابت کرنے کے لیے کوئی ترکیب چل سکتی ہے لہذا مولوی عبد الحی صاحب فرماتے ہیں:

"اگر تمہیں ان روایتوں میں شبہ پیدا ہو کہ یہ امام مالک کی روایت کے معارض

www.kitabmart.in

ہیں تو ہم جواب دیں گے کہ حضرت عمر کا یہ حکم ابتدائی حکم نہ تھا بلکہ رسول اللہ سے سن چکے تھے تو اب حضرت عمر کو مکروہ معلوم ہوا کہ یہ جملہ بے موقع کیوں کہا جائے بلکہ اذان میں داخل کر دیا جائے۔ یہی جواب دیا ہے طیبی نے۔"

علامہ طیبی نے تین جواب اور دیے ہیں جن کو مولوی عبدالحی صاحب درست نہیں جانتے۔

ایک یہ کہ شاید عمر کا اس جملہ کو اذان میں داخل کرنے کا حکم منجملہ موافقات کے ہو یعنی ان باتوں سے ہو جن میں اکثر حضرت عمر نے خدا اور رسول سے یا خدا اور رسول نے حضرت عمر سے موافقت کی ہے۔

اس پر مولوی عبدالحی صاحب یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ جواب مردود ہے کیونکہ تواردو میں اتحاد وقت ضروری ہے اور اس روایت میں تو یہ بیان ہے کہ حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں یہ واقعہ پیش آیا کہ مؤذن نے آکر الصلوٰۃ خیر من النوم کہا پھر تواردو کیونکر ہو سکتا ہے۔

دوسرے یہ کہ شاید عمر کو ابو محذورہ کی روایت پہونچی نہ تھی لہٰذا عمر نے اپنے اجتہاد سے حکم دیا مگر بعد کو ان کا اجتہاد اور نص رسول مطابق ہو گیا۔

تیسرے یہ بھی احتمال ہے کہ عمر نے سنا ہو مگر بھول گئے جب نیند میں آکر مؤذن نے چونکایا اور یہ جملہ کہا تو عمر کو یاد پڑ گیا کہ یہ جملہ تو جزو اذان تھا لہٰذا حکم دیا کہ داخل اذان کیا جائے۔ طیبی کے ان دونوں جوابوں پر مولوی عبدالحی صاحب یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ دونوں احتمال بھی بعید ہیں کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ یہ جملہ عہد نبوی میں متروک ہو چکا تھا اور بعد وفات پیغمبر بھی یہ جملہ متروک رہا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

مولوی عبدالحی صاحب کی یہ عبارت کیا قدر و قیمت رکھتی ہے یہ مذکورہ بالا روایات سے ظاہر ہے کیونکہ ابھی کنز العمال کی روایت سے معلوم ہو چکا ہے کہ خود

www.kitabmart.in

حضرت عمر نے اس کو بدعت کا لقب دیا تھا اور طاؤس والی روایت میں تو صاف صاف مرقوم ہے کہ عہد رسول اللہ میں کسی نے یہ جملہ نہیں سنا تھا۔

یہی سبب ہے کہ صحیح مسلم میں جو روایت اذان مسنون کی خود حضرت عمر سے منقول ہے اس میں اس جملہ کا وجود نہیں بلکہ امام بیہقی لکھتے ہیں کہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ یہ جملہ اذان مسنون میں داخل ہو بلکہ تلویح شرح صحیح بخاری میں محمد بن حسن کا قول لکھا ہے کہ تثویب (یعنی الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا) دراصل اذان و اقامت کے درمیان تھا مگر لوگوں نے یہ بدعت کی کہ داخل اذان کر دیا کیونکہ تثویب (یعنی الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا) دراصل اذان و اقامت کے درمیان تھا مگر لوگوں نے یہ بدعت کی کہ داخل اذان کر دیا کیونکہ تثویب قدیم یہ تھا کہ بعد اذان الصلوٰۃ خیر من النوم کہا جائے مگر لوگوں نے ابتدا اس کو داخل اذان کر دیا اور موطا محمد بن حسن میں بھی یہی مضمون ہے کہ اصل میں اذان سے فارغ ہونے کے بعد الصلوٰۃ خیر من النوم کی ندا دی جاتی تھی لوگوں کو جگانے کے لئے نہ یہ کہ اذان میں داخل کی جاتی تھی۔

اس مضمون کی تین روایتیں مولوی عبدالحی صاحب نے بھی دوسری کتابوں سے جمع کی ہیں اور ان کو قبول کیا ہے۔

(۱) نہایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ مصنف نے تثویب قدیم کو نہیں بیان کیا اور اصل میں تثویب یہ ہے کہ بعد اذان صبح کہیں الصلوٰۃ خیر من النوم دو مرتبہ۔

(۲) محیط میں ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ الصلوٰۃ خیر من النوم کو بعد اذان کہیں نہ اصل اذان میں اور یہی مسلک ابوبکر بن فضل بخاری کا ہے۔

(۳) کافی میں ہے کہ تثویب قدیم یہ تھا کہ اذان کے بعد الصلوٰۃ خیر من النوم کہا جائے۔ (تحقیق عجیب ص۳)

www.kitabmart.in

مولوی عبدالحی صاحب نے شرح وقایہ میں بھی امام محمد کا ایک قول ایسا ہی نقل کیا ہے (شرح وقایہ صد ۱۶۵)

ان روایتوں پر اگرچہ آج کل عمل نہیں ہے مگر ان سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ یہ جملہ اذان کا جزو نہیں نہ پیغمبر نے اذان میں اس جملہ کا حکم دیا تھا بلکہ جس طرح حضرت عمر نے اپنے عہد میں اپنی مرضی و خواہش سے اس کو جزو اذان بنانا چاہا تھا اسی طرح امام ابوحنیفہ نے اپنے اجتہاد سے کام لیتے ہوئے اس کا اجرا بعد اذان رکھا تاکہ اذان بھی اپنی حد پر کچھ باقی رہے اور حضرت عمر کا حکم بھی معطل نہ ہو ان کے بعد دیگر علماء نے اسی درمیانی راہ کو پسند کیا۔

ہاں جن مقدس علماء نے اس کی بڑی کوشش کی ہے کہ الصلوٰۃ خیر من النوم کو کسی طرح سنت نبوی قرار دیں جن میں مولوی عبدالحی صاحب بھی داخل ہیں وہ ایسی مشکل میں گرفتار ہو گئے جس سے نجات کی کوئی صورت نہیں۔ انھوں نے نہ خدا و رسول کو راضی کیا کیونکہ خدا اور رسول نے اس جملہ کو اذان میں نہ رکھا ہی نہیں اور نہ خلیفہ کو جو اس قسم کے دینی اختیارات رکھتے ہی نہ تھے انھوں نے اپنی مرضی سے اس جملہ کی ایجاد کی تھی اور نہایت آزادی سے اس کو بدعت بھی فرماتے تھے جیسا کہ تراویح کے بارے میں بھی نعمۃ البدعۃ کا لقب دے چکے ہیں نہ انھوں نے اپنے امام اعظم کو راضی کیا جو اس کو بعد اذان مناسب سمجھتے ہیں نہ کہ جزو اذان قرار دیتے ہیں۔ البتہ متاخرین علماء کی حضرت عمر سے حد سے بڑھی ہوئی یہ عقیدت ہے کہ انھوں نے حضرت عمر کے مقابلہ میں اپنے امام اعظم کے فتوے کو کوئی اہمیت نہ دی نہ اسے قابل اعتنا سمجھا امام اعظم تو اس جملہ کو اذان سے خارج قرار دیتے ہیں اور اُن کا فتویٰ یہ ہے کہ اذان ختم کرنے کے بعد یہ فقرہ کہنا چاہیئے مگر متاخرین علماء نے حضرت عمر کی تاسی کرتے ہوئے اس جملہ کو داخل اذان قرار دیا

www.kitabmart.in

اور اس کے لئے یہ کارروائی کی کہ خود امام اعظم کے بعض فتوے بھی اس بارے میں نکال رکھے تاکہ یہ کہنے کو رہے کہ ہم کسی طرح امام اعظم کی مخالفت نہیں کرتے۔

مگر سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ بات ہے کہ جس طرح امام ابو حنیفہ کے متضاد فتوے اس بارے میں پیش کئے جاتے ہیں اسی طرح خلیفہ دوئم کے بھی متضاد حکم اس بارے میں موجود ہیں ہم اوپر کنز العمال کی روایتیں ذکر کر چکے ہیں ان سے یہ صاف ظاہر ہے کہ خلیفہ دوئم نے اس کو منع کرنا چاہا مگر شاید نہ ہو سکے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں ایک حکم پر عمل کیا گیا اور دوسرے حکم کو ترک کر دیا گیا۔

اسی تناقض و تضاد کے حکم میں وہ سب روایتیں بھی داخل ہیں جن میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ کسی طرح اس سلسلے کو رسول اللہ تک پہونچا دیا جائے جو ایک امر ناممکن کی کوشش تھی۔

یہی سبب ہے کہ آگے چل کر یہی دونوں جملے (حی علی خیر العمل اور الصلوۃ خیر من النوم) بڑے زبردست سیاسی جملے قرار پائے جس سے صدہا نہیں بلکہ ہزاروں بنی نوع انسان کا خون ہوا جس کی تفصیل آئندہ مذکور ہوگی۔

یہاں سے مولوی عبدالحی صاحب کا وہ شبہ دفع ہو گیا جو حی علی خیر العمل کے متعلق وارد کیا تھا کہ صحاح و مسانید و سنن میں یہ جملہ کیوں نہیں درج ہوا کیونکہ یہی اعتراض اس جملہ الصلوۃ خیر من النوم پر بھی وارد ہوتا ہے کہ یہ بھی صحیح مسلم کی اذان میں مذکور نہیں حالانکہ صحیح مسلم میں اذان کے متعلق جو روایت مذکور ہے وہ خود حضرت عمر کی ہے اور اس میں تصریح ہے کہ وہی اس جملہ کے موجد و مروج ہیں۔

www.kitabmart.in

تیسرا دور خلافت

جس طرح حضرت عثمان کا عہد خلافت تمام اصول سیاست و قواعد استحکام سلطنت عرب میں بدنام ہے اسی طرح احکام شریعت اور قوانین ملت میں بھی مشہور عالم ہے۔ پھر یہ اذان کیونکر اس عہد میں انقلاب سے محفوظ رہ سکتی تھی۔

آٹھواں تغیر

یہ ہوا کہ حضرت عثمان نے ان تغیرات کو ناکافی سمجھ کر یہ اضافہ کیا کہ نماز جمعہ کے لیے جو قدیم الایام سے ایک اذان جاری تھی اس پر دوسری اذان اور بڑھا دی جو اذان اول کے نام سے تعبیر کی جاتی ہے۔ یہ اذان بلا اختلاف حضرت عثمان کی اولیات میں شمار کی گئی ہے اس کے متعلق ہماری نظر سے ابھی تک کوئی ایسی روایت نہیں گزری جس میں یہ دکھایا گیا ہو کہ عہد رسول میں بھی کبھی دہری اذان دی گئی ہو جیسا کہ سابق والے تغیرات میں اس قسم کے اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور متناقض روایتیں بنائی گئی ہیں جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ایک ہی مضمون والی روایت صحیح ہوگی اور دوسری وضعی حضرت عثمان کے عہد خلافت کے ایسے واقعات اس کثرت سے ہیں کہ بات بنانے والے بھی تھک گئے بایں ہمہ یہ اذان بھی قبول کر لی گئی اور احکام فقہی میں اس کا حکم نافذ کر دیا گیا چنانچہ ھدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ کتب فقہیہ حنفیہ میں بتصریح تمام اس کے احکام مذکور ہیں جن پر عمل کیا جاتا ہے اور وہ احکام تمام مسلمانوں میں جاری و ساری ہیں اگرچہ علماء اہلحدیث اس کو ناجائز تصور کریں۔

www.kitabmart.in

مولوی عبدالحی صاحب اپنے مذہب کی ایک مستند کتاب سنن ابوداؤد سے شرح وقایہ میں لکھتے ہیں۔

عہد رسول اللہ سے تا زمانہ شیخین اذان جمعہ کا یہ قاعدہ تھا کہ امام جب منبر پر بغرض خطبہ جائے اس وقت اذان شروع کی جائے مگر عثمان نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک دوسری اذان ایجاد کی جو زوراء (مدینہ کے ایک بازار کا نام) میں دی جاتی۔ دوسری روایت بھی اسی مضمون کی ہے کہ جب رسول اللہ منبر پر بیٹھتے تو دروازہ مسجد پر ایک ہی اذان دی جاتی اور زمانہ شیخین تک یہی دستور جاری رہا۔ تیسری روایت میں بھی یہی مضمون ہے مگر اس قدر فرق ہے کہ حضرتؐ کے زمانہ میں دروازہ مسجد پر نہیں اذان دی جاتی تھی بلکہ مینار پر اور عثمان نے اپنے زمانہ میں ایک دوسری اذان کی ایجاد کی جو بمقام زوراء دی جاتی۔ دوسری اذان کا سلسلہ ہشام بن عبدالملک تک یوں ہی جاری رہا مگر ہشام نے اپنے زمانہ میں اس میں یہ تبدیلی کی کہ بازار مدینہ والی موقوف کرکے اس کو مسجد کے مینار پر قائم کیا جس کا موذن ایک ہی شخص ہوتا تھا اور جو دوسری اذان عہد رسول اللہ سے جاری تھی اس میں یہ اضافہ کیا کہ پہلے تین آدمی مل کر اذان دیتے تھے اب بہت سے موذنوں کو اس میں شامل کر دیا (شرح وقایہ صفحہ ۲۷۱)

مگر کتاب ھدایہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں اذانوں کو مجمع کثیر کے ساتھ ہونا چاہیئے بلا تفریق اس کے کہ کس اذان میں کتنی تعداد ہونی چاہیئے۔

کتاب ھدایہ کی لفظیں ہیں۔

واذا اذن الموذنون الاذان الاول	جب کہ اذان دینے والے پہلی اذان دیں
واذا صعد الامام المنبر وجلس	اور جب امام منبر پر جا کر بیٹھ جائے

www.kitabmart.in

اذن المؤذنون بین یدی المنبر (ھدایہ ص ۱۵۱)	اذان دینے والے منبر کے سامنے اذان دیں۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں اذانوں کو متعدد موذنین مل کر انجام دیں یہ اختراع شاید امام اعظم کا اجتہاد ہے ورنہ ہشام نے تو صرف دوسری ہی اذان میں متعدد موذنین کا اضافہ کیا تھا اسی وجہ سے علامہ زیلعی فرماتے ہیں کہ یہ (مجمع والی) اذان جو ہمارے دیار میں اذان جوق کے نام سے مشہور ہے اس کے باب میں کوئی نص نہیں ملتی۔ شافعی کہتے ہیں اس مجمع والی اذان کو خطیب کے روبرو ہونا چاہیئے۔ اس کے استحباب و کراہت میں بھی اختلاف کیا گیا ہے صاحب ھدایہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ مکروہ نہیں ہے تو ہم کہیں گے کہ خطیب کے روبرو والی اذان بھی بدعت حسنہ ہوگی۔

اب دوسری اذان کے بارے میں سنئے جو عہد رسول کی بھی ایک اذان ہے اس پر مولوی عبدالحی صاحب حاشیہ لکھتے ہیں۔

(۱) خطبہ کا بالائے منبر ہونا سنت قدیم ہے مگر یہ بدعت قبیحہ ہے جو بطور عادت جاری ہے کہ خطیب پہلے خطبہ کے بعد منبر کے دوسرے زینہ پر آجاتا ہے پھر اچک کر اوپر چڑھتا ہے جس کی کوئی اصل نہیں بلکہ بدعت ہے۔[1]

(۲) امام کا منبر پر چڑھتے وقت سلام کرنا بھی بدعت ہے۔ مگر بعض احادیث میں یہ حکم وارد ہوا ہے جن کے متعلق زیلعی وغیرہ نے بہ تفصیل لکھا ہے کہ ضعیف ہیں۔

---

[1] یہاں پر وہ روایت یاد آجاتی ہے جو اکثر کتب تفاسیر و تواریخ میں موجود ہے کہ پیغمبر خدا نے خواب میں دیکھا تھا کچھ بندر چڑھتے اور کودتے ہیں جس کی تعبیر تسلط بنی امیہ کی گئی لہٰذا جو لوگ اس قسم کی حرکتیں بالائے منبر کرتے ہیں انھیں لوگوں کے پیرووں سے ہیں جن کے بارے میں وہ خواب دیکھا گیا۔

www.kitabmart.in

(۳) امام ابو حنیفہ نے خطبہ کو فارسی میں[1] پڑھنا جائز قرار دیا ہے مگر اولیٰ ترک ہے بسبب مخالفت رسول اللہ کے۔

(۴) مدینہ منورہ میں یہ بدعت جاری ہے کہ خطیب دوسرے خطبہ میں صلوٰت کہتے وقت دائیں بائیں منہ پھیرتے ہیں۔

(۵) بعض خطیب یہ بھی کرتے ہیں کہ خطبہ میں وارض عن عمی نبیک الحمزۃ والعباس (خداوندا اپنے پیغمبر کے دونوں چچا حمزہ اور حضرت عباس سے راضی ہو) بڑھاتے ہیں جو خطائے فاحش ہے۔

(۶) یہ بدعت بھی کرتے ہیں کہ جب خطیب رسول اللہ کا یا صحابہ کا نام لیتا ہے تو موذن صحابہ کے حق میں رضی اللہ عنہم کا غل مچاتے ہیں جو محض بدعت قبیحہ ہے۔

(۷) یہ بدعت بھی جاری ہے کہ خطبہ ثانیہ میں یا درمیان دونوں خطبوں کے یا خطبہ اور نماز جمعہ کے درمیان نمازیں پڑھتے ہیں جو مکروہ ہے اور خطیب کو اس سے منع کرنا لازم ہے۔

(۸) امام کے خطبہ شروع کرنے سے لے کر نماز تمام ہونے تک کسی قسم کا کلام کرنا مکروہ ہے دینی باتیں ہوں یا دنیاوی یہاں تک کہ اذان ثانی کی اجابت یا دعاء وسیلہ کا پڑھنا بھی مکروہ ہے۔

مولوی عبدالحی صاحب نے اس آخری بدعت سے اس بنیاد پر اختلاف کیا ہے کہ معاویہ سے اس فعل کا ہونا ثابت ہے۔ (شرح ہدایہ حشی ص۵۲ شرح وقایہ ص۲۷)

---

[1] عجب ہے کہ فقہ حنفی کی رو سے اللہ اکبر کا ترجمہ فارسی یا کسی بھی زبان میں کرکے نماز میں کہنا جائز ہے اسی طرح نماز کے دوسرے اذکار کا۔ تو مولوی صاحب خطبہ کا ترجمہ دوسری زبان میں کرکے پڑھنے کو کیوں منع کرتے ہیں۔

www.kitabmart.in

یہاں پر دو بدعتیں شرح وقایہ سے بھی لکھتا ہوں جو مولوی عبدالحی صاحب کے حاشیوں سے آراستہ ہو کر چھپی ہے تاکہ عشرہ کی تعداد پوری ہو جائے۔

(۹) سنت یہ تھا کہ لوگ خطیب کے روبرو بیٹھیں خواہ وہ دائیں طرف ہو یا بائیں مگر رسم یہ جاری ہو گئی ہے کہ لوگ قبلہ رو بیٹھتے ہیں۔

(۱۰) خطبہ میں عصا پر تکیہ کرنا سنت ہے مگر اس زمانہ کے خطیبوں نے یہ قاعدہ نکالا ہے کہ جس طرح نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں اسی طرح خطیب خطبہ کے وقت ہاتھ باندھ لیتے ہیں حالانکہ چاہیئے کہ اگر عصا وغیرہ ہاتھ میں نہ ہو تو دونوں ہاتھ کھلے رہیں۔ (شرح وقایہ صہ ۲۷۱)

(۱۱) یہ بھی بدعت ہے جو اکثر شہروں میں جاری ہے کہ دونوں اذان کے درمیان کہتے ہیں الصلوۃ الصلوۃ سنۃ رسول اللہ یہ جملہ استحسان متقدمین و متاخرین دونوں سے خارج ہے (شرح وقایہ صہ ۲۶۶)

یہ کل عبارتیں مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی کے رسائل و حواشی سے لی گئی ہیں۔

ان بدعتوں کے دیکھنے سے اچھی طرح اس حدیث کی تصدیق ہو جاتی ہے جو حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ہے کل بدعۃ ضلالۃ کیونکہ آپ نے دیکھا حضرت عثمان نے ایک بدعت قائم کی تھی کہ دوسری اذان دلوائی اب ان کے پیروؤں نے کس قدر بدعتوں کی بھرمار کر دی ہے۔

بہ نیم بیضہ کہ سلطاں ستم روا دارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ بریخ

یہی سبب ہے کہ پیغمبر اسلام نے بدعتوں کے بارے میں اس قدر تاکید فرمائی کہ خبردار خبردار تم کوئی بدعت نہ کرنا کہ ہر قسم کی بدعت گمراہی ہے مگر حضرت کے بعد والے فرمانرواؤں نے اس کا کچھ خیال نہ کیا اور اپنے دل سے ہزاروں بدعتیں

www.kitabmart.in

اس قسم کی پیدا کرلیں جو بظاہر اچھی معلوم ہوتی ہیں مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر شخص نے نیا نیا رواج قائم کرنا شروع کر دیا جس سے اصلی سنت پیغمبر (جیسا کہ مضمون حدیث بھی ہے کہ بدعت کے رواج پانے سے سنت محو ہوتی ہے) تو متروک ہو گئی اور ان بدعتوں نے اتنا رواج پایا کہ اب کسی طرح مٹائے نہیں مٹ سکتیں۔

یہی سبب ہے کہ فرقہ اہل حدیث جو وہابی کہلاتے ہیں ہر چند اس بارے میں کوشش کر رہے ہیں مگر کوئی نتیجہ نہیں نکلتا آبائی رسم و رواج جو پشتہا پشت سے جاری ہیں کسی طرح بند نہیں ہوتے نہ حدیثیں مانی جاتی ہیں نہ قرآن نہ اقوال ائمہ دین۔ یہی سبب ہے کہ فرقہ شیعہ میں ابتداء سے یہ پابندی کی گئی ہے کہ کسی طرح دینی مسائل میں نہ وہ روایتیں لی جائیں جو خاندان رسالت کے حلقہ سے خارج ہوں نہ اُن احکام پر عمل کیا جائے جو اس طریقہ سے باہر ہوں۔ اگرچہ اس کے جاری کرنے والے کیسے ہی لوگ ہوں اسی کا اثر ہے کہ اس فرقہ کی اذان ان کی نماز اُن کے کل افعال و اعمال مذہبی ایسے سادے طور پر انجام دیے جاتے ہیں کہ نہ اُن میں کوئی بدعت پائی جاتی ہے نہ کوئی امر خلاف شرع جس کی اصلاح کی ضرورت اُن کے علمائے دین کو پڑے اور عوام و خواص میں جنگ قائم ہو کیونکہ ان کے ائمہ اثنا عشر علیہم السلام نے اس طرح اُن کی تعلیم کی ہے اور احکام شرعی سکھائے ہیں کہ اس قسم کے اختلافات کی گنجائش ہی نہ رہی۔

زوال تغیر

بر بناء اس روایت کے ہے جو السلام علیک یا امیر المومنین حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کی نسبت حضرت عثمان کی طرف کی گئی ہے کہ اُن کے حکم سے موذن بعد اذان کے خلیفہ کے مکان پر آتا اور یہ ندا دیتا

www.kitabmart.in

اس کے بعد خلفاے بنی امیہ و بنی عباس کے زمانہ تک یہ دستور رہا (دیکھو چوتھا تغیر)

دسواں تغیر

یہ ہوا کہ حضرت عثمان کے زمانہ سے موذنوں کا مشاہرہ مقرر ہوا اس سے قبل اس کا کوئی دستور نہ تھا اسی وجہ سے اس کو اولیات حضرت عثمان میں شمار کیا گیا ہے (تاریخ الخلفا ص۱۶۰ و ۱۲۱) حالانکہ موذنوں کا مشاہرہ مقرر کرنا یا اس کو اجرت دینا یا اس کی اجرت لینا حکم رسول اللہ کے بالکل خلاف ہے جس ابی داؤد میں ہے۔

عثمان بن ابی العاص قال قلت یا رسول اللہ اجعلنی امام قوم قال انت امامهم واقتد بأضعفهم واتخذ موذنا لا یاخذ علی اذانه اجرا۔ (امام الکلام ص۱۷۱)

عثمان بن ابی العاص کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کسی قوم کا امام بنا دیجئے آنحضرت نے فرمایا تو ان کا امام ہے جو سب سے ضعیف ہو اس کی پیروی کر اور اس شخص کو موذن مقرر کر جو اذان کہنے پر اجرت اور مزدوری نہ لے۔

اس حدیث سے بصراحت معلوم ہوا کہ اذان کی اجرت لینا یا دینا حضرت کی مرضی اور اجازت کے بالکل خلاف ہے اور اگر حضرت عثمان نے اس کو رائج نہ کیا ہوتا تو آج تک شاید وہی سنت رسول اللہ قائم رہتی اور یہ خرابیاں پیدا نہ ہوتیں جو اس تعین وظائف سے مسجدیں خراب اور غیر آباد رہتی ہیں کیونکہ جب منجملہ حصول معاش کی صورتوں کے اذان کی اجرت بھی حلال و جائز ہو گئی تو ہر شخص کو اس کی خواہش رہنے لگی جہاں مسجد کے متعلق کوئی وقف تھا یا بانی مسجد متمول تھا وہاں موذن مقرر ہوا اور جہاں یہ باتیں نہ ہوئیں وہ مسجدیں غیر آباد قرار پائیں اگرچہ حضرت ابوبکر و عمر کے خود کبھی اذان نہ دینے سے اس کی وقعت میں بہت کمی

www.kitabmart.in

ہو چکی تھی مگر موذنوں کی رہی سہی عزت کو اس وظیفہ نے اور بھی کم کر دیا کیونکہ عرب میں اس قسم کے وظائف ہمیشہ حقارت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔

اسی مشاہرے اور تنخواہیں مقرر کرنے کے نتائج ہیں وہ حکایتیں ہیں جو حمص و اہل حمص کے احوال میں مذکور ہیں کہ ایک سیاح نے دیکھا موذن اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ نہیں کہتا جس کی وجہ اس نے دریافت کی تو معلوم ہوا کہ موذن ان دنوں رخصت پر ہے اس کے عوض ایک یہودی خدمت اذان پر مامور ہے جس نے پہلے ہی شرط کر لی تھی کہ میں یہ جملہ نہ کہوں گا جو میرے مذہب اور عقیدے کے خلاف ہے۔

اس حدیث سے دوسرا فائدہ یہ نکلا کہ جو طریقہ شیعوں کے یہاں پیش نمازی کے بارے میں اجازہ کا جاری ہے اس کا طریق سنت ہونا ثابت ہوا کیونکہ عثمان بن ابی العاص نے حضرتؐ سے اس کی خواہش کی کہ مجھے کسی قوم کا امام مقرر کیجئے تو اب جو لوگ برخلاف اس کے اقتدا میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتے اور ہر کس و ناکس کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں وہ اس سنت رسولؐ کے خلاف کرتے ہیں۔

اس خلافت میں جہاں بہت سی سنتیں بدلی ہیں وہاں عیدین کے خطبہ میں بھی تغیر ہوا کہ نماز کے پہلے خطبہ ہونے لگا حالانکہ پیغمبر کے زمانہ تک بلکہ اس کے بہت دنوں بعد تک عید میں یہی دستور تھا کہ نماز کے بعد خطبہ ہوا کرتا تھا۔

(تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی)

اس خطبہ کے متعلق ایک یہ روایت بھی دیکھی گئی ہے کہ بعد حصول خلافت حضرت عثمان جب خطبہ دینے منبر پر تشریف لے گئے تو ان کی زبان بند ہو گئی اور رعب چھا گیا جس سے کچھ بول نہ سکے تب یہ کہہ کر منبر سے اتر پڑے۔

"ابوبکر و عمر اس کے لئے پہلے سے تیاری کر لیتے تھے اب ہم کو ایسے امام کی

www.kitabmart.in

زیادہ ضرورت ہے جو عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرے بہ نسبت
اس کے جو بڑا خطیب ہو اور آئندہ تم کو ویسے ہی خطبے سننے میں آئیں گے"

خلافت جناب امیر المومنینؑ

اکثر مورخوں کے نزدیک حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰؑ کو ایک زمانہ د
گیا ہے جس میں آپ کی خلافت بعض بعض ممالک اسلامیہ میں قبول کی گئی اسی وا
سے میں نے بھی حضرت کا نام لیا۔ مگر اس عہد کے حال میں کوئی ایسا امر نہ ملا کہ
جس کو کوئی شخص بھی حضرت کے اولیات میں شمار کرے اور یہ کہہ سکے کہ حضرت
اس چیز کی ایجاد کی۔ کیونکہ حضرت کی خلافت کا زمانہ ابتدا سے انتہا تک اسی
صرف ہوا کہ کسی طرح رسول اللہؐ کی مٹی ہوئی سنتیں اپنے اصلی مرکز پر آجا
اور بدعتیں موقوف ہوں مگر ۲۴ برس کے انقلابات اور تغیرات اور شریعۃ اسلا
میں رد و بدل کی کوششیں ایسی معمولی نہ تھیں کہ اس تین چار برس کی کوشش میں مٹ
اسی وجہ سے یہ خلافت عالم آشوب بغاوت میں ختم ہو گئی اور کوئی بدعت زمانہ
یہی سبب ہے کہ مجھے کوئی ایسا تاریخی واقعہ نہیں ملتا جس سے اذان میں کسی نے
اضافے کا پتہ چل سکے۔ مورخوں نے ان احکام کے چھپانے کی بھی کوشش کی ہے جو حضر
خلفائے ماسبق کی ترمیم اور تبدیلیوں کے بارے میں صادر فرماتے تھے لہذا اول
بھی کچھ ملنے کی امید نہیں شیعی کتب میں اس قسم کی بہت سی باتیں ملتی ہیں مگر
اُن کا یہاں پر لکھنا اس رسالہ کے اصول مقررہ کے خلاف ہے۔

البتہ مذہبی کتابیں بتاتی ہیں کہ خود حضرت علی مرتضیٰ کا نام قرآن مجید میں اذ
ہے جس کے بعد پھر زیادہ تحقیق و جستجو کی ضرورت نہیں رہتی علامہ شیخ سلیمان حنف
قندوزی اپنی مشہور کتاب ینابیع المودۃ میں لکھتے ہیں۔

www.kitabmart.in

"یعنی قرآن مجید میں جو آیہ فاذن موذن وارد ہے اس سے مراد
علی ابن ابی طالب ہیں جو کہیں گے کہ لعنۃ اللہ علی الظالمین۔
مراد ظالموں سے وہ لوگ ہیں جو آپ کی ولایت کی تکذیب کریں گے
اور سبک سمجھیں گے آپ کے حق کو ان پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے۔
راوی اس کے امام حاکم ہیں۔ اور ابو صالح سے روایت ہے کہ حضرت
علیؑ نے فرمایا قرآن مجید میں میرے چند نام ہیں جن کو لوگ نہیں جانتے
ان ناموں سے ایک نام موذن ہے۔ اور جابر سے روایت ہے کہ جب
حضرت علیؑ نے جنگ نہروان سے فراغت پائی اور آن کو یہ خبر پہنچی
کہ معاویہ شام میں آپ کو گالی دیتا اور آپ کے دوستوں کو قتل کرتا ہے
تو آپ نے خطبہ میں فرمایا میں وہ موذن ہوں دنیا و آخرت میں جس کی
خدا نے آیہ فاذن موذن میں خبر دی ہے کہ لعنت کریں گے ظالم
پر دنیا و آخرت میں جیسا کہ خدا نے سورہ برأت میں فرمایا اذان
من اللہ و رسولہ کہ میں ہی وہ اذان ہوں۔ دوسری روایت میں
یہی اسی آیت سے سند لائی گئی ہے کہ وہ موذن جناب امیر ہیں جن
کی آواز تمام خلائق سنے گی جیسا کہ خدا نے فرمایا کہ اذان
من اللہ مراد اس سے علی علیہ السلام ہیں۔

ہم پہلے اشارۃً ذکر کر چکے ہیں کہ سورہ برأت لیکر پہلے حضرت ابوبکر و عمر
بھیجے گئے مگر بموجب حکم خدا پیغمبر خداؐ نے جناب امیرؑ کو اس کام پر متعین کیا
اور آپ نے جا کر ان دونوں حضرات سے سورہ برأت لے لیا اور مکہ جا کر اس
حکم کی تعمیل کی ابوبکر و عمر راہ سے واپس آئے اور خدمت رسول میں عرض
کیا کہ یا رسول اللہ کوئی بات ہو پہلے ہم سے نازل ہوئی ہے حضرت نے فرمایا

www.kitabmart.in

نہیں البتہ یہ حکم نازل ہوا ہے کہ یا میں خود اس کی تعمیل کروں یا علی ابن ابیطالب
پس، جب بہ تصریح ان احادیث جلیلہ کے جناب امیر المومنینؑ کا نام ہی
قرآن میں اذان ہے تو اب اس پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے کہ حضرتؑ کا اسم مبارک
کس طرح داخل اذان ہوا جس طرح مخالفین اسلام کو کوئی حق اس کا نہیں ہے
کہ اشہد ان محمد ارسول اللہ کے جزو اذان ہونے پر معترض ہوں اسی طرح
مخالفین علی مرتضیٰ کو بھی کوئی حق نہیں کہ اس پر معترض ہوں۔

اس جملہ کا ذکر یہاں صرف اس غرض سے کیا گیا ہے کہ آپ کو آگے چل کر معلوم
ہو گا کہ اسلامی سلطنت پر جملہ حیّ علی خیر العمل اور اشہد ان علیا
علیا ولی اللہ نے کیا اثر ڈالا اور کیسے کیسے خونیں طوفان ان کے سبب اٹھے
جو آج تک مسلمانوں کو تہ و بالا کئے ہوئے ہیں انھیں جملوں کے متعلق مسلمانوں کے
باہمی اختلافات نے مصر کی سلطنت اور بغداد کی خلافت کو تباہ و برباد کیا

دور خلافت رابعہ

جس معنی سے تین خلافتیں پہلے قائم ہوئیں اس معنی سے چوتھی خلافت معا
بن سفیان ہی کی ہو سکتی ہے کیونکہ اصول خلافت چار ہیں۔ بیعت اہل حل
استخلاف خلیفہ سابق جس کی وجہ سے حضرت عمر خلیفہ ہوئے۔ شوریٰ جس سے
خلیفہ ہوئے۔ قہر و غلبہ جس سے معاویہ کو خلافت ملی۔

جس زور سے اس زمانے میں یہ خلافت قائم کی گئی آج تک اس کا وہی
شور ہے۔ باغی خارجی خطاب دینے کے بعد بھی یہ خلافت حق مانی جاتی ہے
تک اس کا ڈنکہ برائے نام کی ماتحتی میں تھا اور ۲۰ برس بالاستقلال خلافت
ہاتھ میں رہی جس سے بآسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ شریعت محمدی پر اس کا کتنا

www.kitabmart.in

اثر پڑا ہوگا۔

اس دور خلافت میں اذان میں کئی تغیرات ہوئے اور اس سے متعلق کئی واقعات ہیں جن کو بالاجمال لکھتا ہوں۔

گیارہواں تغیر

یہ ہوا کہ معاویہ نے حکم دیا موذن بعد اذان اُن کو یوں پکارے السلام علیک یا امیر المومنین رحمک اللہ۔ کتاب الاوائل عسکری اور تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی اولیات معاویہ کے سلسلے میں مرقوم ہے کہ اول من قیل لہ السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الصلوۃ یرحمک اللہ معاویہ پہلے وہ شخص ہیں جن کے لئے کہا گیا السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الصلوۃ یرحمک اللہ (تاریخ الخلفا صفحہ ۱۳۶)

یہ تغیر ۴۴ھ میں بھی کچھ معمولی فرق کے ساتھ ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت عمر و حضرت عثمان بھی اس میں حصہ دار ہیں چوتھے حصہ دار مغیرہ بن شعبہ ہیں کہ انھوں نے بھی ایسا حکم دیا تھا مگر یہ چنداں صحیح نہیں۔ (تحقیق عجیب صفحہ ۵)

بارہواں تغیر

سیرۃ حلبیہ میں ہے کہ سب سے پہلے معاویہ نے اس کا حکم دیا کہ موذن درمیان اذان و اقامہ کے آکر یوں کہے حی علی الصلوۃ کیونکہ رسول اللہ کے عہد میں یہ دستور تھا کہ موذن الصلوۃ الصلوۃ کہتا تھا۔

مگر یہ تغیرات علیحدہ علیحدہ بر مذاق محدثین ہیں ورنہ تغیر ۱۲ واں ایک ہی معلوم ہوتا ہے جس کی ابتدا عہد خلیفہ دوم سے ہوئی بعد اُن کے ہر خلیفہ نے اپنے اپنے

www.kitabmart.in

عہد میں اس کی تجدید کی جس کو محدثین کے اختلاف نے اس حد تک پہونچایا۔

تیرھواں تغیر

عید کے لئے بھی اذان مقرر کی حالانکہ اس کے قبل عیدین میں صرف الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی ندا دی جاتی تھی۔ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے عید میں اذان ایجاد کی وہ معاویہ ہیں۔ یہ اضافہ حقیقت میں کچھ بڑھا نہیں معلوم ہوتا کیونکہ نماز عید حال کی تحقیقات میں مسلمانوں کی سالانہ کانفرنس ہے جس میں نزدیک پاس کے سب لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور جن کو نماز کی عادت نہیں بھی ہوتی وہ بھی شریک ہوتے ہیں ایسی نماز کا بلا اذان رہنا ضرور برا معلوم ہوا ہوگا خصوصاً ایسے خلیفہ کو جو بہ قہر و غلبہ خلیفہ بنا تھا۔ حضرت عثمان نے جو سفر حج میں بمقام منیٰ دو رکعتی نماز کو چار رکعتی بنایا اور بجائے قصر کے اتمام کیا اور صحابہ معترض ہوئے تو یہی جواب دیا کہ حج میں دور دراز ملکوں کے لوگ آتے ہیں اگر وہ خلیفہ کو دو رکعت نماز پڑھتے دیکھیں گے تو ممکن ہے ان کو یہ شبہ پیدا ہو کہ اصل نماز دو ہی رکعت ہے اس لئے میں نے چار کر دی۔ یہی جواب معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے کہ عید کی نماز بغیر اذان کے کچھ اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ معاویہ و عثمان ایک ہی خاندان کے دو ممبر ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ حکم رسول اللہ یوں ہی تھا کہ عید کی نماز کے لئے بجائے اذان کے صرف الصلوٰۃ کی ندا دی جائے مگر معاویہ کے نزدیک یہ فروگذاشت قابل ترمیم قرار پائی لیکن اغلب علمائے اہل سنت نے آئندہ زمانہ میں اس کو بدعت قرار دے دیا۔

تاریخی حیثیت سے یہ بتانا مشکل ہے کہ اس بدعت کی موقوفی کب ہوئی اور

www.kitabmart.in

کیوں ہوئی قرینہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خلفائے بنی عباس نے اپنے عہد حکومت میں اس بدعت کو موقوف کیا ہے۔

اگر حضرت عثمان جمعہ کی نماز کے لئے دہری اذان ایجاد کرنے کے بجائے عید کی نماز کے لئے ایجاد کئے ہوتے تو شاید جمہور اہلسنت کو اس میں کوئی اختلاف نہ ہوتا کیونکہ خلفائے راشدین کے افعال و حرکات ہر اعتراض و اختلاف سے بالاتر ہیں مگر قاعدہ سے مسلمانوں کو اس سنت معاویہ سے بھی اختلاف کرنا مناسب نہیں کیونکہ الصحابۃ کلھم عدول میں معاویہ بھی داخل ہیں۔

مورخین نے حضرت عثمان کی اس حدیث میں کہ انھوں نے عیدین کے خطبہ کو نماز عیدین سے پہلے کر دیا معاویہ و مروان کو بھی شریک کیا ہے کہ یہ جرأت حضرت عثمان کے کی کوئی کہتا ہے کہ معاویہ یا مروان نے کی مگر یہ اختلاف بلا وجہ ہے کیونکہ معاویہ نے اس میں صرف اتنی زیادتی کی تھی کہ جو خطبہ کھڑے ہو کر پڑھا جاتا تھا اس کو بیٹھ کر پڑھنا رائج کیا کیونکہ اُن کا موٹاپا مانع تھا اس سے کہ کھڑے ہو کر پڑھیں۔

یہاں مورخوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ معاویہ سے ایک مرتبہ بالائے منبر باد از بلند رائح صادر ہو گئی جس پر فوراً یہ خطبہ انشا کیا الحمد للہ الذی جعل خروج الرائح راحۃ (اس خدا کا شکر جس نے ریاح صادر ہونے کو سبب راحت قرار دیا) اس پر حاضرین جلسہ میں سے کسی نے برجستہ کہا ولکن علی المنبر قباحۃ وقاحۃ (لیکن منبر پر یہ بات بڑی بے حیائی اور بے شرمی ہے) مگر ایسی باتیں بیان کرنا مناسب نہیں کیونکہ اس طرح کا واقعہ اوروں کو بھی پیش آسکتا ہے جیسا کہ حضرت خلیفہ دوم کے حال میں لکھا ہے تو ایسے امور کو درج تواریخ کرنا عزت تاریخ کھونا ہے۔

معاویہ ان خوش قسمت خلفاء میں شمار کئے جانے کے لائق ہیں جن کے احکام قبل

www.kitabmart.in

احکام خدا اور رسول قبول کئے جاتے ہیں کیونکہ اس زمانہ میں ہزارہا صحابہ و تابعین موجود تھے مگر معاویہ تبدیل احکام شریعت میں ایسے دلیر تھے کہ بلا لحاظ کسی کے جب چاہتے اور جو امر چاہتے کر گزرتے چنانچہ جنگ صفین کو جاتے وقت راستہ میں بلا کے دن نماز جمعہ پڑھا دی اور سب نے اقتدا کی (تاریخ کامل ص ۱۰ مطبوعہ مصر)

معاویہ کے اولیات میں علامہ سیوطی نے عدد تکبیر کے کم کرنے کو بھی لکھا ہے مگر اس کی تفصیل بیان کرنا مشکل ہے کہ کونسی تکبیروں میں کمی کی کیونکہ نماز جنازہ میں بجائے پانچ تکبیروں کے چار تکبیریں قرار دینا تو خلیفہ دوم کی طرف منسوب ہے شاید نمازوں کی تکبیریں مراد ہوں جس سے یہاں بحث کرنا موضوع سے خارج ہے

واقعات

اب ہم چند واقعات اس اذان کے متعلق لکھتے ہیں جو بہ زمانہ معاویہ واقع ہوئے اور مورخوں نے بہت بیچ بچا کر ان کو لکھا ہے۔

پہلا واقعہ

منہال بن عمر راوی ہے کہ معاویہ نے امام حسنؑ سے خواہش کی کہ منبر پر جا کر کچھ بیان کریں حضرت امام حسنؑ نے بعد حمد و ثنا فرمایا جو مجھے پہچانتا ہے وہ پہچانتا ہے جو نہ پہچانتا ہو اس کو میں بتاتا ہوں کہ میرا وطن مکہ و منیٰ ہے اور میں فرزند (صاحب) مروہ و صفا ہوں۔ میں فرزند نبی مصطفیٰؐ ہوں۔ میں فرزند ہوں فاطمہ سیدۃ النساء کا میں فرزند ہوں ان کا جو ہر عیب و نقص سے بری اور پاک و پاکیزہ ہیں۔ ابھی حضرت کا خطبہ اس تک پہونچا تھا کہ موذن نے اذان شروع کی جب اس نے اشہد ان محمدا رسول اللہ کہا تو جناب امام حسنؑ نے فرمایا اے

www.kitabmart.in

معاویہ بتا محمدؐ تیرے باپ ہیں یا میرے اگر تو نے انکار کیا اُن کے میرے باپ ہونے سے تو کافر ہوا اور اگر اقرار کیا تو قائل ہوا۔ قریش والے عرب والوں پر فخر کرتے ہیں کہ محمدؐ ہم سے ہیں اور عجم والے اہل عرب کے اس فخر کا اعتراف کرتے ہیں کہ محمدؐ اُن سے تھے کتنی حیرت کی بات ہے عرب والے ہمارے حق لوگوں سے طلب کرتے ہیں مگر خود ہمارا حق ہم کو نہیں دیتے۔"

اس قسم کی فرمائش معاویہ نے جو امام حسنؑ سے کی اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ امام حسن بوجہ حسن اخلاق بہت کم سخن تھے۔ عمرو عاص مغیرہ وغیرہ نے معاویہ کو یہ یقین دلا دیا تھا کہ مجمع عام میں امام حسنؑ کو تقریر کرنے کی صلاحیت نہیں ان سے اگر مجمع میں تقریر کرائی جائے تو ان کی عاجزی تمام عالم پر ظاہر ہوگی اور سب جان جائیں گے کہ ان میں خلافت کی قابلیت نہیں لہٰذا ہمارا یہ عیب کہ بزور خلافت لی ہے کچھ کم ہو جائے گا اسی وجہ سے اکثر کتب تواریخ و کتب ادب میں امام حسنؑ کے ایسے خطبے منقول ہیں ورنہ ظاہر ہے کہ معاویہ ایسے نہ تھے کہ امام حسنؑ سے تقریر کرنے کی فرمائش کریں۔ اصلی غرض وہی تھی کہ لوگوں پر حضرت کی عاجزی ظاہر ہو کیونکہ قادر الکلامی بھی خلافت کے اعلیٰ صفات سے ہے اور بالخصوص عرب میں تو یہ اعلیٰ درجہ کا وصف پایا جاتا ہے۔

اس قسم کے خطبے اور واقعات اگر ذکر کئے جائیں تو ایک ضخیم جلد اسی کے متعلق تیار ہو جائے کیونکہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ معاویہ، مغیرہ، عتبہ وغیرہ نے مل مل کر کلام یہ اور سب کا جواب امام نے دیا ہے مگر صرف ایک مختصر خطبہ تحریر الاوراق سے لکھا جاتا ہے جو تفریح طبع کے لئے کافی ہے کہ امام حسنؑ نے کن مختصر الفاظ میں حق کا فیصلہ کیا ہے۔

"جب معاویہ مدینہ میں داخل ہوئے تو منبر پر جا کر جناب امیرؑ اور امام حسنؑ

www.kitabmart.in

و امام حسین کو گالیاں دیں جس پر جناب امام حسینؑ نے کھڑے ہو کر بعد حمد و صلوٰۃ فرمایا "خدا نے جب کسی پیغمبر کو بھیجا ہے تو اس کے لئے بدکار لوگوں سے ایک دشمن بھی بنایا پس میں فرزند علی ہوں اور تو فرزند صخر تیری ماں ہندہ ہے، میری ماں فاطمہ زہرا تیری دادی قیلہ ہے میری جدہ خدیجہ، اب خدا لعنت کرے اس پر جو ہم دونوں میں سب سے زیادہ نسب میں لئیم ہو گمنام ہو اور کفر و نفاق میں زیادہ ہو۔ جس پر ہر طرف سے اہل مسجد نے آواز آمین بلند کی اور معاویہ منبر چھوڑ کر گھر میں جا چھپے (تحفۃ الاوراق بر حاشیہ مستطرف صـ۱۲۱)

دوسرا واقعہ

ایک روز امام حسینؑ مجلس یزید بن معاویہ میں تشریف لائے تو یزید نے اپنے مفاخر بیان کرنا شروع کئے کہ ہم میں یہ فخر و شرف ہے ہم لوگ ایسے ہیں ویسے ہیں امام حسینؑ خاموش تھے کہ مؤذن نے اذان شروع کی جب اشھد ان محمدا رسول اللہ کہا تو امام حسینؑ نے فرمایا اے یزید یہ محمد کس کے جد ہیں جس پر یزید شرمندہ ہوا اور کچھ جواب نہ دے سکا (تحفۃ الاوراق بر حاشیہ مستطرف صـ۱۲۱)

اس واقعہ کو خلافت معاویہ سے اس وجہ سے تعلق ہے کہ امام حسینؑ اور یزید کی ملاقات معاویہ کی خلافت ہی کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ معاویہ کے مرنے کے بعد امام حسینؑ شام تشریف لے گئے نہ یزید مدینہ آیا جو ملاقات ہوتی۔

تیسرا واقعہ

علامہ مسعودی اپنی تاریخ مروج الذہب میں لکھتے ہیں

www.kitabmart.in

"خلیفہ مامون رشید نے سنہ ۲۱۲ھ میں منادی کرائی کہ اس شخص کو امان نہیں ہے جو معاویہ کو اچھائی کے ساتھ یاد کرے یا کسی صحابی پر اُسے فضیلت دے اس میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ آخر کس سبب سے مامون نے یہ منادی کرائی۔ مختلف وجہیں بیان کی گئی ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ مامون کے کسی مصاحب نے مطرف بن مغیرہ بن شعبہ کے واسطہ سے یہ روایت مامون سے بیان کی (اس روایت کو زبیر بن بکار نے بھی اپنی کتاب موفقیات میں درج کیا ہے) کہ میں اپنے باپ مغیرہ کے ساتھ ایک دفعہ معاویہ کے ہاں گیا۔ چونکہ مغیرہ کی دوستی تھی معاویہ سے اس لئے اُن کی آمد و رفت برابر وہاں رہتی اور وہ ہمیشہ اس کی مدح و ثنا کرتے اور اس کی عقل و تدبر کی تعریفیں کرتے ایک رات جو معاویہ کے پاس سے واپس آئے تو نہایت ہی محزون و مغموم تھے مارے رنج کے کھانا بھی نہ کھایا مجھے خیال ہوا کہ شاید ہم لوگوں کے بارے میں یا ہماری حکومت کے بارے میں کوئی بات واقع ہو گئی ہے (کیونکہ مغیرہ معاویہ کی طرف سے کوفہ وغیرہ کا حاکم بھی تھا) میں نے پوچھا کہ آج آپ کو کس بات کا اس قدر غم ہے تو مغیرہ نے جواب دیا کہ اس وقت میں خبیث ترین مردم کے پاس سے آرہا ہوں میں نے پوچھا واقعہ کیا ہے مغیرہ نے کہا آج میں نے تخلیہ میں معاویہ سے کہا آپ کی کل آرزوئیں پوری ہوئیں اب تو رحم کرنا چاہیئے کیونکہ آپ کا کافی سن ہو چکا بنی ہاشم پر جو آپ کے بھائی ہیں نظر کیجئے اور صلہ رحم کا حق ادا کیجئے کہ خدا کی قسم اب ان کے پاس کوئی چیز ایسی باقی نہیں بچی جس سے آپ کو خطرہ محسوس ہو معاویہ نے جواب دیا افسوس افسوس

www.kitabmart.in

(ایسا ایسا ہوسکتا) قبیلہ تیم والے (یعنی ابوبکر) نے بادشاہی کی اور عدل و انصاف سب کچھ کیا مگر مرجانے پر اُن کا نام بھی مر گیا اسی طرح قبیلہ عدی والے (یعنی عمر) نے بھی حکومت و دولت پائی اور سب کچھ کیا مگر مرجانے پر اُن کا بھی نام مٹ گیا آج کوئی انھیں یاد نہیں کرتا اسی طرح میرے بھائی (عثمان) نے بھی سلطنت کی خاندانی عزت و شرف کے لحاظ سے اُن کا کوئی ہمسر نہ تھا اور انھوں نے جو کارنامے انجام دیے سو انجام دیے مگر ان کے مرنے کے ساتھ ان کا ذکر بھی ختم ہو گیا کوئی نام بھی نہیں لیتا مگر یہ ہاشم والا (یعنی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ) اس کا نام ہر دن پانچ مرتبہ پکارا جاتا ہے اشھد ان محمد ارسول اللہ اب بتاؤ اس ناموری کا بھلا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے اس عمل کے ساتھ کس کا عمل باقی رہ سکتا ہے۔ تمہاری ماں مرے خدا کی قسم اب تو یہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ ہم اسی نام کو مٹا ڈالیں۔

یہ روایت جب مامون رشید نے سنی تو حکم دیا کہ اس مضمون کا پروانہ تمام ملک میں جاری کیا جائے کہ کوئی معاویہ کو بخیر و خوبی یاد نہ کرے اور منبروں پر لعنت کی جائے اس فرمان کی وجہ سے رعایا میں بڑی شورش پیدا ہوئی آخر مامون رشید کو اپنا حکم واپس لینا پڑا۔ (ازالۃ الخفا برحاشیہ تاریخ کامل صفحہ جلد ۹)

اس مضمون کو علامہ شہر ابن آشوب نے بھی مناقب میں لکھا ہے مگر نہایت مختصر طور پر ان کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک روز میں معاویہ کے پاس گیا جب اذان ہونے لگی تو موذن نے کہا اللہ اکبر معاویہ نے بھی اللہ اکبر کہا اسی طرح اشہد ان

www.kitabmart.in

لا الہ الا اللہ کو بھی معاویہ نے دہرایا جب موذن نے اشہد ان محمدا رسول اللہ کہا تو معاویہ نے گردن جھکالی اور کچھ دیر کے بعد کہا اے پسر عبد اللہ (خطاب ہے طرف رسول اللہ کے) کس قدر تیرا ہمت بلند تھی کہ تو نے اپنے نام کو خدا کے نام سے ملوایا۔

معاویہ کے یہ خیالات ذاتی نہ تھے بلکہ موروثی تھے معاویہ کے باپ ابوسفیان کے بھی ہمیشہ ایسے ہی خیالات رہے چنانچہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے۔

"ایک صحبت میں ابوسفیان بھی تھے جب کہ انکیں اُن کی جا چکی تھیں اور تجہیز میں حضرت علیؑ بھی تھے کہ موذن نے اذان شروع کی جب اشہد ان محمدا رسول اللہ کہا تو ابوسفیان نے کہا یہاں کوئی غیر تو نہیں ہے؟ کسی نے جواب دیا کہ نہیں تو ابوسفیان نے کہا خدا بھلا کرے اس ہاشمی (یعنی حضرت محمد مصطفےٰؐ) کا دیکھو کہ اپنا نام کہاں رکھا ہے حضرت علیؑ نے کہا خدا تیرا آنکھوں کو گرم کرے خود خداوند عالم نے حضرتؐ کو یہ عزت دی چنانچہ ارشاد فرمایا ورفعنا لک ذکرک ابوسفیان نے کہا خدا اس کی آنکھ کو گرم کرے جس نے یہ کہا کہ یہاں کوئی ایسا شخص نہیں جس کا خوف کیا جائے۔

علامہ جاحظ رسالہ مفاخرۃ بنی ھاشم و بنی امیہ میں لکھتے ہیں۔

"ہم لوگ جانتے ہیں کہ ابوسفیان کس درجہ رسول اللہ کا دشمن تھا اور کس طرح لڑائیاں لڑا اور آپ کے خلاف معاندانہ کوششیں کیں اور کس طرح لوگوں کو آمادہ کیا حضرتؐ کی دشمنی پر اور اسی طرح حضرتؐ نے بھی کس کس طرح اس سے جہاد کیا۔ ہم کو ابوسفیان کا اسلام بھی معلوم ہے جب وہ اسلام لایا اور اس کا اخلاص بھی معلوم ہے اور فتح مکہ کے روز

www.kitabmart.in

جب لشکر اسلام کی شان و شوکت دیکھی تو جو کچھ اس موقع پر عباس عم پیغمبر سے کہا وہ بھی معلوم ہے (حضرت عباس سے ابوسفیان نے کہا تھا تمھارا بھتیجا تو بڑا زبردست بادشاہ بن گیا) پھر جو کلمہ بروز حنین کہا وہ بھی معلوم ہے الآن بطل سحر محمد اب محمدؐ کا جادو باطل ہوگیا اور وہ کلمہ بھی معلوم ہے جو ابوسفیان نے اس وقت کہا جب بلال نے بالائے خانہ کعبہ اذان کہی۔"

روضۃ الصفا کی عبارت کا ترجمہ ہے۔

"جب نماز کا وقت آیا پیغمبرؐ خدا نے بلال کو حکم دیا کہ بالائے خانہ کعبہ نماز کے لئے اذان کہیں جب مشرکوں نے بلال کی آواز سنی تو ان میں سے کچھ لوگوں نے جیسے ابوجہل کے بھائی ہشام۔ حکم بن ابی العاص (حضرت عثمان کے چچا اور مروان کے باپ) نے کچھ ناشائستہ کلمات کہے ابوسفیان بن حرب بھی اس مجمع میں موجود تھا اس نے کہا میں کچھ نہیں کہتا اگر میں کچھ بھی کہوں گا تو یقین ہے کہ یہ سنگریزے محمدؐ کو اس کی خبر کردیں گے جبریل امین نازل ہوئے اور انھوں نے ان مشرکین کی گفتگو پیغمبرؐ سے بیان کی۔ پیغمبرؐ نے ان لوگوں کو طلب کیا اور ہر ایک سے پوچھا کہ تم نے کیا بات ابھی کہی تھی سب شرمندہ ہوئے اور زبان پر کلمہ توحید جاری کیا ابوسفیان نے کہا یا رسول اللہ میں نے کچھ بھی نہیں کہا تھا اس پر رسول اللہؐ ہنس پڑے۔ (روضۃ الصفا جلد دوم ص۱۸۷)

محقق دہلوی تحریر فرماتے ہیں:

ایک روایت میں ہے کہ جن لوگوں نے پیغمبرؐ کی شان میں کلمات ناسزا کہے تھے

www.kitabmart.in

اس کی خبر دینگے اور جب آں حضرتؐ نے ان لوگوں سے باز پرس کی اور انکی کہی ہوئی باتیں دہرائیں تو ابوسفیان نے کہا میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی تب پیغمبر خدا مسکرائے اور آپ نے تبسم فرمائی۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابوسفیان کے دل میں ایمان نے جگہ پالی تھی اس کا اسلام اچھا ہو گیا تھا جو لوگ کہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے ان میں سے بعض کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اُن کا اسلام اچھا ہو گیا تھا اور بعض کے متعلق علماء نے اختلاف کیا۔ بہرصورت ان لوگوں کو جو مکہ کی فتح کے دن مسلمان ہوئے تھے مؤلفۃ القلوب کہا جاتا ہے اس لفظ کے معنی اور ان لوگوں کا حال غزوہ حنین اور مال غنیمت کی تقسیم کے وقت واضح ہوا معاویہ ابوسفیان کے بیٹے بھی انہیں لوگوں میں تھے جو بروز فتح مکہ مسلمان ہوئے اور جو مؤلفۃ القلوب میں شمار کئے جاتے ہیں اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ وہ اپنے باپ ابوسفیان سے پہلے اور آں حضرتؐ کی تشریف آوری مکہ سے قبل مسلمان ہوئے کہا جاتا ہے کہ جب حضرت مکہ تشریف لے جا رہے تو معاویہ راستہ میں آکر ملے اور مسلمان ہوئے۔ (سیرۃ النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۳۶)

حیرت ہے کہ ابوسفیان کی جس بات پر علامہ جاحظ کو اُس کے اسلام میں کلام ہے اسی کو محقق دہلوی اُس کے ایمان کی دلیل قرار دے رہے ہیں حالانکہ خود محقق دہلوی کی عبارت اور پیغمبر خدا کا تبسم بتا رہا ہے کہ ابوسفیان کا خاموش رہ جانا کیوں تھا اور اُس کا اسلام کیسا تھا یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے وہ کلمات ناسزا کہے تھے وہ سب آخر میں مشرف بہ اسلام ہو گئے مگر یہ ابوسفیان اپنی حالت پر باقی رہا علامہ دیار بکری لکھتے ہیں:۔

پیغمبر خدا ان کے پاس آئے اور فرمایا تم لوگوں نے جو باتیں کہیں وہ مجھے معلوم ہو گئیں پھر آں حضرتؐ نے اُن کے فقرے دہرائے۔ حارث اور عتاب نے کہا ہم گواہی

www.kitabmart.in

دیتے ہیں کہ بے شک آپ خدا کے رسول ہیں خدا کی قسم ہمارے علاوہ کوئی اور ان باتوں کے وقت موجود بھی نہ تھا جس کے متعلق ہم کہہ سکیں کہ آپ نے آپ کو خبر دی ہوگی۔ (تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۹۷)

برخلاف ابوسفیان کے کہ وہ بھی جانتا تھا کہ کسی نے بھی پیغمبر خدا کو ان باتوں سے آگاہ نہیں کیا بلکہ یہ وحی تھی جس نے نازل ہو کر پیغمبر کو ان لوگوں کی باتیں بتا دی تھیں پھر بھی وہ اسلام نہ لایا۔ یہ نفاق اس کا مرتے دم تک باقی رہا چنانچہ خود اس نے حضرت عثمان سے ان کی ابتدائے خلافت کے زمانہ میں کہا تھا۔

"اے فرزندان امیہ اس خلافت سے اس طرح کھیلو جس طرح بچے گیند سے کھیلتے ہیں قسم اسکی جس کی ابوسفیان قسم کھاتا ہے کہ نہ عذاب ہے نہ حساب نہ جنت ہے نہ جہنم نہ پھر زندہ ہونا و قیامت۔"

یہ فقرہ اس کے کفر و نفاق کا صریحی ثبوت ہے چنانچہ مدارج النبوۃ وغیرہ میں بھی اس کی تفصیل موجود ہے۔

محقق دہلوی لکھتے ہیں:۔

"استیعاب میں علامہ ابو عمر نے لکھا ہے کہ کچھ لوگوں نے روایت کی ہے کہ اسلام لانے کے بعد بھی ابوسفیان منافقوں کا پشت پناہ بنا رہا زمانہ جاہلیت میں یہ زندیق مشہور تھا حسن بصری سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو ابوسفیان ان کے پاس آیا اسکی آنکھیں جا چکی تھیں اس نے کہا قبیلہ تیم و عدی (یعنی ابوبکر و عمر) کے بعد خلافت تم تک پہنچی ہے اسے بنی امیہ کے لڑکوں میں گھماؤ پھراؤ یہ تو بادشاہت ہے میں نہ جنت جانتا ہوں نہ جہنم الخ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۳۶ مطبوعہ مطبع ناصری دہلی)

کتنی حیرت کی بات ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان جو اسی نبوت و رسالت کی خلافت کا مدعی ہے

www.kitabmart.in

کہتا ہے کہ :-

کس حد تک ہمت بلند تھی تیری اے پسر عبداللہ کہ تونے اپنا نام خدا سے ملا دیا۔

یہ فقرہ اس کا صریحی ثبوت ہے کہ اسکو حضرتؐ کی نبوت کا اقرار نہ تھا۔ اس پر بھی معاویہ کے احکام کا شریعت محمدیہؐ کے بارے میں قبول کیا جاتا ہے انتہائی حیرت انگیز ہے۔

خلافت یزید بن معاویہ

اس خلافت میں مجھے اذان کے متعلق کوئی نیا تغیر نہیں ملا مگر اذان کا تعلق بھی اس سے نہیں چھوٹا۔

پہلا واقعہ

بروز عاشور جب معرکہ کارزار گرم ہوا اور ۷۲ رفقائے حسینی میں سے ۵۰ سے زیادہ شہید ہو چکے۔ ابو ثمامہ صیداوی نے خدمت میں عرض کی اے سید و آقا ہمارے ظہر و عصر کی نماز ہمارے ساتھ پڑھ لیجئے کہ جہاں تک ہمارا خیال ہے یہ آخری نماز ہوگی جو ہم آپ کے ساتھ پڑھیں گے ہم خدا سے ملیں تو اس حالت سے ملیں کہ اسکے فریضہ سے فارغ ہوں، پس اذان کہی اور اقامت تمام انصار نماز کے لیے کھڑے ہو گئے حالانکہ اس وقت دشمن مسلسل تیر بارانی کر رہے تھے۔ امام حسینؑ نے کہا واے ہو تم لوگوں پر کیا تم لوگ لڑائی سے اتنی دیر بھی رک نہیں سکتے کہ ہم لوگ نماز پڑھ لیں، کسی نے کوئی جواب نہیں دیا سوا حصین بن نمیر کے کہ اس نے کہا حسین تمھاری نماز قبول نہ ہوگی حبیب بن مظاہر نے کہا فرزند رسولؐ کی نماز تو قبول نہ ہوگی اور تیری نماز قبول ہو جائے گی۔

اس کے بعد حضرت حبیب لغرض جنگ دوڑ پڑے اور رجز کے اشعار پڑھتے ہوئے

www.kitabmart.in

حملہ آور ہوئے حسین پر حملہ کیا اور ایسا وار لگایا کہ وہ گھوڑے سے گر پڑا مگر اُسکے ہمراہیوں نے اُسے بچا لیا حبیب بن مظاہر یوں ہی لڑتے رہے اور بہت سے دشمنوں کو قتل کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے امام مظلوم نے فرمایا خدا رحمت نازل کرے تم پر اے حبیب کہ ایک رات میں تم قرآن ختم کرتے تھے اور صاحب فضل و شرف تھے۔ زہیر بن قین نے عرض کی مولا کیا وجہ ہے کہ عباس و حبیب ابن مظاہر کی شہادت کے بعد آپ کے چہرے آثار شکستگی ظاہر ہیں کیا ہم لوگ حق پر نہیں ہیں؟ امامؑ نے فرمایا کہ قسم ہے حق کی کہ ہم حق پر ہیں اور محق ہیں۔ زہیر نے عرض کی پھر ہم لوگوں کی شہادت سے آپ کیوں رنجیدہ ہوتے ہیں حالانکہ ہم شہید ہو کر داخل جنت و نعمات جنت ہوتے ہیں اس کے بعد زہیر نے لشکر اعدا پر حملہ کیا ساتھ ہی رجز پڑھتے جاتے تھے ۲۰ سواروں کو قتل کر کے زہیر پھر آئے اور نماز جماعت امام کے ساتھ ادا کی اور کہا:۔ اے میری قوم والو! کیا دیکھتے ہو یہ جنت ہے جس کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور پھل اسکے تیار ہیں یہ رسول اللہ تشریف فرما ہیں اور دوسرے شہداء ہمارے قدوم کے مشتاق ہیں دین خدا کی حمایت کرو اور حرمت فرزند رسولؐ کی نگہداشت کرو یہ کہہ کر پھر حملہ آور ہوئے اور پچاس سے زیادہ کافروں کو قتل کر کے راہی جنت ہوئے (ینابیع المودۃ ص ۲۸۹)

اس واقعہ کو تاریخ الاذان سے کئی وجوہ سے تعلق ہے ایک یہ کہ خلافت یزید بن معاویہ کا واقعہ ہے اور اس رسالہ میں التزام کیا گیا ہے کہ ہر ہر خلیفہ کے احکام اور تغیرات اور واقعات متعلق اذان درج کیے جائیں۔ دوسرے اسلام بلکہ تمام دنیا کی تواریخ میں یہ واقعہ انتہا حیرت ناک ہے کہ فرزند رسولؐ اپنے خدا کی امت اور کلمہ گویوں سے نماز پڑھنے کی مہلت مانگے اور کوئی کلمہ گو اس کا روادار نہ ہو کہ مہلت نماز دی جائے ایک ساعت کے لئے بھی جنگ موقوف کی جائے تیسرے کمال بے حیائی یہ ہے کہ بعض جہلا دنیا میں جو دعوا کرتے ہیں

www.kitabmart.in

تمھاری نماز مقبول نہیں جب سے جہاں ان اشقیا کی کمال درجہ شقاوت معلوم ہوئی وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ جناب امام حسینؑ کی خاص نماز تھی جو ان لوگوں کے عہد میں قابل قبول نہ تھی۔ چوتھے یہ کہ امام علیہ السلام نے اس حالت خوف کی نماز میں بھی اذان و اقامت فرمائی جو اُن کے پیروؤں کے لئے نہایت قابل غور اور لائق تقلید ہے اس سے معلوم ہوا کہ اذان و اقامت نماز کے لئے کتنی ضروری ہیں پانچویں یہ کہ ان یزیدی مسلمانوں نے اذان و اقامت کہنے پر بھی نماز پڑھنے نہ دی کہ اصحاب امام حسینؑ کو اس کے بعد لڑنا پڑا یہاں تک کہ حبیب بن مظاہر شہید ہوئے اور زہیر بن قین نے جب فوج کو مار کر ہٹا دیا تب نماز پڑھنے پائے۔ چھٹے یہ معلوم ہوا کہ جناب امام حسینؑ کے رفقا کیسے مومن کامل تھے کہ ایک شخص اُن کا تمام قرآن کو ایک رات میں تمام کرتا تھا۔ اور طرفداران یزید کون تھے شراب خوار و بدکار ساتویں یہ کہ ظہر و عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھی گئی آٹھویں یہ کہ نماز جماعت ادا کی گئی جس سے معلوم ہوا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا کیسا عظیم ہے اب وہ لوگ غور کریں جو بلا سبب نماز جماعت سے پرہیز کرتے ہیں۔ نویں حبیب بن مظاہر کی غیرت و حمیت قابل غور ہے کہ محض مسلم ابن نمیر کی دریدہ دہنی پر اتنا غصہ آیا کہ اُس سے انتقام لینے کو مقدم سمجھا دسویں ان لوگوں کا طالب حق ہونا کہ مطلوب اُن کا حق تھا چنانچہ امامؑ سے سوال کیا کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ جس پر امامؑ نے حق کی قسم کھائی جس سے معلوم ہوا کہ کس درجہ حق اُن پر واضح تھا اور کیسے حقیت کے شائق تھے۔

غرض یہ واقعہ صرف تاریخ الاذان ہی میں عجیب نہیں ہے بلکہ تواریخ عالم میں عجیب و غریب ہے۔

دوسرا واقعہ

صاحب مناقب وغیرہ نے لکھا ہے

www.kitabmart.in

روایت کی گئی ہے کہ یزید نے حکم دیا کہ منبر لایا جائے اور خطیب بلایا جائے تاکہ لوگوں سے حسینؑ اور اُن کے پدر بزرگوار کی برائیاں بیان کرے اور اُن کے اضمحلال کی منقصت کرے پس خطیب بالائے منبر گیا اور حمد و ثنائے الٰہی کر کے علیؑ و حسینؑ کی حد سے زیادہ مذمت کی اور معاویہ و یزید کی جی کھول کر مدح و ثنا کی اور ہر خوبی کے ساتھ ان دونوں کا ذکر کیا پس حضرت علی بن الحسینؑ امام زین العابدینؑ نے پکار کر اُس سے فرمایا وائے ہو تجھ پر اے تقریر کرنے والے تو نے خالق کو ناراض کر کے مخلوقات کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش اپنی جگہ آتش جہنم میں بنائی پھر آپؑ نے فرمایا اے یزید مجھے اجازت دے کہ میں اس منبر پر جا کر ایسے کلمات کہوں جن میں خدا کی خوشنودی ہے اور ان حاضرین دربار کے لئے ان کلمات کے سننے میں اجر و ثواب۔ یزید نے انکار کیا حاضرین دربار نے یزید سے کہا حضورؑ انہیں اجازت دیجئے کہ یہ منبر پر جائیں تاکہ ہم لوگ ان کا کچھ کلام سن سکیں یزید نے کہا اگر یہ منبر پر جائیں گے تو بغیر مجھے رسوا کئے اور آل ابوسفیان کو ذلیل کئے نیچے نہ اتریں گے لوگوں نے کہا ان کو یہ قدرت کہاں کہ اچھی طرح کلام کر سکیں، یزید نے کہا بے شک یہ ان اہل بیتؑ سے ہیں جنہیں علم یوں بھرایا گیا ہے جس طرح طائر اپنے بچے کو دانہ بھراتا ہے راوی کہتا ہے کہ آخر یزید نے مجبور ہو کر اجازت دی اور وہ حضرتؑ منبر پر گئے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد ایسا خطبہ پڑھا جس سے آنکھیں گریاں اور دل تھرا اُٹھے پھر فرمایا لوگو! ہمیں چھ چیزیں عطا ہوئی ہیں اور سات باتوں میں ہمیں فضیلت دی گئی ہے۔ ہمیں علم بردباری، کشادہ دلی فصاحت شجاعت اور مومنوں کے دلوں میں محبت دی گئی اور ہمیں فضیلت دی گئی بسبب اسکے کہ پیغمبر خدا احمد مصطفےٰؐ ہم ہی میں سے ہیں، ہم ہی میں سے صدیق ہیں۔ ہم ہی میں سے طیار ہیں ہم ہی میں سے اسد اللہؐ اور رسول ہیں اور ہم ہی میں سے

www.kitabmart.in

امت کے سبطین ہیں۔ جو مجھ کو پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں
پہچانتا اُسے میں اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرتا ہوں لوگو! میں فرزند مکہ و منا
ہوں۔ میں فرزند زمزم و صفا ہوں۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس نے حجرِ اسود
کو اپنی ردا میں اُٹھایا میں فرزند ہوں بہترین ان لوگوں کا جس نے حج
میں لنگ باندھا اور ردا اوڑھی۔ میں فرزند ہوں اُس کا جو نعلین پہننے
والوں اور برہنہ پا چلنے والوں میں سب سے بہتر تھا۔ میں اس کا فرزند ہوں
جو طواف کرنے اور سعی کرنے والوں میں سب سے بہتر تھا۔ میں اُس کا فرزند
ہوں جو حج اور لبیک کہنے والوں میں سب سے افضل تھا۔ میں اُس کا فرزند
ہوں جو براق پر سوار کیا گیا۔ میں اُس کا فرزند ہوں جو شب کے وقت مسجد
حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جایا گیا۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس کو جبرئیل
نے سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچایا۔ میں اُس کا فرزند ہوں جو حجاب قدس سے
انتہائی قریب ہوا کہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ میں اُس کا
فرزند ہوں جس نے ملائکہ آسمان کو نماز پڑھائی۔ میں اُس کا فرزند ہوں
جس کی طرف ربِّ جلیل نے وحی نازل کی۔ میں محمد مصطفیٰ کا فرزند ہوں۔
میں علی مرتضیٰ کا فرزند ہوں۔ میں اُس کا فرزند ہوں جس نے خلائق کی ناکوں
پر مارا یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہوئے۔ میں اُس کا فرزند
ہوں جس نے پیغمبر خدا کے سامنے دو تلواروں سے جنگ کی دو نیزوں سے
لڑائی لڑی دو ہجرتیں کیں دو بیعتیں رسولؐ کے ہاتھ پر کیں۔ بدر و حنین میں
یادگار جنگ کی اور یتیم زادوں کے لئے بھی کافر ہوا۔ میں اُس کا فرزند ہوں
جو تمام مومنین سے نیکوکار اور تمام نبیوں کا وارث ملحدین کی گردنیں

www.kitabmart.in

میں رونے والوں کا تاج تمام صابروں سے بڑھ کر صابر اور آلِ یاسین
کے عبادت گزاروں میں سب سے بڑا عبادت گذار تھا میں اُس کا فرزند ہوں
جس کی تائید کی گئی جبریل سے اور مدد کی گئی میکائیل سے۔ میں اُس کا فرزند ہوں
جو محافظ تھا حرم مسلمین کا، جو قاتل تھا دین سے خارج ہونے اور شکست بیعت
کرنے والوں کا جس نے جہاد کیا ناصبین اور دشمنان خدا سے جو تمام قریش
میں سب سے زیادہ عزت و افتخار والا تھا جس نے مومنین میں سب سے پہلے خدا
و رسولؐ کی آواز پر لبیک کہی جس نے اسلام کی طرف سب سے پہلے سبقت کی جو
سرکشوں کو تہس نہس کرنے والا اور مشرکین کو تباہ و برباد کرنے والا منافقین
پر خدا کے تیروں میں سے ایک تیر اور حکمت عابدین کی زبان تھا جو دین خدا
کا مددگار خدا کا ولی حکمت خدا کا لسان اور اس کے علم کا خزینہ تھا
جو انتہائی دریادل سخی تمام خوبیوں کا مجسمہ پاک و پاکیزہ۔ البطحی لسیدہ
دشمنوں پر بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والا مبارک و مسعود صابر و ثابت قدم
استوار کرنے والا دشمنوں کی صفوں کا قاطع مشرکین کی جمعیت کو پراگندہ
کرنے والا سب سے زیادہ جہاد میں مضبوط قلب قوی دل دھن کا پکا اور قابو
میں نہ آنے والا بہادر تھا ایسے شیر کی طرح جنگ کی طرح پیس ڈالتے تھے دشمنوں کو
معرکہ میں جس وقت مجتمع ہوتی تھیں صفیں اور قریب ہوتی تھیں عنانیں اور
متفرق و پراگندہ کر دیتے تھے انھیں جس طرح تیز ہوا خس و خاشاک کو پراگندہ
کر دیتی ہے جو حجاز کے شیر عراق کے سید سردار مکی، مدنی، حنفی، عقبی، بدری، احدی
اور مہاجری تھے اہل عرب کے سردار اور معرکہ جنگ میں ان کے شیر شعریہ کے وارث
سبطین پیغمبر حسنؑ و حسینؑ کے والد ماجد و مربی میرے دادا علیؑ ابن ابی طالبؑ
پھر فرمایا:۔ میں ہوں فرزند فاطمہؑ کا جو ہیں فرزند سید نساء کا۔ اسی طرح

www.kitabmart.in

مسلسل آپ فرماتے رہے میں ..... یہاں تک کہ
لوگوں نے چیخیں مار کے رونا شروع کیا۔ یزید ڈرا کہ کہیں ایسا نہ ہو کوئی فتنہ
برپا ہو جائے۔ اُس نے مؤذن کو اذان کا حکم دیکر حضرت کا کلام قطع کرایا۔
مؤذن نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر امام نے فرمایا کوئی شے اللہ سے
بزرگتر نہیں پھر جب مؤذن نے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ
امام نے فرمایا میرے بال میرے جلد بدن میرا گوشت میرا خون اس کی گواہی
دیتا ہے۔ پھر جب مؤذن نے کہا اشھد ان محمد ارسول اللہ
آپ یزید کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے یزید یہ محمد تیرے جد تھے یا
میرے اگر تو نے یہ دعویٰ کیا کہ تیرے جد تھے تو تو نے جھوٹ کہا اور کفر کیا
اور اگر کہے کہ میرے جد تھے پھر کیوں تو نے اُن کی اولاد کو قتل کیا۔ راوی
بیان کرتا ہے کہ مؤذن نے اذان تمام کی اقامت کہی یزید نے ظہر کی نماز پڑھی
صاحب مناقب بیان کرتے ہیں کہ یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ یزید کے دربار
میں علمائے یہود سے ایک عالم بھی موجود تھا اُس نے یزید سے پوچھا حضور کے
کون لڑکے ہیں یزید نے کہا یہ علی و حسین ہیں اُس نے پوچھا حسین کون
یزید نے کہا علی ابن ابی طالب کے فرزند اس نے پوچھا حسین کی ماں کون تھی
یزید نے کہا فاطمہ دختر پیغمبر اس یہودی عالم نے کہا سبحان اللہ تو حسین تمہارے
نبی کے نواسے تھے جن کو تم لوگوں نے اتنا جلد قتل کر ڈالا۔ تم لوگوں نے
اپنے نبی کے بعد اُن کی اولاد کے ساتھ کتنا بُرا سلوک کیا۔ خدا کی قسم اگر جناب
موسیٰ ہم لوگوں کے درمیان اپنے کوئی صلبی اولاد چھوڑ جاتے تو ہمارا خیال
ہے کہ ہم سب خدا کے جھٹلانے کی پرستش کرتے ابھی کل تمہارے نبی نے انتقال

www.kitabmart.in

تم لوگ۔ یزید نے اُس یہودی کے متعلق اپنے آدمیوں کو حکم دیا جس کی بنا پر تین مرتبہ اس کا گلا گھونٹا گیا وہ عالم یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ تم لوگ مجھ کو مارو چاہے قتل کر ڈالو یا مجھے چھوڑ دو میں اپنی توریت میں پاتا ہوں کہ جو شخص کسی نبی کی ذریت کو قتل کرے گا جب تک زندہ رہے گا اُس پر لعنت ہوتی رہے گی اور جب مر جائے گا خداوند عالم اُسکو جہنم میں داخل کرے گا۔

اس واقعہ کو شیخ ابو اسحاق اسفرائنی نے جو اکابر علمائے اہلسنت سے ہیں اپنی کتاب نور العین فی مشہد الحسینؑ میں معمولی اختلاف کے ساتھ لکھا ہے امام زین العابدینؑ کا خطبہ درج کرنے کے بعد علامہ اسفرائنی لکھتے ہیں:۔

"راوی کا بیان ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ جب یہ خطبہ مسلمانوں نے سُنا تو لوگوں نے ڈاڑھیں مار کر رونا شروع کیا یزید نے چاہا کہ کسی طرح امام زین العابدینؑ کی یہ تقریر قطع ہو جائے اُس نے اپنے مؤذن کو حکم دیا کہ اذان کہے اللہ اکبر اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کے بعد مؤذن نے اشہد ان محمدا رسول اللہ کہا تو امامؑ نے قسم دے کر اُس کو چپ کرایا اور یزید کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا "اے یزید یہ محمدؐ تیرے جد ہیں یا میرے۔ اگر میرے جد ہونے کا اقرار کیا تو سچ کہا اور اگر اپنا جد کہا تو تو نے جھوٹ کہا یزید نے اقرار کیا کہ نہیں بلکہ آپ کے جد ہیں تب حضرتؑ نے کہا پھر کیوں تو نے اُن کی اولاد کو قتل کیا اور اُنکے اہلبیتؑ کو اسیر کیا۔ یزید ساکت ہو گیا اور تمام مجمع میں شور ہو گیا۔ فقیہ المدرسؒ نے کہا یہ اسلام میں نہایت سخت مصیبت ہے۔ اُس وقت یزید کو خوف ہوا کہ کہیں مجمع اُن کا طرفدار نہ ہو جائے اور لوگ مجھے قتل نہ کر ڈالیں اُس نے کہا لوگو! تم خیال کرتے ہو کہ میں نے حسینؑ کو قتل کیا ہے خدا لعنت کرے اُن کے قاتل پر۔ اُن کا قاتل عبید اللہ بن زیاد ہے جو ہمارا غلام ہے

www.kitabmart.in

بصرہ کا عامل ہے اس کے بعد یزید نے حکم دیا کہ جو لوگ سرہائے شہداء کربلا بھیجے
اُن کو بلا کر گواہی لو اور پوچھو جب سب طلب ہوئے تو پہلے شبث بن ربعی سے پوچھا
گیا اُس نے کہا تو نے حکم نہیں دیا تھا خدا قاتل حسینؑ پر لعنت کرے یہ گواہیاں جب سلسلہ وار
حصین بن نمیر تک پہونچیں تو اُس نے بھی پہلے یہی کہا پھر یزید سے کہا کیا تو واقعی چاہتا ہے
کہ میں بتاؤں کس نے حسینؑ کو قتل کیا۔ یزید نے کہا ہاں حصین نے کہا تو ہمیں امان دو۔ یزید
نے کہا تمھیں امان دی جاتی ہے حصین نے کہا امیر یہ سمجھ لے کہ جس نے لشکر مرتب کئے نشانات
مقرر کئے مال و دولت خرچ کی۔ فرمان بھیجے وعدہ وعید کئے وہی قاتل حسینؑ ہے یزید نے
پوچھا وہ کون شخص ہے؟ حصین بن نمیر نے کہا تو، یہ جملہ سُن کر یزید غضبناک ہوا اور اپنے
حرم سرا میں چلا گیا۔

اذان کے متعلق یہ واقعہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جبکہ امام حسینؑ شہید نہیں ہوئے تھے حضرت
عثمان کی بیٹی عائشہ نے جناب سکینہؑ کے مقابلہ میں ایک مرتبہ فخر کیا کہ میں شہید کی بیٹی ہوں اُس پر
جناب سکینہؑ خاموش ہو رہیں جب مؤذن کے اذان شروع کی اور اشھد ان محمدا
رسول اللہ کہا تو حضرت سکینہؑ نے عثمان کی بیٹی سے کہا یہ محمد میرے جد ہیں یا تیرے؟
دختر عثمان نے کہا اب کبھی میں آپ کے مقابلہ میں فخر نہ کروں گی۔

یہ روایت ہمیں کسی معتبر کتاب میں نہیں ملی اس لئے ہم نے مختصر ذکر کیا۔

تیسرا واقعہ

اس کے لئے میں کوئی زمانہ نہیں معین کر سکتا یہاں یزید کا ایک شعر بتایا ہے
جس میں اُس نے اذان کا ذکر کیا ہے یزید کے ان اشعار سے تمام طور پر
علمائے اہلسنت نے یزید کے کفر و فسق پر استدلال کیا ہے وہ شعر یہ ہے:

شغلتنی نعمۃ العیدان عن صوت الاذان

اس شعر کے ساتھ چند اشعار اور ہیں:-

معشر الندمان قوموا واسمعوا صوت الاغانی

www.kitabmart.in

واشربوا کاس علی مدام ... واترکوا ذکر المعانی

شغلتنی نعمة العیدان ... عن صوت الاذان

وتعوضت عن الحور ... عجوزا فی الزمان

"اے ہمنشینو! اٹھ بیٹھو گانے کی آواز سنو۔ ہر جام شراب پیو اور بزرگیوں کا ذکر رہنے دو۔ ستار کی آواز نے مجھے اذان کی آواز سے بے پروا کر دیا۔ حور کے بدلے مجھے زمانہ کی بڑھیا نصیب ہو گئی۔"

یزید کے اس قسم کے بے شمار اشعار ہیں جن سے اس کی کمال درجہ کی بے دینی بلکہ قطعی کفر ثابت ہے چنانچہ ابن الجوزی حنبلی اپنے رسالہ رد المتعصب العنید میں لکھتے ہیں:۔

جب سر مبارک امام حسینؑ کا یزید کے سامنے لایا گیا تو اس نے ابن الزبعری کے یہ اشعار بطور مثل پڑھے:۔

لیت اشیاخی ببدر شهدوا ... جزع الخزرج من وقع الاسل

لاهلوا واستهلوا فرحا ... ثم قالوا لی یزید لا تشل

"جو شیوخ ہمارے بدر میں قتل ہوئے کاش آج زندہ ہوتے اور خزرج والوں کا نیزوں کے وار سے گھبرانا دیکھتے وہ یہ منظر دیکھ کر خوشی سے چیخ پڑتے اور کہتے کہ تمہارے ہاتھ شل نہ ہوں۔

امام مجاہد فرماتے ہیں:۔

"یزید نے ان اشعار میں پورے طور پر اپنا نفاق ظاہر کیا جس سے تمام رعایا اور اہل لشکر نے اس کی ملامت کی یہ اشعار وہ ہیں جنھیں ابن الزبعری نے واقعہ بدر و احد کے متعلق نظم کیا تھا کیونکہ جنگ بدر میں بہت سے مشرکین و کفار مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے اور جنگ احد میں بہت سے مسلمان کافروں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اسی کو ابن الزبعری نے نظم کیا ہے

www.kitabmart.in

اور یزید نے ان اشعار کو شہادت امام حسین علیہ السلام کے متعلق پڑھا جو اسکی رسوائی و ذلت کے لئے کافی ہے۔ تمام ہوا کلام مجاہد۔"

ان اشعار کی ابتدا ان اشعار سے ہے۔

لعبت ھاشم بالملک فلا ۔۔۔ خبر جاء ولا وحی نزل

لست من خندف ان لم انتقم ۔۔۔ من بنی احمد ماکان فعل

بنی ہاشم نے حکومت کا ایک کھیل کھیلا تھا ورنہ نہ کوئی خبر آئی اور نہ وحی نازل ہوئی۔

میں خندف کا جنا نہیں اگر احمد کی اولاد سے ان کے کرتوت کا بدلہ نہ لوں۔

یزید کا یہ اشعار پڑھنا بین ثبوت ہے اس کا کہ یزید کا بھی وہی عقیدہ تھا جو اس کے دادا ابوسفیان کا تھا کہ نہ رسالت ہے نہ نبوت نہ وحی کا نزول ہوا صرف ملک گیری کے لیے یہ سب کچھ کیا گیا۔

علامہ ابن عبد ربہ قرطبی نے اپنی کتاب عقد فرید میں ان اشعار کو واقعہ حرا کے متعلق لکھا ہے۔

وہ لکھتے ہیں:۔ "مسلم ابن عقبہ افواج شام کے سپہ سالار نے اہل مدینہ کے سر یزید کے پاس بھیجے جب وہ سر یزید کے سامنے رکھے گئے تو اس نے ابن الزبعری کے یہ اشعار لعبت اشیاخی الخ بطور مثل پڑھنا شروع کئے۔

صحابہ پیغمبر ص سے ایک شخص نے کہا تم مرتد ہو گئے اسلام سے اے امیر المومنین۔

یزید نے کہا ہاں ہم استغفار کر لیں گے۔

اس صحابی نے قسم کھائی کہ اب ہم کبھی اس جگہ نہ رہیں گے جہاں تم رہو گے یہ کہہ کر باہر چلے گئے۔ (عقد فرید جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

حیرت ہے کہ صحابی رسول اسکو مرتد بھی جانتے تھے اور وہ بھی اپنے ارتداد کا اقرار کرتا ہے پھر بھی امیر المومنین کے لفظ سے خطاب کرتے ہیں افسوس!!!

www.kitabmart.in

جب اہل بیت کا لٹا ہوا قافلہ دمشق میں پہونچا تو اُس وقت یزید اپنے محل جیرون میں تھا جو جامع اموی کی راہ میں ہے یزید نے قافلہ کے آنے کی خبر سُن کر یہ اشعار پڑھے

لما بدت تلك الحمول واشرفت ۔۔۔ تلك الشموس علی ربی جیرون

نعت الغراب فقلت نح او لا تنح ۔۔۔ فلقد قضیت من النبی دیونی

جب وہ سواریاں ظاہر ہوئیں اور اُن آفتابوں کی شعاعیں قصر جیرون کی چوٹیوں پر پڑیں۔ تو کوے نے چیخ کر سنائی سنائی۔ میں نے کہا نوحہ کر یا نوحہ نہ کر میں نے تو پیغمبر سے اپنے قرضے چکا لئے۔

تذکرہ میں ہے قال الزہری لما جائت الرؤس کان یزید فی منظرہ علی جیرون فانشد لنفسہ ۔ لما بدت الخ

زہری کا بیان ہے کہ جب سرہائے شہداء آئے تو اس وقت یزید جیرون کے جھروکہ میں تھا اس نے یہ اشعار پڑھے لما بدت الخ جب وہ سواریاں آتی نظر پڑیں جس سے صاف معلوم ہوا کہ یزید پیغمبر خدا کو اپنے مقتولین کے خون کا مقروض سمجھتا تھا کہ سرہائے شہداء دیکھ کر کہتا ہے آج میں نے رسول سے اپنا قرضہ وصول کر لیا۔

اس قسم کے اشعار جن میں یزید نے کفریات بکے ہیں اگر لکھے جائیں تو ایک دفتر تیار ہو جائے لہذا اختصار مناسب ہے۔ اس اذان کے متعلق ابوسفیان۔ معاویہ۔ یزید کے خیالات ظاہر ہو چکے ناظرین ان اشعار کو دیکھنے کے بعد فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ گھرانا مسلمان تھا یا کافر۔

خلافت عبداللہ بن الزبیر

اگرچہ اس کی ابتداء یزید کی خلافت سے ہے مگر مانی گئی بعد یزید کے۔ ان کی خلافت کے متعلق اس قدر تو اکثر تاریخوں میں ملتا ہے کہ چالیس سال تک پیغمبر خدا کا نام خطبے نکال دیا گیا۔ ابن الزبیر نے حضرت کا نام لیتے نہ درود و سلام کہتے اس لئے کہ اس نام نامی

www.kitabmart.in

بنی ہاشم کو ایک طرح کی خوشی ہوتی تھی جس سے گمان کیا جا سکتا ہے کہ اذان سے بھی حضرت کا نام نکال دیا گیا ہوگا مگر کسی روایت میں ابھی اس کی تصریح نہیں دیکھی گئی ہاں ابن الزبیر کی نسبت یہ بھی مذکور ہے کہ وامن الزبیر دخل وراء حتی اتی المسجد یعنی ابن الزبیر نے نماز میں آمین کی اور ان لوگوں نے جو ان کے پیچھے تھے یہاں تک کہ مسجد گونج اٹھی (صبابۃ المقتصدین) اور آئندہ چل کر معلوم ہوگا کہ اس ایجاد کی نسبت ابوہریرہ کی طرف ہے جو زمانہ معاویہ میں مروان حاکم مدینہ کے موذن تھے۔

خلافت مروان

یہ خلافت درمیان خلافت ابن الزبیر اور عبدالملک قرار پاکر جو بحیثیت خلافت بھی نہیں قبول کی گئی تاہم اس کے آثار اذان کے متعلق ابتک موجود ہیں کیونکہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ عیدین کا خطبہ مقدم کرنے والوں میں مروان کا نام بھی حضرت عثمان اور معاویہ کے ساتھ لیا جاتا ہے نیز یہاں آمین کے مسئلہ میں بھی اس مروان کا نام آتا ہے چنانچہ حافظ احمد علی صاحب حاشیہ بخاری میں عمدۃ القاری سے نقل کرتے ہیں۔

ابوہریرہ موذن تھے مروان کے اور شرط کی تھی کہ مروان ولا الضالین اس وقت کہے جب اسے معلوم ہو جائے کہ ابوہریرہ بھی داخل نماز ہو گئے ہیں جب مروان ولا الضالین کہتا تو ابوہریرہ باآواز بلند آمین کہتے اور کہا کرتے کہ زمین والوں کا آمین کہنا جب آسمان والوں کے آمین کے موافق ہوتا ہے تو وہ لوگ بخش دیے جاتے ہیں۔

یہ مسئلہ بھی عجیب اختلافی مسائل سے ہے جس میں حنفیوں اور اہلحدیث نے اس قدر اختلاف کیا ہے کہ شاید ہی کوئی ان اختلافات سے ناواقف ہو حالانکہ اصلیت اس قدر معلوم ہوتی کہ محض اس غرض سے کہ مروان بغیر میرے نماز میں شریک ہوئے کہیں رکوع میں نہ چلا جائے ابوہریرہ یہ لفظ آمین کہتے تھے اس کو صحابہ پرستوں نے نماز کا ایک رکن تصور کر لیا حالانکہ اس کی کوئی اصلیت نہیں۔

www.kitabmart.in

ایک روایت ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ وہ موذن تھے اور امام سے شرط کی تھی کہ جب تک میں نماز میں نہ شریک ہو جاؤں ولا الضالین نہ کہے شاید وہ درستی صف وغیرہ میں مصروف رہتے۔ سعید بن منصور ناقل ہیں کہ ابو ہریرہ بحرین میں موذن تھے اور امام جماعت علاء بن حضرمی تھے۔ عقد الفرید ص۹

اسی مروان کی ایجاد میں یہ بھی ہے کہ نماز جماعت میں امام کے پیچھے قرأت کی۔ امام مالک کی موطا میں ہے۔

"پہلا وہ شخص جس نے نماز جماعت میں امام کے پیچھے قرات کی وہ ایک مرد منعم ہے" اس کی تشریح کرتے ہوئے مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی لکھتے ہیں مراد اس سے مروان ہے اور بہت سی روایتیں اس مضمون کی امام الکلام میں موجود ہیں کہ مروان ہی پہلا وہ شخص ہے جس نے امام کے پیچھے قرأت کی۔

یہ مسئلہ بھی اہلسنت کے یہاں نہایت اختلافی ہے حنفی قائل ہیں کہ مقتدی نماز جماعت میں سورہ حمد کو نہ نماز جہر میں پڑھے نہ اخفا میں یعنی امام خواہ بآواز نماز پڑھے یا آہستہ ہر حال میں مامور کو خاموشی کے ساتھ امام کو پڑھتے سننا چاہیئے قرأت کرنی نہ چاہیئے شافعی قائل ہیں سری اور جہری دونوں میں مامور کو قرأت کرنی چاہیئے۔ مالکی قائل ہیں کہ سری میں قرأت کرے اور جہری میں نہ کرے۔

حنفی حضرات جو قرات کے قائل نہیں ان میں بھی اختلاف ہے بعض قرات کو مکروہ بتاتے ہیں بعض حرام کہتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ قرات سے نماز ہی باطل ہو جاتی ہے اسکی تفصیل امام الکلام مولفہ مولوی عبدالحی میں دیکھئے۔

یہاں سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اختلاف کی جڑ مروان کی بدولت قائم ہوئی جس نے یہ ایجاد کیا کہ نماز جماعت میں مامور قرات کرے جس پر مختلف قسم کی حدیثیں ڈھلنے لگیں جن کا انبار آج ہر صاحب فہم کو متحیر کر دیتا ہے اور نادانوں کو اصل اسلام میں شبہ

www.kitabmart.in

پیدا ہو جاتا ہے جو یہ نہیں سمجھتے کہ مسلمانوں کے اقوال میں اور اصل اسلام میں کیا فرق ہے۔
یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ مروان کے اقوال کا اثر صرف حنفی و شافعی مالکی کی فقہیات ہی تک محدود ہے کیونکہ اس مروان کی حدیثیں صحاح ستہ میں بھی قبول کی گئی ہیں جیسا کہ تاریخ کامل میں ہے وقد اخرج حدیث مروان فی الصحیح البخاری۔
(تاریخ کامل جلد ۴ صـ۷۵)

صحیح بخاری میں مروان کی حدیث موجود ہے مگر امام جعفر صادقؑ کی ایک روایت بھی اس میں ڈھونڈھے سے نہ ملے گی کہ بخاری صاحب امام جعفر صادقؑ کے متعلق فرماتے ہیں اجد فی نفسی شیئا میں امام جعفر صادق کے متعلق اپنے نفس میں ایک چیز محسوس کرتا ہوں۔ لطف یہ کہ تمام اہل سنت اس کے بھی قائل ہیں کہ رسول اللہ نے اس مروان پر متعدد مرتبہ لعنت فرمائی پھر بھی اس کے افعال و اقوال شریعۃ اہل سنت میں قابل قبول سمجھے گئے۔
تاریخ کامل میں ہے وقد روی اخبار کثیرۃ فی لعنہ ولعن من صلبہ رواھا الحافظ یعنی بہت سی روایتیں اس بارے میں منقول ہیں کہ حضرت پیغمبر خدا نے مروان کے باپ حکم پر اور اسکی اولاد پر لعنت فرمائی۔
پھر لکھتے ہیں وولی المدینۃ لمعاویہ مرات فکان اذا ولی یبالغ فی سب علی واذا عزل وولی سعید بن العاص کف عنہ (تاریخ کامل جلد ۴ صـ۷۵)

مروان کئی مرتبہ منجانب معاویہ مدینہ کا حاکم ہوا اور جب حکومت اس کو ملتی تھی حضرت علی پر سب و شتم میں بہت مبالغہ کرتا اور جب وہ معزول ہوتا اور اس کی جگہ سعید بن عاص مقرر ہوتا تو دشنام دہی کو موقوف کر دیتا۔
افسوس کہ جس شخص پر رسول اللہ اس طرح لعنت فرمائیں اور وہ اسلام میں اتنا رخنہ ڈالے کہ حضرت عثمان اسی کی فتنہ پردازیوں کی بدولت قتل ہوں اسی مروان

www.kitabmart.in

کی امور شرعیہ میں پیروی کی جائے اس کی حدیثیں سر آنکھوں پر رکھی جائیں اور انھیں صحاح ستہ میں جگہ دی جائے۔ آپ ہی غور فرمائیں اس کے پیرو سنت رسول کے عامل ہیں یا سنت مروان کے۔ جس قدر اختلافات امین بالجہر یا قرآت ماموم وغیرہ کے متعلق آپ حنفیوں اور اہل حدیث کی کتابوں میں ملاحظہ فرماتے ہیں ان تمام اختلافات کی بنیاد اسی مروان کے فعل پر ہے۔

خلافت عبدالملک

اس خلافت کی صحت باضابطہ بعد قتل ابن زبیر مانی جاتی ہے مگر اس بے ضابطگی ہی کے زمانہ میں اذان سے متعلق قابل ذکر واقعہ یہ ہے کہ عمرو بن سعید اشدق کو جو خاندان بنو امیہ ہی کا ایک اعلیٰ ممبر تھا اور اہل شام اس کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے لیکن مروان ولی عہد بھی مقرر کر چکا تھا عبدالملک نے یہ مکر و فریب اپنے قصر میں بلایا قید کر کے زخمی کر چکا تھا کہ مؤذن کی اذان سن کر سمجھ گیا اور اپنے بھائی سے کہتا گیا میرے آنے تک اس موذی کا کام تمام کر ڈالنا مگر عبدالملک کے بھائی نے اس کی منت و سماجت پر رحم کھا کر اس طرح مقید رہنے دیا عبدالملک جب واپس آیا تو اس نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔

عبدالملک کے حالات میں مذکور ہے کہ اس نے غضیف بن حرف ثقفی سے کہا۔ "اے ابو اسماء میں نے لوگوں کو دو باتوں پر متحد کر دیا ہے اور میری کوشش سے بھی نے ان دونوں باتوں پر اجماع کر لیا ہے ایک یہ کہ بروز جمعہ دعا کے لئے لوگ اپنے ہاتھ بلند کریں دوسرے یہ کہ بعد نماز صبح و عصر وعظ ہوا کرے"

غضیف نے جواب دیا جہاں تم لوگوں کی اور بدعتیں ہیں اسی قبیل سے یہ بھی ہے میں اس کو نہیں قبول کر سکتا۔

عبدالملک نے پوچھا کیوں؟ غضیف نے کہا اس وجہ سے کہ حضرت پیغمبر خدا نے

www.kitabmart.in

فرمایا ہے جہاں کوئی بدعت قائم ہوتی ہے وہاں ویسی ہی ایک سنت محو ہوتی ہے تو سنت کے ساتھ تمسک بہتر ہے بدعت ایجاد کرنے سے۔

اس روایت کو امام ابوشامہ نے اس فصل میں لکھا ہے جس کی نسبت لکھتے ہیں۔

"منجملہ ان بدعتوں کے جو عام طور سے مشہور ہیں کہ وہ سنت ہیں وہ امور ہیں جن کے عوام اور انھیں عوام کے مانند جو اہل علم ہیں منبروں پر مرتکب ہوتے ہیں جو ایسی جگہ ہے جہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہونا چاہیئے۔ قیامت سے ڈرانیں دنیا سے نفرت اور آخرت کی طرف رغبت دلائیں یہ مقامات زیادہ تر اس قابل ہیں کہ بدعتوں سے احتراز کیا جائے سنت ظاہر کی جائے مگر افسوس انھیں مقاموں پر زیادہ تر ان بدعتوں کا رواج ہوتا ہے منجملہ ان بدعتوں کے خطیب کا یہ عمل ہے کہ جب منبر پر چڑھنے لگتے ہیں تو منبر کو تلوار یا عصا سے دو ضرب ٹھوک دیتے ہیں تھوڑا تھوڑا فاصلہ دے کر۔

(۲) اور قبل اس کے کہ وہ نمازیوں کی طرف مخاطب ہوں اور خطبہ سے پہلے سلام کہیں دیر تک دعاؤں میں مشغول رہتے ہیں۔

(۳) وقت دعا ہاتھوں کو بلند کرتے ہیں جو بدعت قدیم ہے۔

(اس بدعت کے بدعت قدیم ہونے پر وہ روایت لکھی جس میں عبدالملک کے اجماع کرانے کا مضمون ہے)

(۴) جب امر و نہی کو بیان کرتے ہیں تو دائیں بائیں مڑتے ہیں۔

(۵) جب رسول اللہ پر صلوٰۃ و سلام شروع کرتے ہیں تو ایک زینہ اور چڑھ جاتے ہیں اور فارغ ہو کر پھر ایک زینہ نیچے اتر آتے ہیں۔

یہ کل امور بدعت سے ہیں کیونکہ خطیب کو ابتداء سے انتہا تک حاضرین کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے۔

(۶) یہ بھی نہ چاہیئے کہ حضرتؐ پر صلوٰۃ و سلام کہتے وقت دائیں بائیں مڑیں۔

www.kitabmart.in

(۷) یہ بھی بدعت ہے جو حضرتؐ پر صلوٰۃ کہتے وقت بہ تکلف اپنی آواز کو بلند کرتے ہیں یہ بالکل حکم شرع کے خلاف ہے۔ جاہلوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ حضرتؐ پر درود بھیجنے میں آواز کا بلند کرنا بہتر ہے حالانکہ یہ جہالت ہے کیونکہ درود بھیجنا بھی دعا ہے اور اکثر دعاؤں میں آواز آہستہ رکھنا مستحب ہے عموماً اور جہاں جہر کا حکم دیا ہے جیسے قنوت وغیرہ وہاں بھی اس کا حکم نہیں کہ آواز بلند کی جائے تو درود میں آواز بلند کرنے کا حکم کہاں سے آیا ہر گز شریعت میں اس کا حکم نہیں ہے (کتاب الباحث ص۸)۔

یہ بحث ہم نماز جمعہ کی دوسری اذان کے ضمن میں تفصیل سے لکھ چکے ہیں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں البتہ یہاں یہ معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کے بعد اس کا اصل موجد عبدالملک ہے جس پر بعد کے ملاؤں نے اور بہت سی بدعتوں کا اضافہ کیا۔ لہٰذا یہ دعویٰ قطعی طور پر درست ہے کہ عام طور پر فقہاء اہل سنت کا دار و مدار اکثر ان احکام پر ہے جنہیں مروانی خلفاء نے اپنے دوران حکومت میں جاری کئے۔

امام ابو شامہ ان بدعتوں کے سلسلے میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ "موذنوں کا ترا سل[1] اذان میں بروز جمعہ اور ہر موذن کا متفرق طور پر اذان کہنا بدعت مکروہہ ہے امام الحرمین کہتے ہیں کہ موذنوں کو ترا سل نہیں مستحب ہے بلکہ اگر وقت وسیع ہو تو ترتیب وار کہیں اور اگر وقت تنگ ہو تو اطراف مسجد میں منتشر ہو کر اذان دیں کہ ہر شخص کی اذان پوری ہو اور ہر شخص سنے اور اقامۃ ایک ہی شخص کہے اگرچہ تعداد موذنوں کی زیادہ ہو۔ ابو شامہ کہتے ہیں کہ یہ حکم اذان اول سے متعلق ہے نہ اس اذان سے جو روبرو خطیب کہی جاتی ہے بعد اس کے کہ وہ منبر پر جاتا ہے کیونکہ اس کا موذن ایک ہی شخص ہونا چاہیئے کیونکہ غرض اس کی اقامت

---

[1] یعنی پہلے ایک کہے پھر دوسرا کہے پھر تیسرا کہے پھر چوتھا۔ اموی عہد حکومت میں کئی کئی موذن جمعہ کی اذان دیا کرتے اس طرح کہ ایک اللہ اکبر کہتا پھر دوسرا کہتا پھر تیسرا پھر چوتھا۔

www.kitabmart.in

شعار اسلام ہے اور یہ بتانا کہ اب خطیب منبر پر گیا ہر شخص کو سکوت مناسب ہے اس میں ایک ہی موذن کو اذان دینا چاہیئے۔" (کتاب الباعث صفحہ ۵)

اب یہاں ہر شخص کو اس سیدھے سادے طریقہ اذان و خطبہ پر خیال کرنا چاہیئے جو شیعوں کے یہاں رائج ہے کہ بحمدہ ان کل بدعتوں سے پاک صاف ہے اور وہی طریقہ ان کے یہاں رائج ہے جو رسول نے جاری کیا اور بڑے بڑے علمائے اہل سنت اس حد پر اپنے اہل مذہب کو لانا چاہتے ہیں مگر بوجہ بے اصول ہونے کے کسی طرح کامیاب نہیں ہوتے۔

تنبیہ واضح ہو کہ اوقات استجابت دعا میں وہ وقت نہایت عظمت کا ہے جب خطیب خطبہ اوّل کے بعد تھوڑی دیر بیٹھتا ہے اور پھر دوسرے خطبہ کے لئے کھڑا ہوتا ہے اس وقت دعا کرنا مستحب ہے اور علمائے اہل سنت بھی اس کے قائل ہیں۔ عبدالملک والے اجماع سے اس کو تعلق نہیں اس لئے کہ ملا علی قاری نے اس کی صراحت کر دی ہے کہ بشیر بن مروان نے حالت قیام میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی تھی یا اس وقت جب خطیب منبر پر بیٹھتا ہے۔

تعجب ہے کہ ان حضرات نے اپنے یہاں کی اکثر بدعتوں کو لکھا اور اس کے دفعیہ کی فکریں کر رہے ہیں مگر اس بدعت پر کسی کو توجہ نہیں ہوتی کہ دوسرے خطبہ میں منبر پر حکام جور کا ذکر کیا جاتا ہے۔ نیز اور بہت سی بدعتیں اس میں اضافہ کی گئی ہیں جنھیں سابقاً ہم بیان کر چکے ہیں۔

ابوالفرج اصفہانی اپنی کتاب اغانی میں اسی عبدالملک کے زمانہ خلافت کا ایک واقعہ اذان سے متعلق لکھتا ہے کہ عبدالملک نے حرث بن خالد کو مکہ کا حاکم مقرر کیا موذن نے اذان دی اور حرث مسجد الحرام میں آیا چاہا کہ نماز شروع کریں کہ عائشہ بنت طلحہ نے کہلا بھیجا ابھی میرا طواف تمام نہیں ہوا توقف کرو۔ وکان یتعشقها فامر الموذن فکف عن الاقامة چونکہ یہ حرث عائشہ کا عاشق تھا اس لئے موذن کو حکم دیا کہ ابھی اقامت نہ کہے جب تک عائشہ طواف سے فارغ نہ ہو جائیں۔ چنانچہ اس وقت تک سب نمازی بیٹھے

www.kitabmart.in

رہے نماز اقامت بند رہی جب یہ خبر عبد الملک کو پہونچی تو اس نے حرث کو معزول کر دیا۔ یہ واقعہ صرف اس غرض سے لکھا گیا کہ کوئی واقعہ متعلق اذان رہ نہ جائے۔

خلافت ولید بن عبد الملک

اس خلافت کا نفس اذان میں تو کوئی اضافہ نہیں معلوم ہوتا مگر گلدستہ اذان کی ایجاد اسی کی طرف منسوب ہے جس کے بعد پھر روایتوں کی بھرمار بھی شروع ہو گئی جیسا کہ ہم گزشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں۔ اسی ولید کے بارے میں عمر بن عبد العزیز کہا کرتے۔ ولید شام میں۔ حجاج عراق میں۔ عثمان بن حنا وہ حجاز میں قرہ بن شریک مصر میں قسم بخدا زمین ظلم و جور سے بھر گئی۔ (تاریخ الخلفا صفحہ ۱۵۲)

افسوس اسی زمانہ کے متعلق عام طور پر اہلسنت کے یہاں یہ مقولہ کہا جاتا ہے "بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر وہ زمانہ جو صحابہ کا زمانہ ہے پھر وہ زمانہ جو تابعین کا ہے پھر وہ زمانہ جو تبع تابعین کا ہے" اس زمانہ میں صحابہ اور تابعین دونوں موجود تھے۔

ولید کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے لما وضعت الولید فی لحدہ اذا ھو یرکض فی الکفانہ یعنی ضرب الارض برجلہ (تاریخ الخلفا صفحہ ۱۵۲) یعنی ولید کو قبر میں رکھا گیا تو کفن میں ہاتھ پیر مارنے لگا۔ تاریخ کامل میں ہے کہ جنازہ ہی میں دونوں گھٹنے اس کے گردن سے لگ گئے جس پر اس کے بیٹے نے کہا ابا جان زندہ ہو گئے عمر بن عبد العزیز نے کہا نہیں بلکہ خدا نے اس کے عذاب میں جلدی کی۔ (تاریخ کامل جلد ۵ صفحہ ۳)

سلیمان بن عبد الملک

کی خلافت میں کوئی خاص واقعہ اس اذان کے متعلق قابل ذکر نہیں ملتا مگر اس کا بڑا احسان یہ ہے کہ نماز کی پابندی وقت کی اس نے کوشش کی اس کے ماقبل خلفائے بنی امیہ نے تاخیر نماز کو رواج دیا تھا (تاریخ الخلفا صفحہ ۱۵۳)

www.kitabmart.in

اس خلیفہ نے اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنے میں اسی سنت کا احیا کیا جس کی ایجاد حضرت ابوبکر نے کی تھی کہ وصیت نامہ پر بیعت لی کیونکہ حضرت عمر کی بیعت بھی اسی طرح ہوئی تھی۔ فرق اس قدر ہے کہ وہاں حضرت عمر کا نام قبل بیعت لینے کے ظاہر کیا گیا اور عمر بن عبدالعزیز کا نام بعد وصیت پر بیعت لینے کے بعد ظاہر کیا گیا (تاریخ الخلفا ص۱۵۲)

عمر بن عبدالعزیز

معلوم ہوتا ہے اس نام ہی کے خواص سے ہے کہ اس کی خلافت اسی طرح قائم ہو۔ کی خلافت بھی اذان سے متعلق کسی قابل ذکر واقعہ سے خالی ہے ہاں مسجدوں کے محراب کا ایجاد البتہ ان کی طرف منسوب ہے۔ یہ خلیفہ زہر دے کر مارا گیا۔ (تاریخ الخلفا ص۱۶۰)

یزید بن عبدالملک

سنہ ۱۰۱ھ میں خلیفہ ہوا پہلے قصد کیا کہ عمر بن عبدالعزیز کی روش پر چلیں مگر ۴۰ شیوخ اہل سنت نے آکر گواہی دی کہ خلفا پر حساب کتاب نہیں ہے لہذا اس نے وہ روش چھوڑ دی اور اپنے آبائی طریقہ ظلم و جور کو اختیار کیا۔ اذان کے متعلق کوئی واقعہ اس کا بھی نہیں ملا جو قابل ذکر ہو۔

ہشام بن عبدالملک

کی خلافت سے مروان کے اس خواب کی تعبیر پوری ہوئی جو دیکھا تھا کہ محراب میں چار مرتبہ پیشاب کیا ہے جس کی سعید بن مسیب نے یہ تعبیر دی تھی کہ تیرے نطفہ سے چار شخص خلیفہ ہوں گے۔ (تاریخ الخلفا ص۱۶۸)

اس خلیفہ کا تصرف حضرت عثمان کی اذان میں سابقاً مرقوم ہوا کہ حضرت عثمان نے بازار مدینہ میں جس نئی اذان کی ایجاد کی تھی اس کو ہشام نے موقوف کر کے منبر مسجد پر قائم کیا اور اصلی اذان میں یہ اضافہ کیا کہ پہلے تین آدمی مل کر اذان دیتے تھے اب بہت سے موذنوں کو اس میں شامل کیا۔

ابوشامہ لکھتے ہیں کہ ترا اصل موذنین اذان جمعہ میں اور متفرق طور پر سب کا اذان دینا بدعت مکروہہ ہے پھر احیاء العلوم سے ناقل ہیں کہ موذنوں کا ترا اصل اذان میں کہ

www.kitabmart.in

کلمات اذان کو خوب مد کے ساتھ ادا کریں اور حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کہتے وقت جو قبلہ سے منحرف ہو جاتے ہیں اور ہر شخص کا علیحدہ علیحدہ اذان کہنا بلا فاصلہ جس سے حاضرین جواب اذان نہ دے سکیں منکرات مکروہہ سے ہے۔ (کتاب الباعث ص۵)

خلافت ولید بن یزید بن عبد الملک

اس خلیفہ کے متعلق سبھی جانتے ہیں کہ نہایت درجہ کا شرابی تھا اس کی جسارت یہاں تک بڑھ گئی تھی کہ اس نے خانہ کعبہ کی چھت پر بیٹھ کر شراب پینے کی کوشش کی، اپنی ماں بہنوں بلکہ اپنی بیٹی کے ساتھ زنا کرتا اور اپنے بھائی سلیمان بن یزید کے ساتھ بدفعلی کرنا چاہی اس کے فسق و فجور کے حالات سے تاریخ کے اوراق سیاہ ہیں۔ (تاریخ الخلفا ص۱۷۳)

اذان سے متعلق اس کا یہ واقعہ نہایت ہی قابل غور ہے کہ رات بھر یہ اپنی کنیز کے ساتھ شراب نوشی اور ہم بستری میں مصروف رہا جب صبح کی اذان ہوئی اور موذن نماز کے لئے بلانے آیا تو قسم کھا بیٹھا کہ آج یہی کنیز مسلمانوں کو نماز پڑھائے گی جو نشہ میں بھی چور تھی اور جنابت کی نجاست میں شب بھر بھری رہی چنانچہ اس کنیز نے اسی حالت میں مردانہ لباس پہنا اور خلیفہ کی جگہ اس نے سب کو نماز پڑھائی۔ (تاریخ خمیس ج۲ ص۳۱۹)

اس قسم کا واقعہ حضرت عثمان کی خلافت میں بھی ہو چکا ہے کہ حضرت عثمان کے مادری بھائی ولید بن عقبہ نے نشہ کی حالت میں نماز صبح پڑھائی اور اپنے پیچھے نماز پڑھنے والوں سے جن میں اہل بدر صحابہ تھے اور اہل سے تابعین کہا کہ اگر کہو تو دو چار رکعت اور پڑھا دوں۔

یہ ولید بن یزید کل ۱۳۔ یا ۱۴ مہینے خلیفہ رہا جس کے بعد نہایت بیدردی سے قتل کر ڈالا گیا اور یزید ناقص تخت نشین ہوا اور چھ مہینے خلیفہ رہا اس کا بھی کوئی واقعہ اذان سے متعلق تاریخوں میں نہیں ملتا بجز اس کے کہ عیدین میں جلوس کی ایجاد اسی نے کی

www.kitabmart.in

قلعہ سے مصلے تک دو رویہ قطار لشکر کی آراستہ کھڑی کرائی۔ (تاریخ الخلفا ص ۱۷۲)

اس کے بعد برائے نام دو خلیفہ ہوئے ابراہیم بن ولید اور مروان حمار جس پر خلافت مروانی کا خاتمہ ہوا اور خلافت عباسیہ قائم ہوئی۔

چودھواں تغیر

اس کا کوئی زمانہ تاریخ میں مذکور نہیں اور نہ مذکورہ بالا خلفاء سے اس تغیر کا کوئی تعلق ہے اس کے موجد انس بن مالک صحابی پیغمبر ہیں اسی لئے ہم نے خاتمہ خلافت کے بعد اس کو لکھا۔ مولوی وکیل احمد صاحب حنفی سکندر پوری مفتی حیدرآباد دکن اپنی کتاب مصباح الحق الصریح ص ۶۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"تیسری بدعت اذان و اقامت جماعت ثانیہ کے لئے یعنی جب مسجد میں نماز جماعت اذان و اقامت سے ہو گئی تھی پھر دوسری جماعت نے چاہا کہ نماز جماعت سے پڑھی جائے تو (اس دوسری جماعت کے لئے اذان و اقامت درست ہے بخاری میں ہے وجاء انس الی مسجد قد صلی فیہ فاذن واقام وصلی جماعۃ۔ (انس بن مالک مسجد میں آئے جب کہ نماز جماعت ہو چکی تھی انھوں نے اذان اقامت کہی پھر جماعت سے نماز پڑھی۔"

پندرھواں تغیر

قبروں پر اذان دینا۔ یہ تغیر بھی مولوی وکیل احمد صاحب حنفی ہی کی کتاب سے معلوم ہوا مگر افسوس اس کی ابتدائی تاریخ نہ معلوم ہو سکی نہ اس کے تفصیلی حالات ہی کا پتہ چل سکا ہم مولوی صاحب موصوف ہی کی عبارت نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

"قبور پر اذان بدعت حقیقیہ انہیں ہے رسالہ مناظرہ جامع مسجد دہلی میں ہے۔ کلام در اذان بعد از دفن میت جاری شد۔ مولوی عبدالحی صاحب فرمودند کہ نزد من بدعت سیئہ است۔ مولوی رشید الدین خانصاحب گفتند کہ اذان بعد از دفن

www.kitabmart.in

در معنی تلقین میت است و تلقین میت بعد از دفن در حدیث موجود است و چون خبر
بجہریان احکام محسر در بدعت قائل شدند پس بدون اثبات جہت قبح در اذان بعد الدفن
آنرا چہ گونہ بدعت سیئہ میفرمائند؟ ۔ بجواب گفتند من مقلد مذہب حنفی ام و در مذہب
من تلقین بعد الدفن روا نیست مولوی رشید الدین خاں صاحب بجواب آں گفتند
کہ اگر من جواز تلقین بعد الدفن در کتب حدیث نمودہ دہم باز شما را حکم بمنع ان کردن
خواہد بود؟ مولوی عبد الحی صاحب فرمودند کہ آنحضرت صلعم و خلفائے راشدین
غایت شفقت بر امت داشتند چون از ایشان ثبوتی نیست دہم در شریعت تلقین
بعد الدفن موجود نیست پس امر را کہ آنحضرت و خلفا با وجود کمال شفقت بر امت
بعمل نیاورده باشند اختراع آں بدعت سیئہ باشد مولوی محمود اللہ صاحب
بجواب فرمودند کہ ازیں تقریر لازم می آید کہ امام شافعی کہ قائل بآں است
خلاف شرع گفتہ باشد۔ مولوی عبد الحی صاحب بجوابش فرمودند کہ در مذہب حنفی
نسبت مولوی رشید الدین خاں صاحب بجواب گفتند کہ چون تلقین بعد الدفن را
بے اصل گفتہ بودی و چون مذہب شافعی خلاف شرع نیست لہذا مولوی محمود اللہ
بجواز آں در مذہب نقض بر شما وارد کردہ اند و بندہ عرض می کند کہ چون اصل
اذان بعد الدفن تلقین میت بعد از دفن است و ہر گاہ تلقین بعد از دفن در حدیث
شریف موجود باشد پس اذان بعد الدفن را کہ اصل آں در شرع موجود است
بدعت سیئہ گفتن روا نباشد مولوی عبد الحی صاحب فرمودند نزد من بدعت سیئہ است
لیکن بکسے منع اذان نمیکنم انتہی مختصرا۔

میت کے دفن کے بعد اذان کہنے کی بحث چھڑی۔ مولوی عبد الحی صاحب نے کہا
میرے نزدیک میت کے دفن کے بعد اذان کہنا بدعت سیئہ ہے۔ مولوی رشید الدین
خاں صاحب نے کہا دفن میت کے بعد اذان بجائے تلقین میت ہے اور تلقین میت بعد از دفن

www.kitabmart.in

حدیث سے ثابت ہے چونکہ آپ بدعت میں احکام خمسہ کے جاری ہونے کے قائل ہو چکے ہیں لہذا جب تک آپ یہ نہ ثابت کر لیں کہ دفن کے بعد اذان کہنے میں کیا خرابی ہے اُسے بدعت سیئہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ مولوی عبد الحی صاحب نے کہا میں مذہب حنفی کا مقلد ہوں ہمارے مذہب میں بعد دفن تلقین جائز نہیں۔ مولوی رشید الدین خانصاحب نے اس کے جواب میں کہا اگر میں بعد دفن تلقین کا جائز ہونا حدیثوں کی کتابوں سے دکھا دوں پھر آپ اس کی ممانعت کا حکم کیسے لگا سکتے ہیں؟ مولوی عبد الحی صاحب نے کہا حضرت رسول خدا اور خلفائے راشدین امت مسلمہ پر انتہائی مہربان و شفیق تھے چونکہ ان حضرات سے تلقین بعد دفن منقول نہیں نیز شریعت میں بھی اس کا وجود نہیں لہذا ایسا کام جسے پیغمبر خدا اور خلفاء نے نہ کیا ہو اس کو اپنے جی سے کرنا بدعت سیئہ ہے اس کے جواب میں مولوی مخصوص اللہ صاحب نے فرمایا کہ آپ کی اس تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ امام شافعی جو تلقین میت بعد از دفن کے قائل ہیں وہ خلاف شرع قائل ہیں۔ مولوی عبد الحی صاحب نے فرمایا مذہب حنفی میں یہ چیز جائز نہیں مولوی رشید الدین خاں صاحب نے جواب میں کہا چونکہ آپ تلقین بعد از دفن کو بے اصل بتا رہے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ شافعی کا مذہب خلاف شرع نہیں اسی وجہ سے مولوی مخصوص اللہ صاحب آپ پر معترض ہیں میں عرض کرتا ہوں کہ چونکہ اذان بعد الدفن حقیقۃً تلقین میت ہے اور تلقین میت بعد از دفن حدیث شریف سے ثابت ہے لہذا اذان بعد الدفن کو جس کی اصل شریعت میں موجود ہے بدعت سیئہ کہنا جائز نہیں۔ مولوی عبد الحی صاحب نے فرمایا ہے تو میرے نزدیک بدعت سیئہ ہی لیکن میں کسی کو اس سے منع نہ کروں گا۔"

ان تغیرات و احکام سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ علمائے اہل سنت کے اختیارات خلفائے ماسبق سے کچھ کم نہ تھے جس شخص نے جو چاہا اپنے دل سے شریعۃ محمدیہ میں

www.kitabmart.in

اضافہ کر لیا۔ خداوند عالم تو فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم آج کے دن ہم نے دین کو تمہارے کامل کر دیا مگر یہ حضرات کسی طرح تکمیل دین کے قائل نہیں اپنے ایجادات و اختراعات سے برابر اضافہ پر اضافہ کرتے چلے جاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اذان بھی ایک مسئلہ ہے مسائل عبادات سے اس میں اپنی عقل و رائے کو دخل دینا کیسا؟ یہ کچھ خلافت کا کام نہیں فتوحات نہیں کہ جس طرف چاہا سیدھے اُلٹے ہاتھوں سے لڑے یا رعایا کو تباہ و برباد کیا۔ یہ عبادت خدا کے مسائل سے ہے اس میں اسی کی تعمیل حکم چاہیئے یا اس کے رسول کے حکم کی نہ کہ اپنے نفس امارہ کی پیروی۔

متفرق واقعات متعلق اذان

اس سلسلہ خلافت کے واقعات اذان سے متعلق لکھنے کے بعد ہم چند واقعات اور لکھتے ہیں اگرچہ کل واقعات کا جمع کرنا محال ہے تاہم اس کی کوشش کی گئی ہے کہ بقدر امکان کوئی بات رہ نہ جائے۔

قصہ زیارت وصی عیسیٰ

اس قصہ کو شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے ازالۃ الخفا کے مقصد دوم فصل چہارم میں بیان کیا ہے جہاں انھوں نے حضرت عمر کے مکاشفات ذکر کئے ہیں۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت عمر نے سعد بن ابی وقاص کو لکھا کہ فضلہ بن معاویہ انصاری کو حلوان کی طرف روانہ کریں جہاں جا کر وہ لوٹ مار کریں سعد نے دو سو سوار فضلہ کے ساتھ کئے اور حکم دیا کہ جا کر حلوان پر چھاپہ مارو۔ وہاں فضلہ نے بہت کچھ مال غنیمت پایا اور مظفر و منصور لشکر گاہ کی طرف واپس ہوا۔ اس اثنا میں نماز عصر کا وقت آگیا جو بہت تنگ تھا بہ مجبوری ایک پہاڑی کے دامن میں اترے اور مال غنیمت کی حفاظت کا حکم دیا تاکہ نماز پڑھ کر پھر روانہ ہوں فضلہ نے اذان

www.kitabmart.in

شروع کی اللہ اکبر کہنا تھا کہ بالائے پہاڑ سے کسی نے آواز دی "تو نے تکبیر کہی اے نضلہ" جب نضلہ نے اشھد ان لا الہ الا اللہ کہا تو پہاڑ سے آواز آئی "یہ کلمہ اخلاص ہے اے نضلہ" جب نضلہ نے اشھد ان محمد ا رسول اللہ کہا تو پہاڑ سے آواز آئی "یہی وہ شخص ہے جس کی بشارت دی تھی ہم لوگوں کو عیسیٰ بن مریم نے اور کہا تھا اسی نبی کی اُمت پر خاتمہ ہوگا اور قیامت قائم ہوگی" جب حیّ علی الصلاۃ کہا تو آواز آئی "طوبیٰ ہے اس کے لئے جو نماز میں سعی کرے اور اس کی مداومت کرے" جب حیّ علی الفلاح کہا تو آواز آئی "بیشک رستگار ہوا جس نے اجابت کی۔ جب نضلہ نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ تو آواز آئی "تو نے خاص طور پر کلمہ اخلاص کو ادا کیا اے نضلہ! خدا نے اس کے سبب تیرے جسم کو آتش جہنم پر حرام کیا۔

جب نضلہ اذان سے فارغ ہوا اور جماعت قائم ہوئی تو نضلہ نے آواز دی "تو کون شخص ہے خدا تجھ پر رحمت نازل کرے فرشتہ ہے یا جن یا دوسرا گروہ۔ خدا کی عبادت کرنے والوں سے جہاں تو نے اپنی آواز سنائی وہاں اپنی صورت بھی دکھا کہ یہ سارا لشکر لشکر ہے رسول اللہ کا اور لشکر ہے عمر بن الخطاب کا" راوی کہتا ہے کہ جب نضلہ نے یہ کلام کیا تو پہاڑ شگافتہ ہوا اور ایک شخص کا سر اس سے نمودار ہوا جو مثل سنگ آسیہ تھا داڑھی اور سر کے بال سفید تھے اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مسلمانوں نے جواب سلام دیا اور پوچھا تم کون ہو؟ اُس نے جواب دیا میرا نام زربیث بن بوغلا ہے عبد صالح حضرت عیسیٰ بن مریم کا وصی رہنے والوں نے یہاں مجھے سکونت کا حکم دیا اور دعا کی کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں جب تک حضرت عیسیٰ کا آسمان سے نزول ہو تم لوگ میری طرف سے عمر کو سلام کہنا اور کہنا کہ عدل و انصاف کرو اور جلدی کرو کہ اب وقت نزدیک آگیا ہے اس کے بعد

www.kitabmart.in

چند آثار قرب قیامت کے بتائے اور آنکھوں سے غائب ہوگیا۔

اس خبر سے فضلہ نے سعد کو مطلع کیا اور سعد نے مدینہ میں حضرت عمر کو لکھا جہاں سے حکم آیا مع کل مہاجرین و انصار اس پہاڑ کے پاس جاؤ اور اگر ذریث سے ملاقات ہو تو میرا سلام پہونچانا۔ چنانچہ سعد چار ہزار مہاجرین و انصار کے ساتھ وہاں آئے اور ۴۰ روز تک وہاں ٹھہرے رہے اور اذان دیتے تھے مگر نہ جواب سنا نہ کسی کا خطاب معلوم ہوا (ازالۃ الخفا مقصد دوم ص ۱۶۸)

جس خلوص نیت سے شاہ صاحب نے اس روایت کو لکھا ہے اس کے بیان کی ضرورت نہیں مگر راوی اول اس کا زیادہ مستحق اجر و جزا ہے کہ اس نے اپنی جماعت پر ایک ایسا احسان کیا کہ کسی طرح کوئی اس کا حق ادا نہیں کر سکتا مگر افسوس یہ ہے کہ علمائے اہل حدیث عام طور پر اس روایت کو موضوع اور کذب و افترا بتا رہے ہیں جس سے ساری محنت اول راوی اور شاہ ولی اللہ صاحب کی خاک میں مل جاتی ہے کیونکہ امام ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں عبدالرحمان بن ابراہیم اسی مالک سے ایک طولانی اور باطل حدیث نقل کرتا ہے اور وہی اس روایت کے وضع کرنے کے ساتھ متہم ہے اس کے بعد اسی روایت فضلہ کو مختصر طور پر لکھ کر فرماتے ہیں وھذا شی لیس بصحیح یعنی کسی طرح یہ روایت صحیح نہیں ہے۔
(میزان الاعتدال جلد دوم ص ۸۸)

اس کے بعد علامہ ذہبی نے اس روایت کے دیگر راویوں کا سلسلہ بہ سلسلہ ذکر کیا اور سب کو کذاب و مفتری اور ان کی بیان کردہ روایتوں کو غلط و باطل ٹھہرایا ہے بہت افسوس ہے کہ اس روایت کو خود علمائے اہل سنت نے موضوع اور باطل بنا دیا جس سے شاہ ولی اللہ صاحب کو سخت صدمہ ہوگا ورنہ شیعوں کے حق میں بھی یہ روایت بہت مفید تھی کیونکہ وہ اس روایت سے وجود ذی جود حضرت مہدی موعود علیہ السلام پر کچھ استدلال کر سکتے تھے

www.kitabmart.in

کیونکہ جب وصی حضرت عیسیٰ کا باقی رہنا ممکن ہوا تو وصی رسول اللہ کے بقاء پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے مگر افسوس روایت ہی موضوع ٹھہری۔

ام ورقہ یہ واقعہ بھی اصل میں خلافت خلیفہ دوم سے متعلق ہے۔ سنن ابی داؤد میں ہے کہ جس وقت حضرت پیغمبر خدا غزوہ بدر کے لئے تیار ہے تھے ام ورقہ بنت نوفل نے حضرت سے عرض کی کہ مجھے بھی غزوہ میں ساتھ چلنے کی اجازت دیجئے میں آپ کے ساتھ مریضوں کی تیمارداری کروں گی بشاید خدا مجھے بھی شہادت کے درجہ پر فائز کرے حضرت نے جواب دیا تو اپنے گھر میں بیٹھ رہ خدا تجھے یہیں شہادت کا ثواب عنایت فرمائے گا راوی کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد وہ عورت شہیدہ کے لفظ سے یاد کی جاتی تھی یہ قرآن پڑھے ہوئے تھی اس نے حضرت سے اجازت لی کہ اپنے گھر موذن مقرر کرے حضرت نے اجازت دی اور اس کے یہاں اذان ہونے لگی۔ اس کی ایک لونڈی تھی اور ایک غلام دونوں نے ایک دن مل کر ایک لحاف کے نیچے دبا کر اس عورت کا گلا گھونٹ دیا اور بھاگ گئے جب حضرت عمر نے سنا تو گرفتار کرنے کا حکم دیا وہ دونوں پکڑ کر لائے گئے اور ان کو سولی دی گئی۔ یہ پہلی سولی تھی جو مدینہ میں واقع ہوئی اور دوسری حدیث میں ہے کہ یہ پہلی سولی ہے جو اسلام میں دی گئی۔

دوسری روایت اس کی یوں ہے کہ خود حضرت پیغمبر خدا اس کی ملاقات کو اس کے گھر تشریف لایا کرتے تھے اور اس عورت کو اجازت دی تھی کہ اپنے گھر والیوں کی امامت کرے اور ایک موذن اس کے لئے مقرر کیا جس کے بارے میں عبدالرحمان روایت کرتا ہے کہ میں نے اس موذن کو بڑھاپے میں دیکھا تھا۔

اس حدیث سے اس پر استدلال کیا جاتا ہے کہ عورتوں کو بھی جماعت سے نماز پڑھنی چاہیے مگر علامہ منذری نے اس میں یہ قدح کی ہے کہ اس روایت کے سلسلہ اسناد میں ولید بن جمیع ہے جس کے بارے میں لوگوں کو کلام ہے اور مستدرک امام حاکم میں ہے کہ

www.kitabmart.in

اس باب میں سوائے اس کے اور کوئی حدیث مستند نہیں۔

اس بارے میں حضرت عائشہ کا بھی نام لیا گیا ہے کہ وہ بھی اذان و اقامت کہہ کر عورتوں کی امامت کرتی تھیں اور اُن کے بیچ میں کھڑی ہوتی تھیں۔ حالانکہ ابن عدی نے کامل میں اور ابو الشیخ نے کتاب الاذان میں اسماء بنت ابی بکر سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا عورتوں پر نہ اذان ہے نہ اقامت نہ جمعہ نہ غسل جمعہ نہ اُن کے آگے کھڑی ہو بلکہ اُن کے بیچ میں کھڑی ہو۔

یہ مسئلہ امامت نسواں بھی بڑا اختلافی مسئلہ ہے امام شافعی قائل ہیں عورتوں کا بجماعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔ اوزاعی۔ سفیان ثوری۔ احمد اسی کے قائل ہیں امام نخعی و شعبی قائل ہیں کہ یہ امامت نوافل میں ہونی چاہیئے نہ فرض نمازوں میں۔

امام ابو حنیفہ قائل ہیں کہ صرف عورتوں کی جماعت مکروہ ہے۔ امام محمد بن جریر طبری قائل ہیں کہ عورتیں مطلقاً امامت کر سکتی ہیں خواہ مردوں کی جماعت ہو یا عورتوں کی۔ ابو ثور مزنی بھی اسی کے قائل ہیں۔ امام مالک اور حسن بصری قائل ہیں کہ عورتیں کسی کی امام نہیں ہو سکتیں نہ فرض میں نہ نفل میں۔

ان اختلافات کی تنقیح و ترجیح میں مولوی عبد الحی صاحب نے ایک رسالہ نفعۃ النبلاء فی جماعۃ النساء بہت شرح و بسط سے لکھا ہے جس کے بعد کسی تحریر کی ضرورت نہیں کیونکہ اس رسالہ میں بخوبی ظاہر ہے کہ ہر شخص نے کس کس طرح کی ایجادوں سے ان احکام شرعیہ میں کام لیا ہے۔

حنفی حضرات نے جن جن دلیلوں سے جماعت نسواں کی غیر مشروعیت پر استدلال کیا ہے اس میں اذان بھی داخل ہے۔ صاحب درایۃ فرماتے ہیں اگر عورتوں کی جماعت مشروع ہوتی تو اذان بھی اُن کے لئے مشروع ہوتی کیونکہ وہ ندا ہے اسی جماعت کے لئے۔

www.kitabmart.in

اس کے جواب میں مولوی عبد الحیٔ صاحب لکھتے ہیں (۱) خود حضرت عائشہ کے بارے میں ہے کہ وہ اذان کہتی تھیں اور اقامت فرماتی تھیں اس کے بعد امام بن کر عورتوں کو نماز پڑھاتیں اور بیچ میں کھڑی ہوتیں (مستدرک)

(۲) اگر مشروعیت اذان سے یہ مراد ہے کہ مردوں کا اذان دینا عورتوں کے لئے تو ام ورقہ کی حدیث میں مذکور ہوا کہ بحکم رسول ان کے لئے ایک موذن معین تھا جو اذان دیتا اور ام ورقہ امامت کرتیں اور اگر خود عورتوں کے اذان کی مشروعیت مقصود ہے تو یہ لازم نہیں کیونکہ اگر طفل ممیز بھی جماعت رجال کے لئے اذان دے تو کافی ہو جاتا ہے تو ان کی عدم مشروعیت ان سے عدم مشروعیت جماعت لازم نہیں۔

(۳) بہت سی نمازیں مشروع ہیں اور ان میں اذان نہیں ہے جیسے نماز عیدین نماز کسوف و استسقاء وغیرہ حالانکہ ان میں جماعت مشروع ہے۔

(۴) عورتوں کا اذان دینا اس لئے ناجائز قرار دیا گیا کہ اس میں فتنہ کا خوف ہے جیسا کہ تصریح کی گئی ہے کہ نغمۂ عورت یا عورت کا آواز بلند کرنا بھی عورت کے حکم میں داخل ہے تو اس کی عدم مشروعیت سے جماعت کی عدم مشروعیت لازم نہیں آتی۔

(۵) عدم مشروعیت اذان نسواں بھی اتفاقی نہیں امام شافعی کا ۳ قول ہے (۱) عورتوں پر نہ اذان ہے نہ اقامت (۲) دونوں مستحب ہیں (۳) اقامت مستحب ہے نہ اذان (دیکھو تحفۃ النبلاء ص ۲۹)

اس بحث میں اگر پورے غور و فکر سے کام لیا جائے تو معلوم ہوا ان سب اختلافوں کا منشاء وہی حضرت عائشہ کا فعل ہے جنھوں نے شاید جنگ جمل کے زمانہ میں

www.kitabmart.in

اس کا قصد کیا ہوگا کہ اگر لوازم خلافت سے امامت صلوٰۃ بھی ہے تو اُس میں ہم کب بند ہیں جو کوئی نقص لازم آئے اسی کے لئے وہ حدیث ام ورقہ بھی بنائی گئی جس کا غیر معتبر ہونا ابھی مذکور ہوا اور چونکہ مدار مذہب اہلسنت افعال صحابہ پر ہے اس لئے اس قدر اختلافات پیدا ہوئے ورنہ ان اختلافات کی کوئی ضرورت نہ تھی حکم خدا اور رسول واضح ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ صرف اسی مسئلہ اذان کے متعلق آج تک کتنے اضافے اور کتنی بدعتیں پیدا ہوئیں صرف خلفا ہی نے اپنی ایجادات پر اکتفا نہ کی بلکہ ہر ہر صحابی اور تابعی نے اپنی اپنی خواہش کے مطابق اضافہ کیا۔

یہاں تک کہ چند دن ہوئے فتح پور کے جدت پسند مسلمانوں نے ایک اور اضافہ کیا کہ خلفائے ثلثہ کا نام بھی داخل اذان کر دیا جس کی نسبت مقدمہ بازیاں بھی ہوئیں اور شاید فیصلہ ان کے خلاف ہوا ہو۔

اصل یہ ہے کہ چونکہ شریعت محمدیہ کو یہ لوگ اپنی رائے کا تابع سمجھتے ہیں لہذا جو کچھ کر نہ گزریں وہ کم ہے ورنہ اگر واقعی یہ لوگ حضرت رسول اللہ کی نبوت پر ایمان لائے ہوتے اور ختم رسالت کے قائل ہوتے تو یہ خرابی کیوں ہوتی دیکھئے ایک طرف قادیان میں نبوت کا ڈنکہ بجتا ہے دوسری طرف ایبٹ آباد میں فضل حق صاحب خلیفۃ المسیح مدعی خلافت مسیح ہوئے جن کی تائید میں حضرت خضر مقرر ہوئے۔

(پیسہ اخبار مورخہ ۸ فروری سنہ)

مختصر یہ کہ یہ سب خرابیاں محض اس وجہ سے پیدا ہوئیں کہ ان مسلمانوں کا عقیدہ ختم رسالت پر آنحضرتؐ کے درست نہیں ہے محض عوام کی فریب دہی کے لئے اسلام

www.kitabmart.in

کا نام لیا جاتا ہے ورنہ اگر واقعی ان کا یہ اعتقاد ہوتا تو شریعۃ محمدیہ میں یہ سب نزاعیں کیوں ہوتیں اور آئے دن دعوائے نبوت کیوں کیا جاتا۔

موضوعات اذان

اب ہم تاریخ الاذان کو اس کے موضوعات پر ختم کرتے ہیں ان موضوعات و اکاذیب سے اس کا بھی پتہ چلے گا کہ اپنی خواہشوں کی تکمیل کن کن صورتوں سے کی گئی ہے کیونکہ یہ اذان محض ایک اعلان و اعلام ہے اُن مسائل عظیمہ سے نہیں جن پر دین اسلام کا دارومدار ہے تو جب اذان کی یہ درگت بنائی گئی تو اور احکام کی کیا حالت ہوئی ہوگی جن کو صرف آخرت ہی سے تعلق نہیں بلکہ ان سے دینی و دنیوی دونوں اغراض و فوائد وابستہ ہیں۔

ایک حدیث یہ بنائی گئی کہ موذن جب اشھد ان محمد رسول اللہ کہے تو سننے والوں کو چاہیئے کہ دونوں ہاتھ کی انگشت شہادت کو بوسہ دیں اور آنکھوں پر پھیریں اور یہ کہتے جائیں اشھد ان محمد اعبدہ و رسولہ رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد علیہ السلام نبیّنا۔ دیلمی نے حضرت ابوبکر سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا جو شخص ایسا کرے گا بروز قیامت میں اس کی شفاعت کروں گا۔

علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ مگر ملا علی قاری کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر تک اس روایت کا سلسلہ پہونچتا ہے تو اس کو کرنا چاہیے کیونکہ ارشاد پیغمبر علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین بھی تو حدیث ہے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایسا نہ کرنا چاہیئے۔

www.kitabmart.in

علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ ابن طاہر کا قول ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔

دوسری حدیث یوں ہے کہ جب اشہد ان محمد ارسول اللہ سُنے تو کہے مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ پھر دونوں انگوٹھوں کو چومے اور دونوں آنکھوں پر پھیرے اس سے نہ اندھا ہوگا نہ آنکھیں اس کی آشوب کریں گی۔

"ذکرہ" میں ہے کہ یہ حدیث بھی صحیح نہیں (فوائد مجموعہ صہ ۹)

تیسری حدیث یہ ہے کہ اذان و اقامت میں اس قدر فاصلہ ہونا چاہیئے کہ آدمی کھانا کھا سکے۔

قزوینی کہتے ہیں کہ یہ حدیث بھی موضوع ہے۔

چوتھی حدیث یہ ہے کہ جب موذن اذان شروع کرتا ہے تو خدا اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھتا ہے۔

اس حدیث کا راوی عمر بن صبح ہے جو مشہور حدیثیں گڑھنے والا تھا۔

ان کے علاوہ بہت سی حدیثیں اذان کہنے والوں کی فضیلت میں بنائی گئی ہیں جو مختلف اور طولانی روایتیں ہیں طوالت کے خوف سے ہم ان کو ذکر نہیں کرتے۔ لئالی مصنوعہ علامہ سیوطی اور فوائد مجموعہ علامہ شوکانی ملاحظہ ہو۔

ان موضوعات سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ بلا ضرورت محض اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے یہ اختراعات و ایجادات کئے گئے ان میں ان کا کوئی مفاد بھی نہیں تھا مگر جہاں کوئی اچھی بات ان کے دل میں آتی اس کے لئے ایک حدیث گڑھ دیتے تو پھر ضرورت کے وقت کیا کچھ نہ افترا کیا ہوگا جب سے رسول اللہ کی مقدس روح قبر مطہر میں خوش ہوتی ہوگی اور اپنی اس امت کے لئے کیا کچھ نہ دعا دیتی ہوگی۔ (تمام شد)

www.kitabmart.in

فہرست مضامین

	صفحہ		صفحہ
تحقیق لفظی	۳	محراب	
اذان قبل اسلام	۵	تغیرات اذان	
دوسری اذان		پہلا تغیر	
قرآن کی ایک اور اذان		عہد خلافت خلیفہ اوّل	۴۶
ابتدائے اذان اسلام		دوسرا تغیر	
اذان رسول اللہ		تیسرا تغیر	
عہد پیغمبرؐ کے موذنین	۲۷	چوتھا تغیر	۴۸
(۱) حضرت بلال	۲۷	دور خلافت دوم	۴۸
(۲) ابن مکتوم	۳۰	پانچواں تغیر	۴۹
(۳) سعد قرظ	۳۸	چھٹا تغیر	۴۹
(۴) ابو محذورہ	۳۸	ساتواں تغیر	۵۳
(۵) زیاد بن حارث صدائی	۴۰	تیسرا دور خلافت	
صورت اذان	۴۱	آٹھواں تغیر	۶۰
گلدستہ اذان	۴۴	نواں تغیر	۶۵
صومعہ۔ مئذنہ۔ منارہ	۴۵	دسواں تغیر	۶۶

www.kitabmart.in

	صفحہ		صفحہ
خلافت جناب امیر المومنینؑ	۶۸	خلافت عبداللہ بن زبیر	۸۸
دور خلافت رابعہ	۷	خلافت مروان	۹۰
گیارھواں تغیر	۷۱	خلافت عبدالملک	۹۵
بارھواں تغیر	۷۱	تنبیہ	۹۸
تیرھواں تغیر	۷۱	خلافت ولید بن عبدالملک	۱۰۰
واقعات	۷۲	خلافت ؑ بن یزید بن عبدالملک	۱۰۲
پہلا واقعہ	۷۴	چودھواں تغیر	۱۰۲
دوسرا واقعہ	۷۶	پندرھواں تغیر	۱۰۳
تیسرا واقعہ	۷۹	متفرق واقعات متعلق اذان	۱۰۶
خلافت یزید بن معاویہ	۸۱	قصہ زریث وصی عیسیٰؑ	۱۰۸
پہلا واقعہ	۸۲	ام ورقہ	
دوسرا واقعہ	۸۵	موضوعات اذان	
تیسرا واقعہ	۸۶		

www.kitabmart.in

دفتر اصلاح کا تازہ ترین شاہکار

ائمہ اربعہ

برادران اہلسنت نے تقلید و اتباع بس اپنے چار اماموں میں منحصر کر دی ہے اور انتہائی خوش عقیدگی سے انھیں وہ درجہ دے دیا ہے جو انبیاء کو بھی نصیب نہ ہو سکا۔ ان چاروں اماموں کی سوانحعمریاں بہت سی شائع ہوئیں مگر وہ سوانحعمریاں نہیں بلکہ مناقب کی کتابیں ہیں حقائق و واقعات سے خالی اور عقل و فہم کے لئے حد درجہ ناقابل قبول شدید ضرورت تھی کہ ان حضرات کے بے کم و کاست حالات منظر عام پر لائے جائیں اور خوش عقیدگی کی ڈالی ہوئی دبیز نقابیں سرکا کر صحیح خد و خال پیش کر دیے جائیں تاکہ انصاف پسند افراد فیصلہ کر سکیں کہ ہزاروں ہزار بڑے بڑے جلیل القدر علمائے اسلام کو نظر انداز کر کے تقلید کو ان چار اماموں میں منحصر اور ان کے بعد قیامت تک کے لئے اجتہاد کا دروازہ بند سمجھ لینا کہاں تک صحیح ہے۔ ملت جعفریہ کے قدیم ترجمان اصلاح نے ضروری سمجھا کہ سوانح عمری حضرت ابوبکر و عمر کی طرح ان چاروں ائمہ اہلسنت کے تحقیقی حالات بھی شائع کر کے طالبان حق و ہدایت کے لئے صراط مستقیم واضح کرے "کتاب ائمہ اربعہ" سے جہاں چاروں اماموں کے صحیح صحیح حالات معلوم ہوں گے وہاں یہ بھی معلوم ہوگا کہ ان چاروں کا بالواسطہ یا بلاواسطہ اہلبیتؑ سے نسبت تلمذ رکھنا اور ان کے خرمن کا خوشہ چیں ہونا ان کے لئے عظیم فضیلت اور بہت بڑا شرف قرار دیا جاتا ہے۔

"ائمہ اربعہ" حقائق و معارف کا بیش بہا ذخیرہ ہونے کے ساتھ ساتھ ملت جعفریہ کی حقانیت و صداقت کا عظیم ترین شاہکار بھی ہے۔

قیمت ——— سات روپے پچاس پیسے (7/50) علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:۔ مینجر اصلاح بھوا ضلع سارن (بہار)

www.kitabmart.in

شیعہ کون ہیں اور کیا ہیں؟

مذہب شیعہ مسلمانوں سے علیحدہ کوئی مذہب نہیں، شیعوں کے عقائد و نظریات اُن کے اصول و فروع ٹھیک وہی ہیں جو حضرت پیغمبر خدا اور اہلبیت طاہرین اور نیکو کار صحابہ کرام کے تھے وہ ان احکام و اوامر کے پابند ہیں جو قرآن و سنت کے رو سے ہر مسلمان پر عائد ہوتے ہیں اور اُن تمام باتوں سے اجتناب واجب و لازم سمجھتے ہیں جن کی قرآن اور سنت نبوی میں ممانعت وارد ہوئی ہے مگر ان سب کے باوجود مذہب شیعہ ہمیشہ ہی سے نشانۂ ظلم و ستم رہا کوئی دور ایسا نہیں گذرا جس میں شیعوں کو تیغ و شمشیر سے بھی ختم کرنے کی کوشش نہ کی گئی ہو، اور زبان و قلم سے بھی یہ مظالم اُن پر حکام و سلاطین اسلام نے بھی کئے اور عام مسلمانوں نے بھی شیعوں کو نت نئی تہمتیں لگائی گئیں اور سیکڑوں ہی غلط سلط باتیں اُن کی طرف منسوب کر دی گئیں جن کو نہ حقیقت سے کوئی تعلق تھا نہ واقفیت سے کوئی لگاؤ۔

مدیر اصلاح کی اس تازہ ترین تالیف میں شیعیت کا مختصر سا تعارف بھی ہے اور ان مظالم کا سرسری تذکرہ بھی جو اُن پر سلاطین و علمائے اسلام کی طرف سے ہر دور میں ہوا کئے۔ حجم ۶۸۴ صفحات قیمت۔ سات روپے (-/۷)

ملنے کا پتہ:۔ منیجر اصلاح کچھوا ضلع سارن (بہار)

www.kitabmart.in

مشاہیر اسلام

تاریخ الائمہ مشہور انبیائے کرام کے مختصر اور حضرت پیغمبر خدا اور ائمہ طاہرینؑ کے مفصل حالات شیعہ و سنی کی معتبر کتابوں سے پانچوان ایڈیشن قیمت -/12

اعجاز الولی حضرت امیر المومنینؑ کی سوانح عمری کی پہلی جلد علیؑ کون تھے اور کیا تھے؟ اور اسلام کے لیئے اُن کی ذات کتنی ضروری تھی پانچواں ایڈیشن قیمت -/15

ثقل اکبر سوانح عمری کی تیسری جلد علیؑ کے متعلق پیغمبر خدا کے ارشادات صحاح ستہ اور حدیث کی معتبر ترین کتابوں سے قیمت -/10

قضایائے امیر المومنینؑ سوانح عمری کی دسویں جلد۔ عہد پیغمبرؐ و خلفائے ثلثہ نیز اپنے عہد خلافت میں امیر المومنینؑ نے جن مشکل مسائل کے جوابات پیچیدہ مقدمات کے حل فرمائے -/7

سبط اکبر امام حسنؑ کے تفصیلی سوانح حیات واقعہ صلح تعدد ازدواج اور آپ کی شہادت پر محققانہ بحث -/20

علی ابن الحسینؑ مولوی ضیاء الحسن عبقاتی نواسہ سرکار ناصر الملۃ کی یادگار تصنیف حضرت امام زین العابدینؑ کے سوانح حیات -/4

نور المشرقین امام محمد باقرؑ امام جعفر صادقؑ کے تفصیلی حالات بنی امیہ و بنی عباس کے عہد تاریک میں جبکہ ہادیت و دہریت زندقہ اور الحاد کے سیلاب ہر طرف سے امنڈ آئے ان دونوں جانشینان پیغمبرؐ نے شمع اسلام کو کس طرح فروزاں رکھا قیمت -/15

امام موسیٰ کاظمؑ عراق کے نامور عالم باقر شریف کی زندہ جاوید تصنیف مترجمہ مدیر اصلاح قیمت ہر دو جلد -/12

کربلا کی شیر دل خاتون مصر کی نامور ادیب و مورخ خاتون ڈاکٹر عائشہ بنت الشاطی کی تحریر کردہ سوانح عمری جناب زینبؑ۔ قیمت -/4

ثانی زہراؑ یہ سوانح عمری بھی جناب زینبؑ کی ہے مصنفہ مولوی صادق حسین صاحب بی اے مرحوم قیمت -/4

حضرت ام کلثوم اس نام کا تحقیقی جواب ام کلثوم دختر علیؑ و فاطمہؑ کی شادی حضرت عمر سے ہوئی -/50

محمد بن حنفیہ۔ نورِ نگاہ امیر المومنینؑ محمد ابن حنفیہ اور ان کی ایمانی خدمات علمی و عملی کا زمانے قیمت -/50

مالک اشتر امیر المومنینؑ کے محبوب ترین صحابی جو آپ کے لیئے ویسے جیسے خود حضرت علیؑ پیغمبر خدا کیلئے قیمت -/7

ہاشم مرقال امیر المومنینؑ کے جاں نثار فدائی رجنکے ہاتھ سے معاویہ کی آنکھوں دنیا اندھیر ہی قیمت -/25

ملنے کا پتہ:- منشی اصلاح لکھنؤ اصلاح سیوان (بہار)